ناول

دلچسپ

حصہ اول و دوم

یعنی

فرخ اور اسکا عشق

مصنفہ

جناب مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مہتمم دلگداز

مصنف دلکش۔ درگیش نندنی۔ ملک العزیز ورجنا۔ منصور موہنا

مقدس نازنین۔ شہید وفا۔ حسن انجلینا وغیرہ وغیرہ

حسب فرمایش

بابو ہرچنداس صاحب بھارگو۔ بکسیلر پبلشر امین آباد لکھنؤ باجازت مصنف

باہتمام سیٹھ کندن لال مالک

سیٹھ کندن لال پریس لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۱۰ع

مختصر فہرست کتب ناول وغیرہ کتبخانہ بھارگو اسکول بک ڈپو امین [illegible] لکھنؤ

"مردمیدان کامل ہر دو حصہ"

(ترجمہ) پولینڈ کے دار السلطنت وارسا کے عجیب و غریب تاریخی واقعات روسیون کے ظلم و ستم کے عبرتناک حالات نہایت ہی دلکش پیرایہ مین بیان ہوے ہین۔ عشق و محبت کی چاشنی پر مٹی ہوئی طبیعتون کی دلبستگی کیلیے مہ جبین ہلن کے حسن گلوسوز اور جانباز رالفو کی عشق و محبت کے دلفریب واقعات بھی موجود ہین۔ ایک طرف روسی سپاہ اور نوجوانان پولینڈ کی خوفناک معرکہ آرائیون پر اسرار رالفو کی حیرت انگیز کارروائیونکا تذکرہ تصویر حیرت بناتا ہے تو دوسری طرف عاشق و معشوق کے راز و نیاز کا مسرت خیز منظر دلکو بے قابو کردیتا ہے غرضکہ یہ ایک ایسا البم ہے جسمین سوز و ساز۔ یاس و حرمان حسرت و ارمان۔ درد و درمان ناکامی و کامیابی ہجر و وصل وغیرہ مختلف قسم کے صدہا فوٹو نظر آتے ہین۔ ترجمہ کا رنگ بھی نہایت اشتیاق افزا ہے حجم تقریباً ۰۰۶ صفحات (قیمت تین روپے ۳ے)

"دھوکا یا طلسمی فانوس"

انگلستان کے جادونگار مصنف جی ڈبلیو رینالڈس کے دلفریب نتیجہ خیز ناول (مسٹر ٹموتھیز بک کیس) کا اُردو ترجمہ جسمین دلاویز پیرایہ مین دکھایا گیا ہے کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ۔ اور بادی النظر مین جو کچھ نظر آئے اُسپر اعتبار کرکے راے نہ قائم کرنا چاہیے سلسلہ وار قصون کی دلچسپی بغیر ختم کیے کتاب چھوڑنے کی

اجازت نہین دیتی مترجمہ اُڈیٹر اودھ [illegible] عہ

"اشک حسرت"

نہایت ہی دلچسپ و معنی خیز فسانہ جسمین عقد بیوگان کی ضرورتین درد ناک اور موثر پیرایہ مین دکھائی ہین۔ اوران جذبات کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے۔ جو بے پردگی کی بدولت شرم و حیا عفت و عصمت کا خون کرتے ہین اوران مشکلات کا پورا چربہ اتارا گیا ہے جو بیوہ کو دُبدھے مین ڈال رکھنے سے پیش آتے ہین مصنفہ جناب وحشی نگرامی۔ قیمت عہ

"رزم و بزم کامل ہر دو حصہ"

اُردو زبان کا ایک تاریخی اچھوتا ناول قنوج کے والی راجہ جے چند اور سلطان شہاب الدین فاتح ہندوستان کی شکست و فتح کا باثر قصہ۔ غازیان اسلام اور دلیران راجپوت کی شجاعت و بسالت کا اعلیٰ نمونہ حسن کے راز و نیاز عشق کے سوز و ساز کی اصلی تصویر قصے کی عمدگی مضامین کی بندش دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ مصنفہ منشی امداد علی صاحب مصنف البرٹ بل وغیرہ۔ (قیمت دو روپیہ عہ)

"نشتر"

نئے رنگ نرالے طرز کا فسانہ۔ ایک نہایت سچے قلبی زبان کے قصے کا ترجمہ بہت ہی پُر اثر نہایت ہی معنی خیز۔ بلا کا دلچسپ از بس قابل دید ہے۔ ممکن ہی نہین کہ ایکبار پڑھکر۔ دوبارہ پڑھنے کو جی نہ چاہے

برابر ایک چوڑی سڑک گئی ہوئی تھی۔ جو میونسپلٹی کی غفلت کے باعث
سے ناہموار تھی۔ یہ سڑک پیادہ چلنے والوں کو شہتوت کے سایہ ہی سے
یہیں دہلی تک پہونچا سکتی ہے۔
کو کبھی اپنی وضع سے بنا [illegible] ہوئی یورپ میں خلجان رہتا ہے۔ جس نے
مذاق کے موافق اسکو ہر طرح سے ہموار بنا دیا ہے۔ کو کبھی کی وضع زبان حال کر
جس امر کی طرف اشارہ کر رہی تھی باغ کی پر فضا حالت بھی اس بارے میں اس سے
ہمزبان تھی۔ ہری گئی ہوئی خوشنما روشیں جو باغ میں چاروں طرف پھیلی ہوئی
تھیں ان کے ذریعے سے باغ کے مختلف حصے ایک دوسرے سے جدا کیے گئے
تھے مگر صرف ان راستوں پر ہی اکتفا نہیں کی گئی تھی بلکہ ہر چمن کے گرد سبزے کا
ایک قریب حاشیہ بھی چھوڑ دیا گیا تھا چونکہ یہ باغ ہندوستان میں تھا لہذا اگر ایشیائی
مذاق کی تشبیہ بازی کی جرأت کرکے ہم کہیں کہ ان سرخ سرخ روشوں کے لب پر سبزہ ہونے
سے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ سبزہ آغاز عاشق تن بجودی میں مذہبی غسل کرکے
حمام سے نکلنے والیوں کی سینہ پر بکھری ناگن کے بوسے لے رہا ہے" تو نامناسب
نہ ہوگا۔ درخت عموماً خوشنما رنگ رنگ کے پھولوں کے تھے۔ رہنے والے
کا یورپین مذاق اس بات سے زیادہ ثابت ہوتا تھا کہ باغ میں اکثر وہی درخت
نظر پڑتے تھے جن کے پھولوں کی عمدگی صرف آنکھوں کے ذریعے سے دماغ میں پہونچتی
ہے۔ قوت شامہ کو کوئی لطف نہیں حاصل ہوتا۔ ہاں بیلے اور چنبیلی کے خود رو
باغ کے ایک کونے میں اپنی پریشان صورت سے اس امر کا اندازہ کرا رہے
تھے کہ ہندوستان کے بد نصیب اگلے مذاق کی جانب زمانے کی کس قدر
بے پروائی ہو چلی ہے۔ بعض نازک اور نگاہ میں کھب جانے والے پھولوں کے نام
[illegible] بیچ کے تختے [illegible]

پہلا باب

آئیں یہ کون شخص آ رہا ہے۔ کیا میرے پاس آتا ہے؟ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ اس سے کبھی کی جان پہچان ہو۔ میری نگاہ تو نہیں غلطی کرتی" (آنکھیں خوب ملکے غور کرکے) "ہو نہیں نگاہ کی غلطی نہیں ہے۔ دیکھو نہ" گاڑی پھاٹک کے پاس آہستہ چلنے لگی (خوب آنکھیں پھاڑ کر) "بیشک میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا ہے"

پھاٹک پر گاڑی رکی۔ کوچمین نے گاڑی کی ایک جانب جھک کر اور کھڑکی کے پاس سر پہونچا کر اتنی آواز سے جو کوٹھی کے اندر صاف صاف نہیں پہونچ سکتی تھی پوچھا "اسی کوٹھی میں" جواب ایسی نیچی آواز میں دیا گیا کہ کچھ سمجھ میں نہ آیا مگر غالباً کوٹھی کے اندر جانے کی اجازت دی گئی ہوگی کیونکہ کوچمین نے سر بلند کرکے برابر بیٹھتے ہی گاڑی پھاٹک ہی کیطرف موڑی۔

یہ کوٹھی جمنا کے کنارے دہلی سے کئی میل کے فاصلے پر تھی کوٹھی کے نیچے جانب جمنا بہہ رہی تھی اور باقی تین طرف تقریباً سو سو گز کے فاصلے تک ایک خوشنما باغ چلا گیا تھا جسکے گرد لوہے کی چھتی سلاخوں اور تاروں کے کٹہرے تھے سامنے کے رخ لوہے کی گول نوکدار سلاخوں کا پھاٹک

کیاریون پر ٹہلنے والون تک کے چہرون پر اِن کی تنگ باسنے ہی تازگی آجاتی تھی موسم
بھی مناسب تھا۔ عروس بہار جو ان دنون چمن کی مہمان تھی سبزہ رنگان باغ کے
چوبن آبلے پڑنے لگے۔ بہرحال موجودہ صورت برسنے کی حالت مین باغ
کے سینے اس سے زیادہ پُرفضا ہونے کی بہت کم امید کیجا سکتی تھی۔
کوٹھی جسکے کھلے ہوے دروازے خوشگوار ہوا کو کبھی چمن سے باغ مین آنے
اور کبھی باغ سے چمن مین جانے کا راستہ دیا کرتے تھے۔ ایک متوسط درجہ
والی ایک منزلی کوٹھی تھی جسکی کرسی بلندی کے باعث انہم کرسی کے جو ٹہلنے
کے موافق اونچے جھونکون کے ساتھ بیٹھ چلنے کا موقع دیتی تھی۔ علاوہ خوبصورت
برآمدے کے جو چارون طرف کھلا ہوا تھا بیچ مین ایک بڑا ہال تھا جسمین اندرا
چارون طرف ایک مربع حلقہ مین ساٹھ ستر کرسیان بچھ سکتی تھین [illegible]
بھر کی بڑی شطرنجی پر ایک لمبی نصف کمرے کے برابر میز بچھی ہوئی تھی
جسکے گرد تیس بیس کرسیان تھین۔ میز کے تختے ایک جانب [illegible] دو ٹوکریان
پڑی تھین جن مین سے ایک مین وہ خطوط ڈال دیئے جاتے تھے جو پڑھے
جا چکے جانے کے بعد بیکار ہوتے ہین اور ایک مین تمام پھٹے اور سکڑے
ہوئے کاغذ پریشان پڑے رہا کرتے تھے دروازون پر مشرقی لیکن انگریزی وضع
کے پردے تھے جو باندھے نہین جاتے بلکہ کسی بازو پر ہٹائے جانے سے
سمٹ جاتے ہین۔ دیوارون پر علاوہ تمام چھوٹی بڑی بارہ تصویرون کے چارون
طرف چار بڑی اور نہایت عمدہ نظر فریب اور دلربا تصویرین لگی ہوئی تھین
اس درمیانی بڑے ہال کے دونون پہلوؤن پر دو مستطیل کمرے تھے ایک مین
پلنگ تھا دوسرے مین ایک متوسط درجہ کی میز پر ایک چوڑا آئینہ دیوار سے لگا ہوا
رکھا تھا اور اُسکے برابر دو تین برش اور کنگھیان وغیرہ تھین میز کے نزدیک ذرا
تھوڑی دور ایک لکڑی کی الگنی تھی جس پر کچھ انگریزی اور کچھ ہندوستانی کپڑے تھے
ہندوستانی کپڑون کے باعث اس الگنی کا تھوڑا حصہ دیکھنے والے کو اس خیال
مین جو باغ اور کوٹھی اور تمام فرنیچر کے دیکھنے سے اسکے دل مین پیدا ہوتا تھا کہ "ضرور
کوئی یورپین اسمین رہتا ہو" کسی قدر شک پیدا کرتا تھا اور اس کمرے کے پاس

ایک چھوٹا کمرہ تھا جو غالباً غسل خانہ ہوگا کیونکہ اسمین غسل کے تمام ضروری سامانون کے علاوہ پانی کے ایک ہی طرف بہ جانے کے لیے زمین ایک محدود مقام تک ڈھالو بنادی گئی تھی۔

کوٹھی کے قریب شاگرد پیشہ کے لیے چند پختہ مکانون کی ایک لمبی قطار تھی نوکر چاکرون کے رہنے کے علاوہ ان مین چار گھوڑے بندھے ہوے تھے ایک سبز رنگ جوڑی تھی اور ایک نہایت خوبصورت پوسے قد کا سبزہ گھوڑا تھا۔ اور ایک ران سواری کا عربی کمیت تھا گھوڑون کے برابر تین گاڑیان رہا کرتی تھین جس مین ایک عمدہ ولایتی فٹن تھی اور ایک ہلکی ٹمٹم اور ایک پالکی گاڑی۔

یہ سوال ناظرین کو جلد جواب پانے کے واسطے بے صبر کر رہا ہوگا کہ اس کوٹھی مین کون رہتا تھا اس سوال کا جواب ناظرین کے قیاس اور اُمید کے بالکل خلاف ہوگا۔ کیونکہ اس مکان مین کوئی یوروپین نہین رہتا تھا ہندوستان کے اکثر معزز خاندان جنکی نسلین برٹش گورنمنٹ کی ماتحتی مین پلٹین زمانے نے اُن میں سے بہتون مین ایسے جانشین پیدا کرئے جنکی سوشیل حالت لوگون کو معمہ ایسے دہوکے دیا کرتی ہی۔ اس کوٹھی کا رہنے والا بھی ایک ایسے عالی مرتبہ اور نیکنام خاندان کی یادگار تھا جو دہلی کے شہنشاہی دربار مین بھی اعلیٰ عزت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔

سوہی ڈیڑھ سو برس کے عرصے مین اس خاندان نے دو متضاد حالتین دکھلا دین۔

پہلا نمونہ ایران کی سوشیل حالت پر بخوبی قیاس کرلیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس خاندان کو ایران سے ہندوستان مین آئے اسی قدر زمانہ گذرا تھا۔

دوسرا نمونہ ہم دکھا چکے ہین جیسے یورپ کی طرز معاشرت رگو وہان کے رہنے والے تعصب کی بدولت اس بارہ مین اپنے ملک تک سے بیزار ہو جائین عام تھا ہونکو دہوکہ دیکر اپنے مین شریک کیے لیتی ہی یہ معزز خاندان جسکی پچھلی نسل اب یوروپین مذاق کی کوٹھی مین بسر کر رہی تھی کسی زمانے مین اس وسعت کے ساتھ پھیلا تھا کہ دنیا مین اسکے لیے بہت سی یادگارون کی امید کی جاسکتی تھی لیکن

اب سمٹنے سمٹتے ایسا محدود ہوگیا کہ اس خاندان کے زندہ رہنے کی امیدین سب نے کھینچکر اکیلے **فرخ** کے ساتھ وابستہ ہوگئین جو اس لب جمنا والی کوٹھی مین زندگی بسر کیا کرتا تھا

فرخ کا اسوقت چوبیس برس کا سن تھا قدرت نے اگرچہ اسکے بازوؤن کو کئی بھائیون کے ذریعے سے مضبوط کردیا تھا۔ مگر مردود زمانے کے ہاتھون ایک اس سے بڑا بھائی اس کے پیدا ہونے کے پیشتر ہی ۱۸۵۷ء کے غدر مین کسی حسرتناک موقع پر ان باپ سے جدا کردیا گیا تھا جسکا آپ لوگون کو خیال بھی نہین رہا تھا اور فرخ کو تو اسکا نام بھی بخوبی یاد نہ تھا لیکن اور دو بھائی جو موجود تھے اونھون نے موت بازو ہونا تو درکنار فرخ کی اسقدر فارغ البالی کو بھی نقصان پہونچادیا جو بغیر کسی بھائی کے اکیلے ہونے کی صورت مین حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ دونون بالکل آوارہ تھے

فرخ نے عمدہ طور پر انگریزی تعلیم پانے کی کوشش کی تھی ایف۔ اے کے امتحان تک کامیاب بھی ہوچکا تھا کہ اسکے باپ نے انتقال کیا جس بیٹے کو دیکھکر بیوہ ماں کے آنسو پچھتے تھے وہ فرخ ہی تھا۔ فرخ نے بہت ہی کچھ کوشش کی کہ اپنی تعلیم کو یہین تک محدود نہ کرے مگر بھائیون کی ناجائز دست درازیان دیکھنے سے فرخ کی عاقبت اندیش طبیعت اسے آیندہ کا افلاس یاد دلاکر اکثر خوف دلاتی رہتی تھی) آخر فرخ کو کالج سے ہمیشہ کے لیے باہر نکال ہی لائین۔

فرخ کا باپ ایک دولتمند رئیس تھا جو اپنی بہت سی غیر منقولہ جائداد کے علاوہ چھ لاکھ روپیہ نقد چھوڑکر مرا تھا فرخ کی ہوشیاری سے اسکے بھائیون کو اگرچہ عام طور پر باپ کی جائداد کے لٹانے سے مجبوراً ہاتھ روکنا پڑا مگر ترکہ کے تقسیم کرپانے کے دعوے مین ان کو کوئی نہین روک سکتا تھا گو بڑھیا مان نے بہت کچھ فہمائش کی مگر ان کو اپنے ارادے مین جو شہر کے بدمعاش وکیلون کے بھرون سے روز بروز مضبوط ہوتا جاتا تھا کامیابی ہوئی وکیلون کے ہاتھ سے بچ کر جو روپیہ فرخ کے بھائیون کے قبضے مین آیا تھا مع انکے حصون کی تمام تقسیم شدہ غیر منقولہ جائداد کے تھوڑے ہی عرصے مین تمام ہوگیا اور یہ نئی دولت چند روز دولتمند رکھنے

اکے نتیجہ اُنکو انتہا سے بھی زیادہ مفلس اور پریشان چھوڑ گئے کیونکہ دولت جاتے وقت بالخصوص ہندوستان مین اپنی یادگار کے طور پر بے انتہا قرضہ چھوڑ جایا کرتی ہے۔ یہ ہندوستانی رؤسا کی ایک معمولی شناخت اس قابل ہے کہ ہر وقت پر ملحوظ رکھی جاسے کہ جو جس قدر زیادہ مقروض ہے اس سے پہلے اسی قدر دولتمند تھا "

تباہ حالی اور آوارہ گر بھائیون سے خاندان کو سوا بدنامی کے اور کیا اُمید ہوسکتی تھی اسوجہ سے تمام خاندان کی امیدین صرف فرخ کی ذات سے متعلق تھین فرخ کے بھائیون کو ان کے چال چلن نے باپ کے علاوہ اور جائداد سے جو جلد تر ملنے والی تھین بالکل ناامید کردیا اُن کے دو بڈھے چچا جو اُنکے باپ سے کچھ تھوڑی ہی کم جائداد کے مالک تھے عنقریب لاولد مرنیوالے تھے اُن کی بیوہ پھوپھی جو اپنی خوبصورت اور نازک تن لڑکی کو فرخ کے ایک بھائی کے ساتھ کتخدا کرنے والی تھی اُن کی حرکتون سے ایسی ناراض ہوئی کہ اپنی بیٹی کی نسبت چھوڑالی۔ گو زبان سے نہ کہا ہو مگر اب اُسکی خواہش یہی تھی کہ اپنی پیاری بیٹی کو فرخ کے ساتھ کتخدا کرے

فرخ کا چال چلن اگرچہ بظاہر مین بُرا نہین معلوم ہوتا تھا مگر اسمین بھی یہ سخت عیب تھا کہ انتہا درجہ کا فضولخرچ تھا ایک تو یون ہی وہ اپنا ہاتھ فضول خرچون سے نہین روک سکتا تھا دوسرے انگریزی تعلیم اور فیشن ایبل بننے کا شوق نے اُسکے مصارف اور بھی بڑھا دیئے تھے۔

باپکے ترکے کا جو حصہ اُسکے قبضے مین آیا تھا اگرچہ اور بھائیون کے حصون کی طرح عیاشی اور سیکشی مین نہین غارت ہوا مگر انگلش فرنیچر اور باغ کے سامانون نے اُسکی تمام دولت ایکبارگی غیر ضروری شوق کے پورا کرنے مین ضایع کرادی اس کے اس شوق نے صرف نقدی روپیہ ہی کو نہین صدمہ پہونچایا بلکہ اُس کی ملکیت کی تمام غیر منقولہ جائدادین بھی ان ہی فضول شوق کی نذر ہوگئین فرخ کے اس باغ کی نسبت اگرچہ یہ مختصر جملہ کہا جاوے کہ فرخ نے اپنی تمام جائداد اور دولت قیمت مین دیکر اس کوٹھی اور باغ کو لیلیا تھا تو بہت صحیح ہوگا۔ باغ کے بیان مین ہم نے جو کچھ ظاہر کیا وہ بہت تھوڑا ہے کیونکہ اتنی بڑی ریاست

کو بگاڑ کر جو باغ بنا ہوا تھا اُسمین جو خوبیان نہون تعجب ہے - فرخ کی آمدنی اب صرف دو تین گانون پر منحصر تھی جو اسکی غیر منقولہ جائداد مین سے بچ رہے تھے عام قرضخواہون کو ہرگز منظور نہین تھا کہ اُنکے وطن کا ایک شریف زادہ بالکل تباہ ہو جاوے - اسکے علاوہ فرخ کو اپنی مان کی دولت پر بہت بھروسا تھا جو ہمیشہ اُسکی ضرورتون مین کام آیا کرتی تھی روزانہ مصارف کے لیے بے انتہا بار پڑتے جاتے تھے کہ پریشانی روز بروز اس کے چہرے پر غالب آتی جاتی تھی -

ان مصارف کیوجہ سے اُسکو صرف یہی فکر نہ تھی کہ وہ بخوبی اجرا نہین پاتے بلکہ جو اجرا پا چکتے تھے اُن کا قرضہ فکرون کا سب سے بڑا بوجھ اسکے سر پر لادتا جاتا تھا اگرچہ بظاہر اُسنبھلی ہوئی حیثیت نے فرخ کو اُسکے بھائیون کی طرح عام نگاہون مین بے اعتبار اور کم پایہ نہین ثابت ہونے دیا مگر حقیقت مین اسکی خوشنما کوٹھی اور اسکے بیش قیمت کپڑون مین جو جسم رہا کرتا تھا وہ مقروضی کے باعث نہایت ہی نحیف ہو رہا تھا زمانہ کی موافقت کی حد سے گذرے ہوئے شوق نے ایسی ناعاقبت اندیشی کے ساتھ اسکے روپیہ کو صرف کرا دیا کہ اپنے ملک مین وہ ان بدتہذیبیون اور غلط فہمیون کا نمونہ خیال کیا جا سکتا تھا جو تہذیب کے پردے مین ہندوستان کو خراب کر رہی ہین اور اسوجہ سے حقیقت مین وہ اپنے بھائیون سے کچھ کم ناعاقبت اندیش نہ تھا اور سب سے زیادہ خرابی یہ تھی کہ فرخ کے بھائی تو دیوالیے بنکر قرضخواہون کی جانب سے کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے مگر فرخ کی ظاہری حیثیت نے اُسے اُس بیچارگی کے اطمینان سے بھی بدنصیب رکھا لہذا اس باغ اور کوٹھی کے فضا سے جو خوشی حاصل ہوتی اُسکو قرضخواہون کا خوف بہت جلد مبدل بہ غم کرا دیا کرتا تھا بعض قرضخواہون کی ڈگریان بھی جاری تھین جنکے خوف سے اُسکو اپنی کوٹھی مین آزادی کے ساتھ بیٹھنا بہت کم نصیب ہوتا تھا -

علاوہ برین چونکہ خاندان مین فرخ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اپنے دونون چچاؤن اور پھوپھی کی دولت پر بغیر کسی کی شرکت کے قبضہ

کا امیدوار خیال کیا جاتا تھا۔ اسلیے اُسکے نامہربان کبھائی اپنے وقت کا بہت بڑا
حصہ اسکی جان لینے کی فکر مین صرف کرتے رہتے تھے فرخ کی جان ایسے بکھیڑون
مین پڑی ہوئی تھی کہ وہ محدود اور تھوڑی فارغ البالی کے علاوہ اپنی زندگی کی
جانب سے کبھی مطمئن نہ رہ سکتا تھا اُسکو جب کسی سے ملنے کا اتفاق ہوتا
اس سے حتی الامکان بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ ملتا جو نیا شخص ملنے
کو آتا فرخ کو بڑی پس و پیش کے بعد اس سے ملنے کی جرات پڑتی۔

دوسرا باب

اسوقت تقریباً دو بجے ہونگے جبکہ دھوپ بہت شدت پر ہوتی ہے درخت دیر
تک کڑی دھوپ برداشت کرتے کرتے کچھ مرجھا سے گئے تھے۔ پھولون کی
پنکھڑیان ایک دھوپ مین چلنے والی نازک بدن لیڈی کی پر شکن جبین اور خشک
اور سمٹے ہوے ہونٹون کی طرح افسردہ ہونے لگین تھین۔ خندۂ گل حدت آفتاب
کسی دیرینہ سال بڈھے کی ہنسی کا نقشہ یاد دلا رہا تھا جب اُسکے منہ کی جھریان پڑی
ہوئی کھال پھیلنے لگتی ہو جہانتک بن پڑتا تھا درخت تمازت سے بچانے کے
لیے پھولون کے نازک رخسارون کو اپنی مرجھائی اور جھکی ہوئی پتیون کے سائے
مین لیے لیتے تھے چمنون کی زمین پر حرارت سے جو پپڑیان پڑگئی تھین وہ اکثر جگہ
سے چٹخ رہی تھین جا بجا ابر کے سفید پھٹے پھٹے ٹکڑون کے بیچ مین آسمان
کی صاف اور کھلی ہوئی نیلگونی نظر آرہی تھی۔ فرخ کوٹھی کے درمیانی بڑے
کمرے مین ایک کرسی پر بیٹھ کر کچھ لکھتے لکھتے دونون کہنیان میز پر رکھ کے آگے
کو جھک گیا تھا سامنے کا دروازہ کھلا تھا اور پردہ داہنی جانب سے سمٹا ہوا
تھا جہان سے کوٹھی کا پھاٹک اور اُسکے برابر والی سڑک بخوبی نظر آرہی تھی فرخ
قلم اٹھانے کے لیے سیدھا ہونے کو تھا کہ آفتاب کے برابر ایک بڑی بھورے
ٹکڑے کے آجانے سے پھولون اور درختون کی تھوڑی دیر کی تازگی نے
اسکی ٹھنڈک ڈھونڈھنے والی آنکھون کو پھر اپنی طرف متوجہ کر لیا اُسکی نگاہ
باغ کے اس حصے مین جو کمرے کے اندر سے نظر آسکتا تھا چارون طرف دوڑ

بھری تھی ہوا کے یک بیک سرد ہو جانے کی کیفیت فرخ کو کوٹھی سے باغ مین بلا یا ہی چاہتی تھی کہ پھاٹک کے اسطرف والی سڑک پر ایک گاڑی آتی ہوئی نظر پڑی گاڑی کی کھڑکیان کھلی تھین جنکے اندر سے ایک ہندوستانی مگر اجنبی چہرہ دکھائی دیتا تھا کسی گاڑی پر سوار ہو کر جانے والے کا سڑک کی شرقی جانب کو (جدہر سے دہلی کے خلاف راستہ گیا ہی) فرخ کی کوٹھی سے آگے جانا کسی اجنبی شخص کے ایسے غیر معمولی وقت مین خود فرخ کے پاس آنے سے زیادہ خلاف قیاس تھا اسلیے گاڑی کے پھاٹک کیجانب موڑنے سے پیشتر ہی فرخ چونکا تھا اور اسکے دل مین طرح طرح کے وسوسے گذرتے تھے۔ مگر جب گاڑی پھاٹک پر ٹھہرنے کے بعد حسب اجازت کوٹھی کیجانب موڑی تب تو اور گھبرایا۔ پھاٹک سے کوٹھی کو سڑک ایک خوشنما خوبصورت چکر کھا کر آئی تھی۔ اسلیے جب تک گاڑی سڑک کے اُس جانب کے حصے پر تھی اندر بیٹھنے والا بخوبی نظر آسکتا تھا

فرخ (دل مین) "مین نہین کہہ سکتا ایسے بے وقت کون ملنے آیا ہی؟ مین اسکی صورت بھی نہین پہچانتا ورنہ کہتا کہ کوئی قرضخواہ ہوگا۔ جن جن لوگون کا روپیہ میرے ذمہ ہی اُن سب کو مین خوب پہچانتا ہون۔ ہان ہان شاید میرے بھائیون نے کسیکو میری عداوت پر آمادہ کرکے بھیجا ہوگا مگر میری دشمنی کے لیے کوئی آتا تو مجھ سے چھپکر آتا کچھ طبیعت کھٹکتی ضرور ہی آخر کون ہی!" (گردن اُٹھا کر غور سے دیکھکر) "این! گاڑی آدھے سے زیادہ باغ طے کر چکی! نہ ملون آدمی کہہ دینگے وہ نہین ہین۔ مگر نہین اس سے کیا فائدہ" آخر گھبرا کر اُٹھ کے پردا کھینچ لیا تاکہ گاڑی کے کھڑے ہوتے وقت سامنا نہو۔

گاڑی برآمدے کے سامنے زینون کے برابر ٹھہری۔ اُسکا دروازہ کھلا اور اُترتے اندر مین آنے کے لیے زینون پر چڑھتے وقت بوٹ کے چرچرانیکی آواز آئی۔

شخص (ادھر اودھر دیکھکر) "کوئی ہی" کوئی نہ بولا (بہ آواز بلند) "کوئی ہی؟"

ایک آدمی "حاضر"

"فرخ تشریف رکھتے ہین؟ جاؤ یہ کارڈ دے آؤ"

"ہین تو مگر سوتے (آہستہ سے) ہونگے"

"کیا سوتے؟"

"جی سوتے ہون گے۔"

دہشت۔ (قہقہہ لگا کر) معلوم تو نہین۔ مگر عقل سے جوڑتا ہے بے تمیز کہنے لگا سوتے ہون گے پہلے دیکھہ تو آجا کے (کارڈ اوسکی طرف بڑھا کر) لے یہ لیتا جا۔"

آدمی کوٹھی کی بغل کی جانب جاکے دوسرے دروازے سے خواب کے کمرے مین ہوکر اندر آیا اور کارڈ فرخ کے ہاتھ (جو اسکے لیے پہلے ہی بڑہا تہا) دیدیا) فرخ نے کارڈ کو دیکھکر ایک ہلکی آواز سے (جو صرف کمرے ہی کی ہوا مین گونجی) پڑھا "مہدی"، نام پڑھنے کے بعد فرخ نے سر اٹھا کر نیچے کا ہونٹ دانتون مین داب لیا اور ایک متفکر صورت بنا کر سوچنے لگا۔ "مجھے یاد نہین پڑتا کہ اس نام کے کسی شخص سے مجھہ سے ملاقات ہو۔ کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ کون شخص ہے؟" (آدمی سے باہستہ) کیون؟ تو جانتا ہے یہ کون ہین؟ کبھی انکو میرے پاس آتے دیکھا ہے؟

آدمی۔ حضور مین نے تو آج ہی دیکھا ہے"

فرخ۔ (پریشان ہوکر بہت آہستہ سے) "خدا جانے کون آدمی ہے! کارڈ مین تو کچھہ پتہ بھی نہین لکھا ہے۔ کیا کرون؟ پوچھو اچھے جون کہان سے آئے ہین"

آدمی۔ (بات کاٹکر) "دیکھیے مین پوچھے آتا ہون" یہ کہکر آدمی جانے کے لیے بڑھا

فرخ۔ (ایک ایسی آواز سے جسے وہ پست کرتا تھا مگر بلند ہوئی جاتی تھی) "ہان ہان! ٹھہر تجھہ سے کس نے کہا جو چلا۔ بالکل اخلاق کے خلاف ہے۔ ہم ہرگز نہین پسند کرتے کہ ایسی خلاف تہذیب بات ہماری مکان مین دیکھی جائے۔"

یہ کہکر فرخ نے (ایسے لہجہ مین جو صاف بتا رہا تھا کہ اس قول کو دل سے کچھہ تعلق نہین صرف اوپر کی زبان سے کہا گیا ہے) آدمی کی طرف دیکھکر کہا "اچھا جاؤ کہو سلام کہتے ہین"

آدمی کے چلے جانے کے تھوڑی دیر کے بعد کسی کے ہاتھ کی گندم گون موٹی اور لمبی انگلیان سامنے والے دروازے کے پردے کو ہٹاتی نظر پڑین یہ اونگلیان اوس شخص کے جسم کا (جو پردہ ہٹا کر اندر آتا جاتا تھا) پہلا حصہ تھین جسکو فرخ کی عرصہ سے گھبرائی ہوئی آنکھون نے دیکھا۔ فرخ فوراً کرسی سے اٹھکر آگے بڑھا۔

ایک طویل القامت موٹے تازے سر اور پیچ کھائے ہوئے موٹے بالون کی دونون گالون سے نیچے گزری ہوئی لمبی سیاہ مونچھون والے آدمی نے پردے سے نکلتے ہی موٹی اور اونچی آواز سے "السلام علیک" کہکر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وعلیکم السلام کے ساتھ ہی جو فرخ کی زبان سے سُنا گیا فرخ کا ہاتھ اس اجنبی چوڑے اور گوشت بھرے ہاتھ سے ملا جسکے جدا ہوتے ہی مصافحہ کی رسم ادا ہو گئی۔ مزاج پُرسی کے بعد جو فرخ کی جانب سے ہوئی تھی۔ اس نئے شخص نے ایک کرسی اوس جگہ سے جہان وہ رکھی ہوئی تھی ذرا پیچھے ہٹائی۔ اور اپنے خلیق آیندہ دوست کی درخواست کے موافق بیٹھ گیا جسکے بیٹھتے ہی فرخ بھی اُس کرسی کے علاوہ جسپر پہلے بیٹھا تھا۔ ایک اور کرسی پر جا بیٹھا۔

فرخ نے بیٹھتے ہی اس نئے ملاقاتی کو سر سے پاؤن تک بڑی حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اسکی چوڑی اور اونچی پیشانی مین کئی لمبی لکیرین عرضاً دونون کنپٹیون کے قریب تک چلی گئی تھین۔ جو کھال ان لکیرون مین سے ہر ایک کو دوسری سے جُدا کر رہی تہی وہ ایسی اُبھری ہوئی تھی کہ سر سے نیچے کو لڑھک کر آنیوالے پسینے کو قطرون کو اس نشیب و فراز کی وجہ سے پیشانی پر کئی ٹھوکرین کھا کر گرنے کی نوبت آتی تہی۔ اسکی اونچی نکیلی منہ کی جانب جھکی ہوئی ناک ایک بہت بڑا گھراؤ دیکر پیشانی سے جُدا ہوئی تہی۔ گالون کے اوپر کی دونون طرف کی بلند ہڈیان جو معمولاً اونچی ہوا کرتی ہین۔ اسکے چہرے پر ایسی بدنما بلندی کے ساتھ اوبھری ہوئی تہین کہ ہنستے وقت گڑھے مین پڑکر اُبھری ہوئی بڑی سیاہ آنکھون کے چھپانے کے لیے لمبی مگر بہاری بھوون سے ملجانے کے قریب ہوجاتی تہین۔ اگر خس خسی ڈاڑھی گالون کو پہولا ہوا ثابت کرنے مین مدد نہ دیتی تو وہ اگرچہ پچکے نہ تھے مگر اوپر کی ہڈیون کے سامنے بہت ہی بُرے معلوم ہوتے لمبی نوکدار ٹھوڑی جو ادھر اودھر بے انتہا طویل موچھون کے بیچ بین نکلی ہوئی تہی۔ اوس مین ایسا حد سے زیادہ غیر مزیب لمبان تہا کہ خس خسی داڑھی بہی اس نقصان کو پورا نہ کرسکی۔ بشرے سے ذہانت بالکل نہ پائی جاتی تہی بلکہ یہ عجیب غریب چہرہ فرخ کے اکثر ادن خیالات کی تائید کرنے

کے لیے کافی تھا جو اُسکو پہلے سے ڈرا رہے تھے مگر ایک سرسری نگاہ سے معلوم ہو سکتا تھا کہ اس چہرے والا شخص محنتی ضرور ہوگا رنگ عام نگاہوں کو بتاتا تھا کہ اگر اس بدن سے دھوپ میں چلنے کی محنت نہ لیجاتی تو کھلتا ہوا گندم گون ہوتا چھوٹے دو دو داوانگل کے بالون پر ایک مخملی گول مندیل نما سبز ٹوپی جمی تھی۔ جسکے گرد زینت کے لیے سنہری لیس ٹانکی گئی تھی عام وضع ان لوگون کا نمونہ دکھا رہی تھی جو ایشیا کی مسندون سے اٹھکر یورپ کی کرسیون پر بیٹھنے کے قابل بننے کی رفتہ رفتہ کوشش کر رہے ہین کیونکہ عمدہ چھالٹین کی ایک چست نیچی چولی اور اونچے دامنون کی اچکن بدن کو چھپائے تھی۔ اسی کپڑے کے پتلون نما پائجامے کے پائنچے (جنھین ہنوز بریسز اور بٹنون کا استعمال نہین کیا جاتا ہی) ایک ڈبل موٹے اور روکھے چمڑے کے مضبوط ہاف بوٹ پر پڑے تھے) ایک ٹیڑھا موٹے سر کا ڈنڈا ہاتھ مین تھا جسے آتے آتے ہی میز سے لگا کر ایک پائے کے پاس کھڑا کر دیا۔

فرخ کی نگاہ کو جو بڑی حیرت سے اس شخص کے چہرے کے مختلف مقامات پر ایک گھبراہٹ کی عجلت کے ساتھ دوڑ رہی تھی اسکے ہاتھ کی حرکت نے اپنی طرف کھینچ لیا جو داہنے چاک کی جیب کی طرف بڑھتا تھا۔ اُس نے جیب سے سفید حاشیہ دار رومال نکالا اور چہرے کا پسینہ پونچھ کر پھر جیب مین رکھنے کے ساتھ ہی اپنی کرسی پر سنبھل بیٹھا۔ فرخ کو خیال تھا کہ اسکا اجنبی ہم صحبت خود سلسلہ کلام کو شروع کریگا بلکہ اُسکے کرسی پر سنبھل بیٹھنے سے کسی بات کے سننے کا امیدوار بھی ہو گیا تھا لیکن تھوڑے سکوت کے بعد فرخ نے مجبور ہو کر اپنے ہم صحبت کی طرف اس نگاہ سے جو کہ مخاطب بنانے کے وقت ڈالی جاتی ہی دیکھکر کہا "مجھے اس دوست کا نہایت ممنون ہونا چاہیے جسنے ایسی گرمی کے وقت میری ملاقات کو اپنے آرام پر ترجیح دی؟"

دوست "نہین! نہین! ممنون ہونے کی کوئی بات نہین۔ آپ جانتے ہین کہ آجکل ٹرین اسی وقت آتی ہی۔ نہ آتا تو کیا کرتا"

فرخ "تو کیا آپ اسوقت کی ٹرین پر تشریف لائے ہین؟ مہربانی فرما کر اپنے

ٹھیک پتے سے مطلع فرمایئے تا کہ مین آپکو پہچان سکون۔"
دوست "بیشک آپ نہ پہچانتے ہونگے۔ دیکھا ہو تو پہچانیے۔ صرف نام سے آدمی نہ ادمین پہچانا جا سکتا ہی"
فرخ "بجا۔ مگر افسوس مجھے اسوقت تک آپکا اسم شریف بھی نہین" (کارڈ دیکھ کر) معاف فرمایئگا کارڈ کا مجھے مطلق خیال نہین رہا۔" (مسکرا کر) "حضرت للہ اپنے نام کو بدلیے یا اسمین کوئی لفظ اور بڑھا دیجیے اس نام سے تو آجکل خوف معلوم ہوتا ہی۔ یہ نام کچھ افریقہ ہی والون پر خوب پھبتا ہی اونھین کے ساتھ مخصوص رہے تو اچھا ایشیا کو بدنام نہ کیجیے"
مہدی "اگر کسی دوسرے نام کو مین آپ کی کوٹھی سے لیجا کر عام زبانون پر پھیلا سکتا تو بیشک آپکے ارشاد کی تعمیل مین کچھ نہ ہوتا۔ مگر افسوس اسپر مجھے کامیابی نہین ہو سکتی"
فرخ "مگر مین آپ کو اسوقت تک نہین پہچان سکا آپ کا نام سنا تو ضرور ہوگا کیونکہ آپ فرماتے ہی ہین مگر یہ نہین یاد پڑتا کہ کب سنا تھا اور کہان سنا تھا"
مہدی "افسوس! اب مجھے آج معلوم ہوا کہ زمانے مین مین بھول جانے کے قابل چیز ہون۔ آپ اپنے خیال کو ہندوستان سے باہر تک لیجایئے تو شاید یاد آجاؤن"
فرخ (ایک مرتبہ اور غور سے دیکھکر) "عقل کچھ کام نہین دیتی" سوچکر "اب کیا ہان۔ آپ کو کبھی بمبئی مین بھی قیام کا اتفاق ہوا ہی"
مہدی "کبھی کبھی کیا معنے حضرت ایک عمر وہین گذر گئی" (مسکرا کر) "مین خیال کرتا ہون۔ اب آپ نے پہچان لیا ہوگا"
فرخ (خوش ہو کر) "اوہ ٹھیکے۔ آپ سے تو دوبارہ ملنا چاہیئے"
جب دونون بغلگیر ہو کر بیٹھے تو فرخ نے بہت کچھ اشتیاق ظاہر کرنے کے بعد پوچھا "اب آپکو بخط مستقیم بمبئی ہی سے آنے کا اتفاق ہوا ہی"
مہدی "جی اور کیا؟ ہان صرف دو ایک روز کے لیے ایک ادہ مقام پر قیام ہوا تھا"

فرخ :- یہ غضب کیا آپ نے! خط نہ لکھا تھا تو تار ہی دیدیا ہوتا - آپ کو اتنا خیال نہوا کہ سفر ہے مبادا کسی قسم کی تکلیف ہو یہ بھی کیا کم ہی کہ مکان کا پتہ خواہ مخواہ پوچھنا پڑا ہوگا آپکو یہ بھی تو نہ معلوم ہوگا کہ مین شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر رہتا ہون خواہ مخواہ کی تکلیف کرنے سے فائدہ!"

مہدی :- "یہ تو سنا تھا کہ کوٹھی ذرا دور ہی - مگر جب صاف صاف پتہ ہی معلوم نہ تھا تو خط آپکو کیونکر بھیجتا؟ اور تار کس پتے پر روانہ کرتا؟"

فرخ :- "اسباب وغیرہ تو اتروالیا گیا نہ؟"

مہدی :- "اسباب تو مین نے مال گاڑی مین دیدیا تھا - دو ایک روز مین ملجائے گا - چونکہ دو ایک جگہ قیام کا قصد تھا - اسلیے برک مین دینا مجھے مناسب نہین معلوم ہوا"

تیسرا باب

فرخ کا باپ ایک ایشیائی مذاق کا رئیس تھا - لیکن زمانے کی کشمکش نے متضاد سوسائٹیون مین پھنسا کر از حد پریشان کردیا تھا گو اُسکا خاندان سو اسو برس سے ملک فارس کو چھوڑ چکا تھا مگر اس ملک کی محبت اسکو اپنے وطن سے بڑھکر تھی - ہندوستانی فاتح مسلمان اپنے خاندان کو عموماً مغربی ایشیا کے مشہور ملکون عرب اور فارس کی جانب منسوب کرنے کے علاوہ مذہبی حیثیت سے بھی اِن دونون ملکون کو اپنا مقدس مرجع خیال کرتے ہین خصوصاً ہندوستانی مسلمانون کی دیندار جماعت عرب اور فارس کی سوسائٹی کی پیروی کرنے اور اپنے رشتہ داری پیدا کرنے کی انتہا سے زیادہ شایق رہا کرتی ہی - فرخ کے باپ کو فارس کا شوق اور پاک سرزمین عرب کی محبت اسکی عمر کے کسی ابتدائی حصے مین وہان کھینچ لیگئی تھی - اُس نے اپنے سفر کو صرف مذہبی فیضیابیون ہی کے ساتھ محدود نہین رکھا تھا بلکہ ان ملکون سے سوشیل سبق حاصل کرنے کے لیے بھی بہت کچھ کوششین کی تھین - کربلا سے واپس آنے کے وقت جب وہ طہران سے شیراز ہوکر خراسان کا سفر کررہا تھا راستے مین کسی

دلچسپ مقام پر سال دو سال کے قیام مین اُس نے ایک ایرانی بی بی حاصل کر لی تھی جسکی وجہ سے کہا جاسکتا ہی کہ وہان کے سوشیل معاملات کا ایک بے نیظر فنا دائرے اسکے ہاتھ لگ گیا تھا - اس کتخدائی کے بعد ہندوستان سے باہر کے تمام سفرون مین یہ بی بی اسکی ہمدم دہمراز تھی -

ہندوستان مین پہونچنے کے بعد فرخ کے باپ کو مناسب نہ معلوم ہوا کہ سفر کی اس دلچسپ اور دلفریب کمائی کو خاص اپنے وطن دہلی مین لاکر عام خاندان کی اُن نگاہون کے سامنے پیش کرے جو ذلت کی نظر سے دیکھ کر اوسکا دل دکھاتین گی کیونکہ ہندوستان کی زمین کی خاصیت نے اُسکے خاندان کی تمام عورتون کو ویسا ہی بنا دیا تھا جیسی کہ ہندوستان کے عام اسلامی خاندانون کی عورتین ہین سب گھرون کی طرح اُسکے گھر مین بھی کوئی خاندان کی عورت اپنے شوہر کی ماتحتی مین دوسری خصوص غیر کفٔ عورت کو ہرگز نہین دیکھ سکتی تھی ان امور کا خیال کرکے اسکو کب امید ہوسکتی تھی کہ اسکی بی بی اپنی سوت کو صدمہ پہونچانے مین کوئی بات اُٹھا رکھیگی - ان خیالات کے سبب سے اُس بی بی کو بمبئی مین ہی چھوڑ دیا - جسکو وہ دہلی سے برابر کافی خرچ اپنے تمام عزیزون سے چھپاکر بھیجتا رہتا تھا اور یہ بی بی معمولاً فرخ کے باپ کے اکثر سفرون کا ذریعہ ہوا کی کیونکہ وہ سیر و سیاحت کے حیلے سے بارہا ہندوستان مین پھرتا رہا - مگر اس امر کا حال اس شادی کے کھلنے پر معلوم ہوا کہ اسکی عام سفرون کی حد کیون بمبئی ہی رہا کرتی تھی -

اس بی بی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی تھی - لڑکی بلو نہنھی کی تھی جو خراسان مین پیدا ہوئی تھی اور اسی جگہ خاک مین ملگئی - بمبئی مین آکر تلے اوپر دو لڑکے ہوئے چھوٹا کوئی دس برس کا ہوکر سیفیہ مین مبتلا ہوا اور وہی تعد مین اپنی ماں کو داغ دے گیا - صرف بڑا لڑکا باقی تھا جسکے خیال سے اسکی بیوہ اور بیکس ماں اپنی امیدون کو مضبوط رکھتی تھی - کیونکہ ضعیف ہونے کے بعد فرخ کے باپ نے اس نیکبخت بی بی کی خبرگیری موقوف کردی تھی - ماں کی امیدون نے انگریزی تعلیم کی سیڑھی پر چڑھتے وقت

اس ہونہار لڑکے کو صرف انٹرنس ہی کے زینے تک دیکھا۔ بہرحال نوکری کے ذریعہ سے وہ اپنا تھوڑا بہت کام چلا سکنے کے قابل ہو گیا تھا۔ فرخ کے باپ نے ابتدائی زمانے مین اس بی بی کو ایسا کچہ دیا تھا کہ اسوقت تک اُسے کسی قسم کی فکر نہ تھی۔

اس غریب الوطن بی بی کے شوہر کے خاندان کو آخر وقت دوسری شادی کا حال کسی قدر معلوم ہو گیا تھا۔ اور فرخ نے ایک آدھ بار اپنی سوتیلے بھائی کا نام بھی سُنا تھا عام خاندان نے فرخ کے باپ کی اس حرکت کو نا پسند کیا اور فرخ کی مان کو کسی اپنی سوت کا ایک مدت کے بعد حال کھلنے سے سوت ہونے کے علاوہ اس امر کا بہت زیادہ قلق تھا کہ اُسے کسی سوت کا حال اسی وقت کیون نہ معلوم ہوا جس وقت وہ سوت بنی تھی کیون اتنے دنون کے بعد اسکو گالیان دینے کا موقع ملا۔

فرخ کے باپ کے مرنے کی خبر اسکی اس ہمسفر بی بی کو بھی پہونچی جو بمبئی مین مقیم تھی۔ گو اپنے شوہر کی زندگی بھر اوس نے بہت کچہ صبر کیا مگر اوسکے مرنے کے بعد نہو سکا۔ بے اختیار ہو کر اپنے بیٹے کو دہلی روانہ کیا جس مین حال دریافت کرنے کے علاوہ یہ بھی غرض رکھی گئی تھی۔ کہ باپ کی ترکے کا ایک حصہ جس طرح بن پڑے اپنے سوتیلے بھائیون پر دعوے کر کے وصول کرے یہ وہی فرخ کے باپ کا ایک چوتھا بیٹا ہے جو اوس جمنا کے کنارے والی پُر فضا کوٹھی مین بیٹھا فرخ سے باتین کر رہا ہے جسے فرخ نے بڑی دیر مین پہچانا ہے۔

فرخ:۔ آپ کی ملاقات ایسے لطف کو پیدا کرتی ہے جس کی مشکلون سے اُمید کی جا سکتی تھی میز کی جانب جھک کر گھنٹی بجا دی۔

آدمی جلدی مین گھبراتا ہوا آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔

فرخ:۔ جلدی چاے تیار کرو" (مہدی کی طرف اس طرح دیکھکر گویا وہ کسی بات کے سُننے کا منتظر تھا) "غالباً آپ کو تو پہلی ہی دفعہ دہلی مین آنے کا اتفاق ہوا ہوگا؟"

مہدی "بڑی آرزوؤن سے آج وہ دن پہلے ہی نصیب ہوا ہو جسمین ایک ایسے معزز شخص کا مہمان ہون"!

فرخ "جناب والد صاحب کے انتقال کا حال تو غالباً آپ نے سنا ہی ہوگا؟"!

مہدی "اسی غم نے مجھکو اس مقام تک پہونچایا - افسوس! بدقسمتی نے اُن کی زندگی مین آپ لوگون سے ملنے کا موقع نہ دیا بلکہ ایسی حسرت وغم کے سفر کو طے کر کے مجھے مجبوراً اُن کے جانشینون سے ملنا پڑا" یہ کہکر مہدی فرخ کے چہرے کو نہایت غور سے دیکھنے لگا کہ یہ جواب اُسپر کیسا اثر ظاہر کرتا ہے فرخ اپنے رشتہ دار مہمان کی طرف ایک قسم کے استغراق اور بیخودی کے ساتھ دیکھتا جاتا تھا کہ یکایک اس پچھلی تقریر نے اس کے چہرے کی کیفیت بدل دی چونک پڑنے کے بعد جس سے اس محویت کا خاتمہ ہوگیا تھا اس نے ایک استعجاب کے ساتھ اُس قسم کے استفہام کے طور پر جو کسی بڑی دور کی بات کے متعلق ہوتا ہے ذرا آگے کو جھک کر کہا "کیون؟ مین نہین سمجھ سکتا کہ والد مرحوم کے انتقال کے بعد اُن کے جانشینون سے ملنے پر آپ کو مجبور کس چیز نے کیا ہو؟"

مہدی (ٹالنے کے طور پر) "نہین مجبوری کیا! مگر پھر بھی ہم اُن سے علٰحدہ ہو کر دنیا مین اپنا نام کسی کے سامنے نہین پیش کر سکتے ہین"!

مہدی کا وہی زبان سے ایسے مبہم الفاظ کہنا جنکے مختلف معنے ہو سکتے ہین فرخ پر بہت کچھ اثر کر گیا یکبارگی متفکر ہو کر اس نے گردن جھکا لی اور دل ہی دل مین غور کرنے لگا!

"افسوس میری فکرون کا ابھی خاتمہ نہین ہوا - مہدی یقیناً اپنی حقیقت ثابت کرنے آیا ہو لیکن کیا پا سکتا ہو؟ میرے پاس رہا کیا ہو! اسکے آنیکا جیسا اثر مجھ پر پڑا اور لیا ہی میرے بھائیون - مجھی پڑنا چاہیے شاید یہ مہدی مجھ ہی کو کسی قدر دولتمند سمجھتا ہو ورنہ اور بھائیون کو چھوڑ کر میرے یہان کیون آتا؟ انکا دیوالہ نکل چکا ہو - ہائے میری ظاہری امید دلانیوالی وضع کیون ایسی نہ ہوئی کہ لوگ انکی طرح مجھ سے بھی کوئی امید نہ رکھ سکتے -

"مہدی کے معاملے مین خاندان مٹیک میری مدد کریگا- آہا! بڑا غضب ہوا- یہ میرے یہان ٹھہرا ہے- میرے مکان پر اسکا رہنا اب کسی طرح مناسب نہین اگر میری کوٹھی مین رہا تو مشکل سے مجھے اپنے ارادون مین کامیابی ہوگی چہا آج اپنی مان سے رائے لونگا- وہ اسکا یہان رہنا کبھی گوارا نہ کریگی۔

"خیر ابھی کچھ جلدی نہین ہے- سوچ سمجھکر جو مناسب معلوم ہوگا کیا جائیگا" یہانتک پہونچکر فرخ کے خیالات پلٹ گئے ناتجربہ کاری کا تذبذب جہان عرصہ تک اُسے پریشان رکھتا تہا وہان کبھی کبھی وہ ایک تسلی کے جملے بھی سوجھا دیتا تہا اسلیے چند منٹ کے توقف مین بخیال رہنے کے بعد پہر اوسکے دل نے ایک نئے پہلو پر خیالات کا سلسلہ شروع کیا- مگر اسوقت تک ٹھیک اسبات کا بہی اندازہ نہین ہوا کہ یہ اپنی حقیقت ثابت کرنے ہی کی نیت سے آیا ہے"

"اوسکی باتون سے تو صاف کوئی بات نہین نکلتی ہان! ہان! مجھے خیال نہین رہا- میرے باپ کے جانشینون سے ملنے پر اپنی مجبوری بیان کرکے وہ ایک غیر معمولی نگاہ سے میری صورت دیکھنے لگا تہا"

فرخ کے خیالات ابہی زیادہ پہلو نہین بدل چکے تھے کہ آدمی کی پیرون کی چاپ نے سلسلہ خیالات کو ایسی حرکت دی کہ یک بیک اسکی نگاہ اوٹھ گئی آدمی نے سادی چاے کی ایک پیالی مہدی کے آگے میز پر رکھدی اور ایک پیالی فرخ کے سامنے رکھنے کو تھا کہ اوس نے اپنے ہاتھ مین لے لی"

مہدی نے پیالی میز سے اوٹھا کے ایک بہت چہوٹا گھونٹ پیکر جسمین سرسرانے کی کرخت آواز نکلی کہا" افوہ! بہت گرم ہے!"

یہ کہکر اوس نے پیالی پہر میز پر رکھدی اور فرخ کیطرف دیکھہ کر کہا" شاید آپ بہت گرم چاے پیتے ہین"

فرخ- (پیالی کو جو مُنہ سے لگی ہوئی تہی ہٹا کر اور چاے کا ایک گھونٹ حلق سے اوتار کر) "نہین مین ایسی گرم تو نہین پیتا مگر اسوقت شاید جلدی کے سبب سے گرم ہی رہ گئی ہوگی"

مہدی نے پہر پیالی اوٹھائی اور پھونک ہلکے ہلکے گھونٹ پی رہا

تھا کہ پشت کی جانب ایک آہٹ معلوم ہوئی جسنے اوسے اپنی جانب متوجہ کرلیا وہی پردہ جسے اوٹھا کر وہ اس کمرے مین داخل ہوا تھا ایک جانب سمٹنے کے ساتھہ ہی ذرا اوپر کو بھی اوٹھا پردے کی اس حرکت نے فرخ کی نگاہ کو بھی جو مہدی کے چہرے سے بمشکل جدا ہونا گوارا کرتی تھی اپنی طرف بڑھا لیا۔

ایک پستہ قامت ٹھنگنا سیاہ فام آدمی بائین آنکھہ دبا کر ادہی سے مہدی کو بغور دیکھتا ہوا کمرے مین آیا جسے فرخ اور مہدی کی آنکھین پردے سے ایک کرسی تک لے آئین جسپر وہ فرخ کے "بیٹھو" کہنے سے بیٹھ گیا۔

یہ بیناہم صحبت اگرچہ مہدی کے نزدیک بالکل اجنبی تھا مگر فرخ کی کم توجہی سے ایک ادنے درجے کا معمولی آنے جانے والا سمجھا گیا۔ مہدی اسکو اوسی قدر غیر مانوس سمجھنے والی نگاہ سے دیکھہ رہا تھا جسقدر اجنبیت کے ساتھہ وہ اپنی ٹیڑھی نظر اسپر ڈالتا تھا۔ وہ متحیر نگاہین ایکدوسرے کو مانوس بنانے کے لیے جھجک جھجک کر مل رہی تھین

فرخ۔ (چاء کی پیالی خالی کر کے میز پر رکھکر مذاق کے لہجے مین) "بھئی مشتاق! خوب وقت پر آئے۔ دو تو دو۔ آج تمہین چار آنکھین ڈھونڈ رہی تھین" (مہدی کیطرف اشارہ کر کے) آپ وہین سے آئے ہین۔ اب آپ سے بڑھکر مفصل حالات کس سے معلوم ہو سکتے ہین۔ آنکھون سے دیکھے ہی چلے آتے ہین"

فرخ کی اکثر دلچسپیان جو کبھی گھڑی بھر کے لیے اُسے افکار سے نجات دلوایا کرتی تھین وہ انھین حضرت "مشتاق" سے حاصل ہوتی تھین۔ مشتاق نا اہل جاہل اور نہایت ہی بامذاق آدمی تھا۔ ملک کی اوس ناعاقبت اندیش جماعت مین اکثر اپنا عزیز وقت صرف کیا کرتا تھا جو گورمنٹون کی باہمی جنگ وجدال کی نئی نئی وحشت انگیز خبرون کو اپنی زندگی کا قابل قدر سرمایہ سمجھتی ہے۔ اسکے علاوہ مشتاق مین اپنے بشرے کے موافق لوگون مین فساد ڈلوانے اور لڑا دینے کا بھی کامل مادہ پایا جاتا تھا۔ فرخ مشتاق کو صرف اس وجہ سے اکثر اپنی صحبتون مین آنے دیتا تھا کہ اسکی باتون سے دل بہلے فرخ نے اسوقت مشتاق کے خیالات کے موافق محض مذاق کے طور پر مہدی

کی جانب اشارہ کرکے کہدیا تھا "آپ ابھی وہین سے آئے ہین" مہدی مشتاق کے خیالات سے بالکل ناواقف تھا کچھ نہ سمجھ سکا۔ کہ وہین سے کیا مراد ہی مگر مشتاق نے البتہ یک بیک ایک پرشوق اور بہت جلد جواب پانے کا انتظار کرنے والی نگاہ سے مہدی کی جانب دیکھکر کہا "ہان حضور فرمائیے کیا خبرین ہین! آپ تو دیکھی آئے ہین آجکل سرحد پر کیا ہورہا ہی!"

سرحد کا لفظ سننے کے بعد جب مہدی کو معلوم ہوا کہ مشتاق ایک بیہودہ شخص ہی اور لغو خبرون کا شائق سا کرتا ہی تب وہ ایک خوف دلانے والے ایسے لہجہ مین جیسا سے مذاق کی بھی اسقدر بو پائی جاتی تھی جسقدر مشتاق کی موٹی عقل مین نہ آسکے بولا "حضرت اصل یون ہے کہ مین آتا تو وہین سے ہون اور سب ہی خبرین مجھے معلوم بھی ہین۔ مگر سرکار کی جانب سے ظاہر کرنے کی ممانعت ہے آپ مجھے معاف فرمائین کیونکہ مین ہرگز کوئی خبر نہین بتا سکتا"

مشتاق کا شوق ان باتون سے زیادہ ترقی کر گیا۔ مہدی کے اس جواب نے مشتاق کی عجیب صورت بنادی چہرے سے مسرت کے ساتھ فخر کے بھی آثار ظاہر ہونے لگے اسکے سیاہ لمبے چہرے کے درمیان مین سفید دانتون کو بدنمائی کے ساتھ ظاہر کرنے والی یون ہی سی مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی کہ وہ اپنی ان جھوٹی خبرون پر ناز کر رہا ہی جنکو روز فرخ سے بیان کیا کرتا تھا۔ خصوص جب وہ مسکرا کر فرخ کی طرف دیکھنے لگتا تھا تو گویا فرخ کو اسکے جھوٹا ٹھیرانے پر طعن کرتا تھا اسکی ٹیڑھی نگاہ جب چہرے کی کھوڑی دیر کے بعد ایک قسم کے فخر کے ساتھ فرخ پر پڑنے لگتی تھی تو اس سے ایک عجیب باترتیب ترچھی ادا اور بدنما بانکپن ظاہر ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ مشتاق کا شوق اس مرتبے سے بہت زیادہ تجاوز کر گیا جسکا انسان ضبط کرسکتا ہو وہ ایک اور کرسی پر مہدی کے قریب جا بیٹھا اور خوشامد کے لہجہ مین بڑے اصرار کے ساتھ خواستگار ہوا کہ مہدی کچھ حالات ضرور بیان کرے۔ مشتاق کی یہ باتین جنھون نے مہدی کو اپنی جانب متوجہ کرلیا فرخ کی خواہش کے بہت موافق ہوئین کیونکہ بڑی فکرمندی کے باعث وہ اپنے موقع کو ڈھونڈ رہا تھا جو ان کے پاس جانے کے لیے

مناسب ہوتا کہ وہ مہدی کے آنے کی خبر کرکے اوسکے ارادون کے متعلق رائے
لے۔" فرخ نے جیسے ہی دیکھا کہ مشتاق اوسکے نئے مہمان کو بخوبی اپنی طرف مصروف
کیے ہوئے ہے مناسب الفاظ مین معافی مانگنے کے بعد فوراً اوٹھ کھڑا ہوا
کھڑے ہوکر اوسنے مشتاق سے اس امر کی خواہش کی کہ "اوسکے پھر باہر
آنے تک منتظر رہے۔" اور بغل کے اس دروازہ سے جدھر سے آدمی
کئی بار آیا گیا تھا نکلکر خواب کے کمرے مین ہوکر شاگرد پیشہ سے ملی ہوئی ایک
وسیع عالیشان محل سرا مین چلا گیا بیرونی دروازے سے اس دروازے
تک جسپر کپڑے کا خوبصورت ہندوستانی وضع کا پردہ پڑا تھا ایک وسیع
اور معقول ڈیوڑھی تھی جس مین پہرہ دینے والے سپاہی رہا کرتے تھے
یہ ڈیوڑھی عام اونچے طبقہ کے ہندوستانیون کی طرز معاشرت کا سچا
نمونہ کہی جا سکتی تھی۔ کیونکہ اکثر اطراف خصوص چارون کونے اور وہ مقامات
جو بیرونی دالانون کی چار پائیون کے متصل تھے بالکل غیر ضروری اور بیفایدہ
جگہ روکنے والی کثیف اور خراب چیزون کی وجہ سے ڈیوڑھی کو طبیعت پریشان
کرنے والا بیہودہ کباڑی خانہ ثابت کرتے تھے۔ فرخ اپنی نئی فکر کی بیخودی مین
بغیر کسی طرف دیکھے ڈیوڑھی کو طے کرکے اس دور تک پھیلے ہوئے صحن مین
جنوبی رُخ کو جانے لگا جو محل سرا مین جانے والے کو پردے کے بعد
ملا کرتا تھا صحن طے کرکے تین پختہ ایک ایک فٹ اونچے زینون پر چڑھکے
بلند اور نئی استرکاری کیے ہوئے دالان مین ہوکر بائین جانب کے بغلی
ٹھنڈے اور ستھرے کمرے مین داخل ہوا جہان ایک خوشنما نازک پلنگڑی
پر اوسکی مان یون ہی سی غفلت مین آنکھین بند کرکے لیٹی تھی۔ سرہانے
ایک خواص پنکھا جھل رہی تھی۔ فرخ پلنگڑی کے نیچے چاندنی پر جو شطرنجی
کے اوپر بچھائی گئی تھی بیٹھ گیا۔ اور خواص سے یہ آہستہ پوچھا
"کیا آرام کر رہی ہین؟"
خواص۔ "آواز سے نہین بلکہ کچھ اشارے سے اور کچھ چھپ چھپا کر ابھی
ابھی ذرا آنکھ لگ گئی ہے"

ماں (بغیر آنکھیں کھولے ایک بھیانک اور بھرائی ہوئی آواز سے) کون ہے؟"
(آنکھیں کھول کر) بیٹا! تم اس وقت دھوپ میں کیوں آئے اے ایک تو یوں ہی جی نہیں اچھا رہتا ہے اسپر ایسی چل چلاتی دھوپ میں مارے مارے پھرتے ہو بیٹا! (بیٹا" کو خوب بڑھا کر) تمھارا مزاج اس طرح کا نہیں کہ دھوپ میں مارے مارے پھرو"

فرخ "میں تو خود کمرے سے کم باہر نکلتا ہوں اسوقت آپ سے کچھ عرض کرنا تھا اسلیے حاضر ہوا اور اب تو چار بج گئے دھوپ میں وہ تیزی نہیں رہی"

ماں "شوق سے کہو"

فرخ "آج وہ آئے ہیں۔ کیا نام ہی! اے توبہ! بھولتا ہوں! لاحول ولاقوۃ۔ کیا کمبخت حافظہ ہے ادھر بات سنی اور ذہن سے اتر گئی (ہادی) نہیں! نہیں! ادلیں ہی مگر زبان تک نہیں آتا! ہاں! مہدی"

ماں "مہدی کون؟"

فرخ "وہی جو بمبئی میں رہتے ہیں ہمارے دوسرے بھائی" (بھائی کو خوب بڑھا کر) والد کے انتقال کا حال سنکر آئے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہی کچھ نہ کچھ جھگڑا فساد ضرور ہوگا یقینا وہ اپنا حق ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں اور خرابی یہ کہ میرے ہی مکان میں وہ ٹھہرے ہیں"

ماں (غصہ میں شور کرکے) "مہدی وہ ہوتا کون ہی؟ واہ خوب حق ثابت کرنے آیا ہی بڑا حقدار بنا ہی بکنے دو تم کچھ گھبراؤ نہیں۔ آخر تمنے اپنے ہاں ٹھہرنے کیوں دیا؟ کیا اور کہیں جگہ نہ تھی؟"

فرخ۔ (متانت کے ساتھ) "یہ تو آج ممکن ہے کہ ان کو یہاں سے اٹھا دیں مگر آپ خوب سمجھ لیجیے بے مروتی کرنے کے بعد ندامت ہوئی تو مرجانیکی جگہ ہوگی۔ اور یہ بھی جان لیجیے کہ ذرا بھی بے اعتنائی کی گئی تو وہ بھی کوئی بات اوٹھا نہ رکھیں گے"

ماں۔ (طیش کھا کر) "وہ کر کیا لیگا؟ میں ہرگز ہرگز تمہارے پاس ٹھہرنیکی روادار نہیں ہوں تم آج ہی اٹھادو"

فرخ:- بہتر"

فرخ اس گفتگو سے اور زیادہ فکرمند ہوکر کوٹھی کو پھرا۔ راستے بھر دل ہی دل مین طرح طرح کی باتین کرتا گیا "میری مان کے خیالات ہی سخت ہین ایسی بے مروتی ہرگز ہرگز مناسب نہین مگر کیا کرون۔ اب وہ کہتی ہی ہین۔ اُٹھاتے ہی بن پڑے گا مجھے آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ضرور کوئی نہ کوئی خرابی اُٹھ کھڑی ہوگی۔ عدالت تک نوبت پہونچ گئی تو معاملہ بہت نازک ہو جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے" فرخ کوٹھی کے برآمدے پر چڑھکر سونے کے کمرے مین داخل ہوا اور پردے کے پاس ہٹانے کے لیے ہاتھ دیا ہی گیا تھا کہ کچھ کچھ سمجھ مین آنے والی باتون نے جوہدری اور مشتاق آپسمین چپکے چپکے کر رہے تھے اُسکا ہاتھ روک دیا اور دم سا کے چپ چاپ کھڑا ہو کر وہ اُن باتون کو سُننے لگا۔

مشتاق:- "آپ اُنکے بھائی ہین! بیشک آپکی خواہش بیجا نہین ہے"

جہدری:- مجھے دعوے کرنمین تو بہت تامل ہے مگر نہ کرونگا تو آخر کرونگا کیا؟

مشتاق:- فرخ نہایت نیک نیت اور معقول آدمی ہین۔ بغیر کسی رنجش کے تصفیہ ہوجاے تو کچھ عجب نہین۔

جہدری:- کوشش کیجیے۔ آپ تو کہتے ہی ہین کہ فرخ کے مزاج مین مجھے بہت دخل ہے۔ میری راے مین آپ ہی اس معاملے کو اُن سے چھیڑین تو مناسب ہوگا۔

مشتاق:- "مین! بہتر۔ دیکھیے مین کل ہی موقع دیکھکر ذکر کردونگا مگر مناسب"

اتنا سنکر فرخ نے آہستہ سے پردہ اُٹھا کر اندر قدم بڑھایا چاپ پاتے ہی جہدی اور مشتاق دونون یکبارگی چونک پڑے مشتاق چپ ہوکر فرخ کی صورت دیکھنے لگا اسکے علاوہ جہدی بھی اس بات کے دریافت کرنے کے لیے کہ فرخ نے یہ باتین سنین تو نہین؟" اسکے چہرے پر غور کرکے نگاہ دوڑانے لگا پھر ایک سرسری نظراندازی کے بعد مشتاق نے ندامت کی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی ٹیڑھی آنکھین جھکالین جنکی شعاع اسکے سامنے کُرسیاں کی جانب ہٹکر زمین پر پڑ رہی تھی۔

تھوڑی دیر تک کوٹھی مین سناٹا رہا جسکو گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ نے مٹایا جو کوٹھی کے زینون کے برابر لاکر کھڑی کی گئی۔ فرخ گھنٹی بجا کر جو میز پر رکھی تھی بغل کے اُس کمرے مین جو کپڑے پہننے کے لیے موضوع تھا چلا گیا آدمی فوراً آیا اور حمیدی کے اشارے کے موافق اسی کمرے مین جا کر فرخ کو کپڑے پہنانے لگا ایک گرمی کا سوٹ زیب بدن کر کے فرخ اپنے سوتیلے بھائی کو ساتھ لیکر سوار ہو گیا مشتاق بھی اُٹھکر کسی اور طرف کو راہی ہوا۔

چوتھا باب

موسم بہار کی چاندنی رات کا دلفریب سمان بندھا ہوا ہے۔ ہوا کے سرد ہلکے خوشگوار جھونکے چارون طرف اُن لہراتی ہوئی زلفون کو ڈھونڈتے پھرتے ہین۔ جو رُخ جانان پر بکھری ہون۔ ماہتاب کا چمکدار عکس گورے رخسارون سے مایوس ہو ہو کر کسی خوشنما کوٹھی کی سفید استرکاری کی ہوئی دیوارون سے ٹکرا رہا ہے۔ مضبوط اور اونچا لشتہ جو کوٹھی کے سطح صحن کے خاتمہ پر ہے مستانہ ادائی کے ساتھ ساتھ چاند کی دلگیر روشنی کو دوش پر لے لینے کے چلنے والی موجون کے تھپیڑے کھا کھا کر ہجر آن نصیبون کو کسی کے ڈھیلے ہاتھون کی مار یاد دلا رہا ہے۔ دور تک موجین لے لے کر بہتا ہوا پانی اپنے نشیب و فراز سے ماہتاب کی کھل کھلکر چمکنے والی شعائین ہزارون پہلوؤن سے دکھا دکھا کر آسمان کو زمین کی اُن صلا حیتون کا نمونہ دکھلا رہا ہے جو مہوشان کولا کھون ناز و ادا کے ساتھ ظاہر کرتی ہین۔ دریا کی شوخ ادا لہرین جب چاندنی کی سُنہری چادر اوڑھکر جھوم جھوم کے چلنے لگتی ہین تو باد خشک کے گستاخ جھونکون کے بیخود ہو کر چھیڑ بیٹھنے سے اُس جگمگاتی چادر ہی کے نیچے اُنکا مچل مچل جانا کسی افشان چنی ہوئی جبین ناز کے چین آشنا ہونے کا لطف یاد دلاتا ہے۔ اُس پار نگاہون کو بڑی وسعت کے ساتھ سیر کرانے والی ریت باغ نیچر کی نہایت ہی دلچسپ نمائشگاہ ہو رہی ہے۔ جہان قدرت نے پُرشوق اور بلند پرواز نگاہون کی بہ آسانی سیر کرنے کے لیے نکھری

چاندنی کا کام جلا اور صاف فرش بچھا رکھا ہے کوٹھی کے صحن کا مربع حلقہ نظر فریب پھولون کے ناندون کی سڈول قطار سے آراستہ کیا گیا ہے ٹھنڈی ہوا جو کوٹھی کے دروازون سے نکلتی ہے جگمگاتی ہوئی موجون پر فریفتہ ہوکر از خود رفتگی کی شوخیون کے ساتھ دریا کی سطح پر سیر کرنے لگتی ہے اوسکی تازگی کسی اور پُر فضا کی خبر دیتی ہے جو قریب ہی کوٹھی کے کسی دوسرے پہلو پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ آسمان بالکل صاف ہے۔ چاند کی روشنی قدرت کے خوشنما و نورانی نقش و نگار کو جو اور بکھرے ہوئے ستارون سے آسمان پر نکلے ہین مٹائے دیتی ہے۔ بیشمار متوازی خطون کا سلسلہ دکھا کر آسمان دریا کے اوس پار کی حسین آشنا رنگ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ کوٹھی کے ایک وسیع صحن مین ایک مسہری بچھی ہے جسپر کوئی شخص اس خاص مقام کی چاندنی کے لطف کو اجنبی اور نہ سیر ہونے والی نگاہ سے دیکھہ رہا ہے۔ مگر چاند کے خوشنما موقعون کی طرف اسکی رُک رُک کر پڑنے والی نگاہ سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر مستفکر نہ ہوتا تو جی بھر کے لطف اوٹھاتا یہ ہمارے معذب نوجوان "فرخ" کا خوف دلانے والا مھدی ہے۔

فرخ اور مھدی رات کو واپس آئے۔ گھنٹہ بھر کی صحبت کے بعد کھانے سے فراغت پاکر فرخ محل سرا مین گیا۔ مھدی کے لیے اوسکی خواہش کے موافق کوٹھی کے اس مختصر اونچے صحن مین مسہری بچھا دی گئی جواب زیر بحث تھا جو دلچسپ سمان اس مقام پر نظر آرہا تھا وہ شاید مھدی کو کسی اور جگہہ نصیب نہ ہوسکتا تھا مگر فکرون نے اسکے دلکو کسی لطف کی جانب متوجہ نہین ہونے دیا اوسنے موقعہ پاکر دل ہی دل مین سوچنا شروع کیا۔ اور اپنے اوس خاص معاملے مین غور کرنے لگا جس کے لیے وہ دہلی مین آیا ہے۔ فرخ آج میری باتون سے کچھہ کھٹکتا ضرور تھا اوسکو یقین ہوگیا کہ مین اوسے کسی بڑی پریشانی مین ڈالنے آیا ہون میرا دعوے سراسر صحیح ہے کوئی میرے حق کو مٹا نہین سکتا مگر فرخ کا تمام خاندان میری جان کا دشمن ہوجائے گا مجھے اوسکے خاندانی

عزیزون کے ہاتھہ سے بڑی بڑی مصیبتین برداشت کرنا پڑین گی۔عدالت مین بھی سمجھہ نہین سکتا کہ مجھے جیتنے کی کہان تک اُمید رکھنا چاہیے۔تمام عملہ بلکہ شاید حاکم کو بھی میرے مقابلے مین فرخ ہی کے ساتھہ ہمدردی ہوگی فرخ کے چچا مالدار ہین۔اس مقدمہ مین کوئی تعجب نہین کہ وہ لوگ بھی اپنے روپیہ سے اوسکی پوری شرکت کرین۔مین بالکل تنہا اور بے یار و مددگار ہون۔اتنا روپیہ بھی میرے پاس نہین کہ فرخ کے پورے خاندان کا چندروز مقابلہ کرسکون۔افسوس! مجھے یہان کوئی گواہ بھی نہ مل سکیگا۔بمبئی سے گواہون کے طلب کرانے مین صرف بہت زیادہ پڑیگا۔مگر کچھہ ہو مین اپنے ارادے سے باز نہین رہ سکتا مین اپنے تئین ایک مستقل مزاج اور اپنی غریب دُکھیا مان کی آرزوئین پوری کرنیوالا شخص ثابت کرنے کی کوشش کرونگا ہان! اب مجھے فرخ کے یہان رہنا بھی نہ چاہیے اول تو وہ خود اس بات کو دل سے گوارا نہ کریگا۔دوسرے مجھے اب اپنے دشمنون سے بچنا چاہیے۔گو فرخ کے مزاج سے ایسا امر ناممکن ہو لیکن احتیاط کے خلاف ہے۔کل مشتاق فرخ سے اس بات کا ذکر کرکے اوسکا منشا دریافت کرلیگا مین اوس سے پوچھکر کل ہی شام تک یہان سے اُٹھ جاؤنگا مشتاق کو ملائے رکھنا چاہیے اس سے بہت مطلب نکلین گے۔مجھہ سے اوس سے جو آج باتین ہو رہی تھین وہ فرخ نے سُن ضرور لی ہین بیشک اوس سے بدگمان ہوگیا ہوگا۔کل صبح مین یہان کے بعض وکیلون سے ملونگا۔دیکھون وہ کیا راے دیتے ہین۔اسی فکر مین پڑے پڑے مہدی کی آنکھہ لگ گئی تڑکے ہی مہدی کی آنکھہ کھلی۔مسہری سے اوٹھکر وضو کے لیے کوٹھی کے سامنے دریا کی جانب ان پختہ سیڑھیون سے اوترنے لگا جو پانی کے اندر تک چلی گئین تھین۔غیر متعصب نوجوان مہدی کو اپنے ہم وطن ہندو بھائیون کے پاک چشمہ کا سمان ایسا بھلا معلوم ہوا کہ نماز صبح کے وضو سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر کر دریا کے چارون طرف

نگاہ دوڑانے لگا۔ پڑوس کا عالیشان شوالہ جہین سے اگلے علمی مقدس زبان سنسکرت کے صبح کی ہوا مین گونجتے ہوئے الفاظ سنے جاتے تھے کسی خوش اعتقاد حوروش صنم پرست کے شکن پڑے اور اور پھیلتے ہوئے آنچل کی طرح اپنے سمٹ سمٹ کر جھکتے ہوئے زینون سے مذہبی اداؤن کے ساتھ گرا گرا کر باغ حسن کے تو شگفتہ پھول جمنا کی نذر کر رہا تھا مہدی نے اندازاً بیس منٹ تک دلچسپ سیر دیکھکر وضو کیا۔ اندر جاکر نماز سے فراغت کی اور کوٹھی کے پایئن باغ مین ٹہل کر ان باتون پر غور کرنے لگا جنکی فکر مین رات کو سویا تھا! "مجھے اب اپنی حقیت کا دعوی کرنا ہی ہے تو تاخیر سے کیا فائدہ؟ آج ہی کسی وکیل سے ملکر کارروائی شروع کر دونگا ہان پہلے مجھے یہان سے اٹھنے کی فکر کرنا چاہیے آج ہی اٹھ بھی جاؤنگا" اتنے مین سامنے سے ایک روز پیشتر کے دوست مشتاق نونہالان چمن کو ٹیڑہی نگاہ سے نظر لگاتے ہوئے دکھائی دیئے جن سے سلام کے بعد مہدی نے آگے بڑھکر ہاتھ ملایا جب معمولی مزاج پرسی سے فراغت ہو چکی تب وہ کوٹھی مین مہدی کی رائے کے موافق اس نیت سے جا کر بیٹھے کہ فرخ کے باہر آتے ہی مہدی کے ارادون کی اطلاع دیکر اسکا منشا دریافت کرین فرخ کا ناموافق مہمان باغ مین ٹہل رہا تھا کہ وہ محلسرا سے برآمد ہو کر اپنی نشست کے معمولی کمرے مین آکے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جہان مشتاق اسکا انتظار کر رہا تھا مشتاق سے صاحب سلامت ہو چکنے کے بعد ادھر ادھر دیکھتے دیکھتے فرخ نے باغ کی ایک روش پر مہدی کو ٹہلتے دیکھکر فکر مندی کی وضع سے گردن جھکا لی۔ مشتاق فرخ کو چپکا رہنے دینے کے لیے یہان آکر نہین بیٹھا تھا اسنے اپنی قدیمی پالیسی کے موافق کچھ روسیون کی خبرین بیان کر کے مہدی کا تذکرہ شروع کر دیا۔

مشتاق ایک ہوشیار آدمی تھا۔ اور اس قسم کے لوگون مین تھا جنکے ذریعے سے ایشیائی رؤسا کے دربارون مین لوگون کی غرض نکلا کرتی ہے گو اب فرخ اس قسم کا رئیس نہین رہا تھا۔ مگر مشتاق نے اسکا منشا دریافت ہی کر لیا۔

مشتاق کو تنہائی مین گفتگو کرکے جواب پالینے کے لیے کافی موقع دیکر مہدی
بھی باغ سے واپس آیا اور ہاتھ ملاکر سلام وغیرہ کے بعد فرخ کی داہنی جانب
ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا - مہدی نے اسوقت فرخ کو صرف متفکر ہی نہین
بلکہ اپنی جانب سے کچھ رکا ہوا بھی پایا اسوقت فرخ کی صورت دیکھتے ہی
وہ اسبات کا منتظر ہوگیا تھا جو مشتاق اُس سے تنہائی مین بیان کرنے والا
تھا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد فرخ مجلس سے اوٹھ گیا شاید وہ تمام باتین
جو مشتاق کی زبان سے سُنی تھین اُنکو اپنی ماں سے بیان کرنے گیا ہوگا
موقع پاکر مشتاق مہدی کیجانب متوجہ ہوا جنکے شوق مین مہدی اُسکے پاس جا بیٹھا
مشتاق "مین نے تمام باتون کا تذکرہ کیا تھا - فرخ پہلے بے پرواہی
کے ساتھ ٹالتا رہا مگر آخر برہم ہوکر کہنے لگا کہ مہدی یہ اچھے نہین کرسکتے عدالت
بھی اُنکو کامیاب کرنے کی جرات نہ کریگی گو شرعاً جائز ہو مگر ہمارے خاندان
مین کبھی ایسا نہین ہوا میری والدہ مہدی کے آنیکا حال سنکر بہت برہم ہوئین
وہ یہانتک گوارا نہین کرتین کہ مہدی میرے یہان ٹھہرین اور اب یہان سے
اُٹھ جانا انکے حق مین ضروری ہے مین تمام خاندان کو اس معاملے مین شریک
کرسکونگا مہدی کو اس قسم کی جرات کرکے سخت ندامت ہوگی مین خیال
کرتا ہون کہ آپ اب یہان سے کسی اور مکان مین جانیکا ارادہ کیجیے"
مہدی "مین بھی اسی ارادے مین ہون مگر آپکو اس معاملے مین مدد دینی
ہوگی - مین بالکل یکہ و تنہا ہون"
مشتاق (طمع آمیز خوشامد کے ساتھ) مین تو خادم ہون جہان فرمائیے ہمراہ
چلنے کو تیار ہون مگر یہ امر فرخ کے خلاف ہوگا - بس اتنا"
مہدی - (بات کاٹ کر) نہین! نہین! اُنکو کبھی اسکی خبر نہ ہوگی مین ہر طرح
آپکی خدمت کو موجود ہون" (لہجہ بدلکر) "اب چلنا چاہیے اسی لیے فرخ کے
مجلس سے جاتے وقت مین نے اُن سے چلنے کی اجازت لے لی تھی" یہ
کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور مشتاق کا ہاتھ پکڑکے کوٹھی کے باہر آکر کہنے لگا چلو
ابھی ٹھنڈا وقت ہے شہر تک پیدل چلے چلین یہان قریب کوئی گاڑی نہین ملسکتی

شہر میں پہونچکر کوئی کرلین گے فرخ کی گاڑی پر چلنا ٹھیک نہین؟
مشتاق (دل مین) "یہ حنت تو نہین کرتا ہی؟ مگر بے شک یہان گاڑی مل نہین سکتی اسکے ساتھ رہنے مین فائدہ ضرور ہی۔ چلے بھی چلو" (زبان سی) بسم اللہ۔ اس مین مضائقہ ہی کیا ہی؟ اور اسوقت تو پیدل ہی چلنے کا لطف ہی"

مہدی مشتاق کو ساتھ لیکر دہلی پہونچا۔ پہلے مشتاق کی صلاح کے موافق مولوی بشیر الدین صاحب وکیل ہائی کورٹ کے مکان پر جاکر ان سے ملاقات کی فرخ کے مقابلے مین ایک ایسے مقدمے کا لینا جو اس کے تمام خاندان کو جوش دلادیگا ان کے خلاف تھا مگر مہدی کو سچا حقدار خیال کرکے انھون نے وکالت منظور کرلی۔ محنتانہ طے پانے پر اسیوقت عرضی دعوی تیار ہوکر یہ رائے قرار پائی کہ آج ہی گذر جائے۔ کورٹ فیس کی تعداد دریافت کرکے مہدی نے اپنے منی بیگ سے ٹکٹ جو بیشتر ہی اس نے لے رکھے تھے نکالے ضرورت کے موافق چسپان کردیئے اور باقی پھر منی بیگ مین رکھ لیے۔

اس کارروائی کو پورا کرکے مہدی نے اپنے لائق وکیل سے کسی عمدہ مکان کی درخواست کی جو عمدہ موقع پر ہونے کے علاوہ وسیع اور ایک مختصر باغ کی وجہ سے پرفضا بھی ہو۔ شہر ہی کے اندر ایک خوشنما کوٹھی انھون نے تجویز کردی۔ جسکے مالک سے گفتگو ہونے کے بعد پچاس روپیہ ماہوار کرایہ بھی اسی وقت طے پاگیا مہدی نے مشتاق کو اس کوٹھی مین بٹھلادیا خود ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہوکر عدالت ہوتا ہوا (جہان وہ عرضی دعوی گذراننے اور طلبانہ داخل کرنے کے لیے گیا تھا) فرخ کی کوٹھی مین داخل ہوا۔ فرخ جو بڑے کمرے مین تنہا بیٹھا تھا دیکھتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا۔ مہدی فرخ کو ملا کر اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

فرخ۔ (ایک سست آواز سے) "فرمائیے کہان کہان جانیکا

اتفاق ہوا؟

مہدی۔ (رومال سے منھ پونچھ کر) "شہر مین ادہر اودہر پھرتا رہا اور کہان جاتا؟ ہان ایک مکان چندروز کے لئے ٹھیرا لیا ہے۔ وہین اُٹھ جانیکا ارادہ ہے آپکو نہایت تکلیف ہوئی۔ اب مین اُمید کرتا ہون کہ آپ مجھے جانیکی اجازت دینگے"

فرخ۔ (دلگیری کی زبان سے) "جب تک آپ اس شہر مین تشریف رکھتے ہین۔ اسوقت تک مناسب تو یہی تھا کہ آپ کی میزبانی کا فخر مجھی کو حاصل ہوتا۔ مگر صرف آپکی تکلیفون کا خیال کرکے مین زیادہ اصرار نہین کرسکتا"

مہدی۔ (اس طرح پر جس طرح کوئی بڑی چبھتی بات کہی جاتی ہے) "نہین مین یہان سے اوٹھ جانے کے بعد بھی اگر آپ کو ناگوار نہ ہوگا تو معمولاً حاضر ہوتا رہونگا اپنے اس قول کو جو مین نے پیشتر عرض کیا تھا کبھی نہ بھولونگا کہ بغیر اپنے والد کے جانشینون سے ملے ہم دنیا مین اپنا نام کسی کے سامنے نہین پیش کرسکتے مجھے یقین ہے آپ مجھے بھلا نہ دینگے نہین"

فرخ یہ جملہ سنکر حیران سا رہ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مہدی رخصت ہوکر گاڑی پر سوار ہوا اور دم بھر مین اُس نئے مکان مین جہان مشتاق کو ٹھیلا آیا تھا پہونچکر اُتر پڑا۔ مہدی نے اپنے حوائج ضروریہ کے لیئے میز۔ کرسی اور فرش اور شیشہ آلات کی قسم سے کچھ سامان کرایہ پر منگوا لیا۔ چار روز کے بعد ریلوے گودام سے اُس کا اسباب بھی مل گیا جس نے کرایہ کے سامان مین سے اسے بہت کم چیزون کا محتاج رکھا۔ مہدی نے دو خدمتگار ایک باورچی اور پہرے کے لیے دو جوان نوکر رکھ لیے۔ اُس کے فرخ کی کوٹھی کے یادگار (دوست مشتاق) وہین رہنے لگے اس سے پیشتر ذرا فرخ کی مروت تھی۔ اب وہ بھی نہین رہی۔

پانچوان باب

ہوا مین کچھ گرمی پیدا ہونے لگی ہے - آفتاب آسمان کے مشرقی کنارے پیر ذرا بلند ہوگیا ہے - دھوپ کا سنہرا رنگ ہلکی تیزی کی وجہ سے آنکھون کو ناگوار گذرنے لگا ہے - بلند پرواز طیور سیر ان کو چھوڑ چھوڑ اونچے ہوتے جاتے ہین - بالو کے دمکتے ہوے ذرے نگاہون مین کھٹکنے لگے ہین - پہولون کے نازک رخسارون کا پسینہ خشک ہوا ہے مگر مہوشون کی گوری پیشانیان عرق آلود ہوتی جاتی ہین - غنچون کے ہنسی کے لیے سپٹتے ہوے باریک ہونٹھون پر خشکی سی آگئی ہے - جوانان چمن بہار صبح کو رخصت کرکے اوداس ہوگئے ہین - لوگ اپنے اپنے کامون مین بڑی سرگرمی کے ساتھ مشغول ہین فرخ اپنی کوٹھی مین تنہا بیٹھا ہے - مہدی کا برے برے نتائج یاد دلانے والا خیال کسی دل دُکھانے والے ہم صحبت کا کام دے رہا ہے - آج فرخ محل سرا سے برآمد ہونے کے بعد خلاف دستور کوٹھی مین بیٹھا نظر آتا ہے کیونکہ اوسکا معمولی دل بہلانے والا مصاحب "مشتاق" اوس کوٹھی مین سے جو کئی روز ہوے مہدی نے کرائے پر لی ہے تنہائی مین گھبرا کر فرخ نے اپنے دل سے یون باتین شروع کین - مشتاق نے یقیناً مجھے چھوڑ دیا - جبھی دو روز سے اوسکی صورت نہین دکھائی دی - خیر اب دیکھیے مہدی کیا کارروائی کرتا ہے - اوسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے باز آنیوالا شخص نہین ہی - کیا عجب جو اوسنے کوئی کارروائی شروع کی ہو - یہانسے اوٹھ جانیکے بعد اب وہ بالکل آزاد ہوگیا - اوسکو میری کچھ مروت نہ رہی ہوگی - اور بے شک مکان سے اوٹھا دینے کے بارے مین مین نے اُس سے بے مروتی کی - ایسا کرنا مناسب نہ تھا - مگر مین اپنی مان کو کیا کرتا - وہ کسی طرح راضی ہی

نہ تھین یہ بات سخت بیجا تھی" سامنے سے کوئی چپراسی آتا نظر پڑا "یہ کون شخص ہے؟ خدا جانے کہان سے آیا ہے؟"

چپراسی آدمیون سے دریافت کرکے کوٹھی کے اندر آیا اور فرخ کو سلام کرکے کہنے لگا "حضور سمن آیا ہے"

فرخ۔ (چونک کر) "سمن۔سمن کیسا! کیا کسی اور قرضخواہ نے نالش کر دی! (ہاتھ بڑھاکر) لاؤ دیکھون تو سہی"

چپراسی نے بڑھکر سمن ہاتھ مین دیدیا۔

فرخ۔ (خوب غور سے پڑھکر) "وہی ہوا جو مین کہتا تھا" تھوڑی دیر تک مین مستغرق رہکر دوسری پرت پر دستخط کر دیا اور بڑھکر گھنٹی جو میز پر رکھی تھی بجا کر وہین رکھدی۔ آدمی حاضر ہوا جسکو دیکھکر چپراسی کی طرف اشارہ کرکے حکم دیا "اسکو کچھ انعام دلوادو" آدمی چپراسی کو ہمراہ لیکر چلا گیا۔

فرخ۔ (دل مین) "مین تو پہلے ہی سمجھا ہوا تھا۔سمن خالی میرے نام نہین آیا ہے۔یقیناً میرے اور بھائیون کے نام بھی گیا ہوگا۔ وہ بھی برہم ہونگے اب اسکے سوا کوئی چارہ نہین کہ اپنے دونون چچاؤن اور بھائیون اور عزیز و اقارب کو جمع کرکے خاندانی عزت دلاؤن۔سب مین ایک سخت جوش پیدا کردون اچھا اس وقت چلکر والدہ سے تو اس کا ذکر کردون"

یہ کہکر فرخ اوٹھکر محل سرا مین چلا گیا۔ مان سے مہدی کے اوٹھادینے کا حال بیان کرکے کہا "آج میرے نام کا سمن آیا ہے یہ مقدمہ عدالت مین پہونچ گیا ہے اب بہت طول کھینچے گا"

مان۔ (گھبراکر) "بیٹیا کیا کیا جائے؟ یہ تو بڑی خرابی ہوئی! ایک تو یونہین چوطرف سے صاحبن دم نہین لینے دیتے یہ نئی مصیبت جو سر پہ آپڑی اس مین کیا تدبیر کی جائیگی! خدا کے لیے تم آج ہی اپنے چچاؤن کو بُلواؤ۔بے اونکی راے لیے کچھ نہ بنے گا"

فرخ- اونسے تو ر اسے لی ہی جائیگی مگر میرے نام سمن آیا ہے تو میرے بھائیون
کے نام بھی گیا ہوگا- گو وہ دشمن سہی- لیکن اِس بارے مین اُن کا شریک
کر لینا ضروری ہے- اور وہ خود شریک ہونگے یہ کچھ روپے پیسے کا معاملہ
نہین ہے- خاندانی عزت کا معاملہ ہے"

مان- (منھ بنا کر) "او وہ کیا کرینگے! کسی کام کے ہوتے تو آج رونا کاہیکو ہوتا"

فرخ "جی نہین! وہ ضرور اس بارے مین کوشش کرینگے- آپ گھبرائیے نہین
خدا کچھ بہتر ہی کریگا" (بدن سمیٹ کے اکڑو بیٹھکر) "اچھا تو مین جاتا ہون"

مان "بسم اللہ کرو- دیکھو اپنے دونون چچاؤن کو اسی وقت خبر کرو"

فرخ- (کھڑا ہوکر) "مین خود جاتا ہون- ابھی خبر کیے دیتا ہون- بلکہ شام
کے آنے کا وعدہ بھی لیتا آؤن گا" باہر آکر فرخ نے گاڑی تیار
کرائی- اور سوار ہوکر اپنے دونون چچاؤن کے پاس جا کر سمن دکھا
کے شام کو بلایا- اون سے یہ بھی کہتا آیا کہ جہان تک بن پڑے
اوس کے بھائیون کے بلوانے کی بھی کوشش کرین- اوس کے
بعد اور عزیزون کے گھر پر جا کر اُن سے بھی شام کا وعدہ لیا-
اور اپنی کوٹھی مین واپس آیا- تنہائی مین وحشت نے ایسا گھیرا کہ
مسہری پر جا کر لیٹ رہا- پڑے پڑے آنکھ لگ گئی- اون افکار سے
جو اُس کے دل سے دیر تک جدا رہتے تھے نہ رہا گیا ہجوم کرکے چار بجے
کے قریب جگا ہی دیا- ہاتھ منھ دھو کر فرخ نے اپنے معمولی کپڑے
پہنے اور باغ مین ٹہلنے لگا- مغرب کے بعد اوسکے چچا اور بعض عزیز
جن مین مدت کے بعد اوس نے اپنے نامہربان بھائیون کو
بھی دیکھا آکر جمع ہوے- سب لوگ محلسرا مین بیٹھے جہان فرخ کی
مان نے اپنے جیٹھون سے اپنی تازہ مصیبت کا ذکر کیا- فرخ نے سمن
سب کو دکھا کر کہا "یہ کوئی معمولی معاملہ نہین ہے- اسمین ہماری خاندانی
عزت کو بہت کچھ نقصان پہونچتا ہے- ہم سب لوگونکو ملکر اس مصیبت کے
دفع کرنے کی کوشش کرنا چاہیے مین خیال کرتا ہون کہ میرے

بھائیون کو بھی ہمکو خوش نصیبی سے مین یہان موجود پاتا ہون مجھ سے اور آپس مین
اسی طور پر اتفاق کرنا چاہیئے جس طرح حقیقی بھائیون کو مناسب ہے"
فرخ کے ایک چچا نے اپنے پوپلے منھ کو حرکت دے کر کہا "مین اس مین
ہر طرح شریک ہون روپیہ ایسے ہی معاملون مین کام آنے کے لیے ہے ہم پریشان
نہوا اور تمھارے بھائی اتفاق کرینگے یہ ایسے ناسمجھ نہین ہین"
دوسرے چچا نے اپنے ہلتے ہوئے سر کو ذرا اُٹھا کے اُگالدان مین کٹا
ہوا پان منھ سے اگلکر کہا "ہمکو کیونکر گوارا ہوگا کہ مرحوم بھائی کی عزت [illegible]
بھی دھبہ آنے دین" اسکے بعد اور سب عزیزون نے بھی شرکت کا اقرار کیا [illegible]
کے دو بزرگون کی مخالفت کی سوا فرخ کے دو [illegible] بھائیون کے اور [illegible]
[illegible] اسلیے فرخ نے پھر ایک مرتبہ اپنی زبان سے موثر الفاظ ظاہر کیے —
فرخ اونچی آواز سے [illegible]
[illegible] جوش پیدا ہونا چاہیے [illegible]
[illegible] خاندان کو صدمہ پہونچا [illegible] رسائی کے متعلق [illegible]
[illegible] تھے"
فرخ کا ایک بھائی رشید [illegible] مکان مین کیا ہے
"مگر اس بات مین ہم اپنے نیکنام بھائی کی ہرگز مخالفت نہ کرینگے"
دوسرے بھائی نے بھی اپنا جوش ظاہر کیا —
آخر الامر یہ قرار پائی کہ صرف جواب ہی نہین بلکہ جہانتک ہو سکے
مہدی کو تکلیفین پہنچائی جائین اسکے بعد سب لوگ رخصت ہو ہو کر چلے گئے

چھٹا باب

(۱)

دو گھڑی دن رہے کا وقت ہے گرمی کی تپش کم ہونے لگی ہے دنیا والو
سے رخصت ہونے کے لیے آفتاب کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے ہین
کیونکہ شعاعین میلی پڑتی جاتی ہین کہین بچھڑون کے ملنے کا انتظار ہے کہین
فراق کی سر پر آنیوالی پہاڑ سی گھڑی کا خوف ہے وکر یا مہمانون کے لیے سامان ہوتے

ہین جس کی ٹیٹون مین بیٹھنے والے مکانون سے نکل نکل کر تفریح کو چلے ہین بازارون
کی چہل پہل کا وقت ہی۔ شہر کے سفید پوش بھی فوق البھڑک کپڑے پہنے کشادہ
سڑکون پر پھیلے ہوے ہین سب قسمون کی ہندوستانی وضعداریان مختلف سوسائٹیون
کے نمونے دکھارہی ہین رنڈیان بناؤ سنگار کرکے کمرون کے برآمدون پر
آبیٹھی ہین۔ رندان آزاد وضع کے جتھے مختلف مقامات پر رک رک کر باغ حسن
کے ہر ہر پھول کا لطف اوٹھاتے پھرتے ہین۔ چوری چھپے مین حسن نظرفریب
کا مزہ لوٹنے والی نگاہین ادھر ادھر دیکھ کے لب بام جاجا کر فوراً پلٹ آتی ہین۔

دو نوجوان سفید پرتکلف کپڑے پہنے ایک کشادہ سڑک پر چلے جاتے ہین
دونون صورت شکل کے اچھے ہین نیار اور کرارے بدن کا گوراپن اُس
تہبین شربتی سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہورہا ہی جو انگرکھون مین استعمال
کی گئی ہی گول خوشنما چہرون سے ریاست اور عالی خاندانی ظاہر ہے تہبین
[illegible] بلند ترشے کے ساتھ ابھری ہوئی ناک کے بانسے
[illegible] آبدار پیشانی اور پتلی بڑی سیاہ نرگسی آنکھون کے
درمیان [illegible] بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہین لمبی لمبی باریک نوکدار پلکین جو قدرةً
[illegible] ثابت کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہین۔ اگر معمولاً
[illegible] نگاہ دوڑانے کے لیے اٹھتین تو بہت خوبصورت نظر آتین
[illegible] شیشے والی گولائی لیے ہوے بھرے رخسارے بڑے دہانے
[illegible] چہرون سے کانون تک نہایت چکنے ہین اور نرمی کے ساتھ اپنا
کھلتا ہوا گوراپن ظاہر کرتے ہین گول مگر تھوڑی لمبان کے ساتھ اوپر کو اٹھی
ہوئی ٹھوڑی اور پتلے پتلے گلابی ہونٹون کے درمیان کے مدور گھراؤ مین
گورے رنگ پر سانپ کے پڑنے سے ہلکے سانولے پن کا پیدا ہوجانا عجیب
دلفریبی کے ساتھ حسن کی نازک موجون کا نمونہ دکھارہا ہے ٹھوڑی کے نیچے
گلے تک بھرا اور گداگد غضب چہرے مین اُس قسم کا بھاری پن پیدا کررہا ہے
جسکی شریفانہ وجاہت کے لیے شدید ضرورت ہے صورت مین دونون بہت
مشابہ ہین صرف ہنسی اسقدر فرق ظاہر کردیتی ہی کہ ایک کے دانت دوسرے کیطرح نوکیلے

اور باہم ملے ہوے نہین ہین۔ ان نوجوانون کی وضع البتہ اوس شائستگی اور متانت کے خلاف ہے۔ جو قدرت نے انکے چہرون پر پیدا کی ہے تجربہ کار نگاہون کو انکے رئیسانہ اور شریفون کے ایسے چہرے ایسی وضع مین دیکھکر جو مہذب سوسائٹی مین معیوب خیال کی جاتی ہے ان چہرون کی ناقدری پر افسوس آتا ہے۔ سیاہ اور کچھہ کچھہ خمدار سر کے بال خوبصورتی کے ساتھ لوون تک پہونچے ہوئے ہین۔ منڈی ہوئی ڈاڑھی اگر ہمیشہ ویسی ہی رہتی ہے جیسی اسوقت ہے تو غالباً نائی کے بلانے کے لیے کھونٹیون کے نکلنے کا انتظار نہ کیا جاتا ہوگا۔ دونون جانب موچھون کی لمبی نوکین بل دیکر بڑی خوشنمائی کے گہماؤ کے ساتھ اوپر کو موڑ دی گئی ہین۔ سر پر ایک دوپلڑی ٹوپی ہے جسکی گوٹ کے برابر سنہرے کلابتون کا حاشیہ چلا گیا ہے۔ ولایتی عمدہ چکن کے کرتون پر دہلی کی وضع کے موافق شربتی کا نیچے دامنون کا چسپت انگرکھا ہے جس مین دونون بغلون کے نیچے کمر تولی کے پاس چُنٹ دی ہوئی ہے۔ عمدہ مین سُکھ کا تنگ مُہری کا پائجامہ ٹخنون سے نیچے تک چلا گیا ہے جس مین یو تمام نہین ہین۔ ان تمام وضع کے خلاف ایک پیر مین سیاہ وارنش کا ولایتی بوٹ ہے اور دوسرا ایک قیمتی کامدار سلیم شاہی جوتا پہنے ہے۔ بہر تقدیر چہرے اور وضع لحاظ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی شریف اور نامی خاندان کے بگڑے یادگار ہین۔ جن سے زیادہ قوم کے ہمدردون کو کسی کا افسوس نہین ہے۔ دونون کے ہاتھون مین بانس کی منھدی مین رنگی ہوئی لکڑیان ہین اور آپس مین باتین کرتے چلے جاتے ہین۔

ایک۔ (نشہ پر کچھہ یونہین سا غصہ ظاہر کرکے) "ہم سب طرح سے برے ہی سہی مگر خاندان کی بے عزتی نہ دیکھی جائیگی۔ مہدی چاہے ہمارے خاندان مین داخل ہو جاے یہ کبھی نہ ہوگا۔"

دوسرا۔ (چین بجبین ہوکر) "اجی توبہ کرو۔ ہم بدمعاش مشہور تو ہی ہین۔ چاہے ایک آدھ کا سر ہٹ جاے۔ فوجداری ہو مگر مہدی کرور برس تک

ہم مین نہین مل سکتا۔"
پہلا۔ (برافروختہ ہوکر) "فوجداری کیسی! یہ نہین کہتے کہ ایک آدھ کی جان جائے۔ ہم مہدی کی جان لینے تک مین بند نہین ہین۔"
دوسرا۔ آپ سے آپ اب تو یہ ہونا ہی ہے۔ وہ ہمارا کرہی کیا لے گا! سو تدبیرین معلوم ہین۔ ابھی کسی کو لگا دین تو سیکڑون جوتے پڑجائین اور بچہ کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ تھا کون۔"
پہلا۔ (تیز ہوکر) "وہ ہے کیا مال۔ لاحول ولا قوۃ۔" (لہجہ بدلکر) "اچھا لاؤ ابھی جوتے ہی لگا دین بے اسکے نہ مانیگا۔ ہم بڑے آغا کے وہان چلتے ہین تم اوسکی کوٹھی پر جاکر کسی حیلے سے وہان تک لگا لاؤ۔ کہنا بمبئی سے ایک نیک بخت آئی ہے۔ بیچاری بہت غریب ہین۔ آپ سے کچھ کہنا ہے لللہ چلے چلیے۔ جس طرح بن پڑے خوشامد درآمد کرکے لے ہی آنا۔ وہان تک آجانا چاہیے۔ پھر ہم سب ملکر مردود سے سمجھ لین گے"
یہ صلاح ٹھہر گئی تو ایک سڑک کی داہنی جانب ایک تیلی گلی مین چلا گیا اور دوسرا جلد جلد قدم بڑھا کر مہدی کے وہان پہونچا۔ مہدی اسوقت تنہا اپنی کرایے کی کوٹھی کے مختصر پائین باغ مین ٹہل رہا تھا۔
مشتاق کسی ضرورت سے بازار گیا تھا۔ اس نے جاکر مہدی کو سلام کیا اور نہایت ہی خوشامد کے لہجے مین کہا " اس وقت ایک ضرورت آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون ذرا تکلیف کرنا ہوگی بمبئی سے ایک نیک بخت آئی ہین۔ اونھین آپ سے کچھ کہنا ہے۔ شاید کسی نے پیغام دیا ہوگا پہلے فرخ کے وہان پتہ لگا تھا۔ جاکر معلوم ہوا کہ آپ کہین اور اوٹھے ہین۔ یہ فرمائیے آپ کا نام مہدی ہے نہ؟"
مہدی۔ (غور کے ساتھ صورت دیکھکر) "ہان مہدی تو میرا ہی نام ہے۔"
نوجوان۔ "بڑی مشکلون سے پتہ لگا کر یہان تک آئے ہین۔ ہان تو اونھون نے کہا ہے کہ ذرا کھڑے کھڑے یہان ہو جائیے۔"
مہدی۔ میرے پاس بمبئی سے اس قسم کے پیغام کا آنا تعجب کی بات

ہے۔ اگر آپ فرماتے ہین۔ مجھے انکار نہین۔ چلنے کو حاضر ہون۔" (سامنے سائیس کو دیکھکر) "گاڑی تیار کرو۔"

نوجوان۔ "دو قدم پر تو ہئی ہے۔ گاڑی کی کون ضرورت ہے؟"

مہدی۔ (سائیس سے) "اچھا رہنے دو۔" یہ کہہ کے مہدی نے کپڑے پہنے اور اپنے اجنبی ملنے والے کے ساتھ ہولیا۔ مہدی جو جو راستہ طے کرتا جاتا تھا اوسکو تعجب معلوم ہوتا تھا کہ باوجود سڑک ہونے کے اُسے پیدل چلنے کی کیون تکلیف دی گئی (دل مین) "ظاہرا کچھ ایسا نزدیک بھی نہین۔ معلوم ہوتا مین نہین سمجھ سکتا کہ پیادہ پائی کو سواری پر کیون ترجیح ہے۔"

مہدی ایک اجنبی شخص کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ سامنے سے اوس کا دوست مشتاق نظر پڑا جس نے ایک حیرت کے ساتھ اوس شخص پر نگاہ ڈالی۔ مشتاق نے بڑی سرعت کے ساتھ بڑھکر مہدی کے کان مین کچھ کہا جس کے سنتے ہی مہدی ذرا متشوش سا ہوکر رُک گیا اور پھر مشتاق کو ہمراہ لیکر آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگا گویا وہ گھبراہٹ کے باعث چلنا ہی بھولا جاتا تھا۔

مشتاق پہچان گیا تھا کہ مہدی کے ساتھ کون شخص ہے۔ اوسنے مہدی کے کان مین کہا تھا کہ "یہ فرخ کا ایک بدمعاش بھائی ہے ہوشیار رہنا۔ آخر چلے کہان؟"

مہدی دونون کے ساتھ جاتے جاتے ایک اور سڑک کے نکڑ پر پہونچا۔ مہدی کے دشمن ہمراہی نے مُڑنا چاہا مگر مشتاق کی رائے تھی کہ آگے بڑھکر دوسری سڑک پر مُڑین۔ مہدی نے بھی اس رائے کی موافقت کی اور دونون کو ہمراہ لے کے آگے بڑھا۔ پولیس کی ایک چوکی کے قریب پہونچکر مہدی نے رُک کے اپنے ہمراہی کی طرف دیکھکر کہا "آپ کی عقلمندی سے بعید ہے کہ باوجود اس قدر مسافت کے آپ نے گاڑی کی ممانعت کر دی" جس پر مشتاق بول

ادھار" میری راے مین تو آج کا جانا ملتوی کیا جائے"
نوجوان - (بگڑکر) "واہ یہ خوب کہی! اب اتنی دور آئے ہین تو چلے ہی چلنا چاہیے۔ پلٹ جانے سے کیا فائدہ؟"
مہدی - اول تو آپ نے اسکا جواب نہین دیا کہ گاڑی پر نہ چلنے مین آپکے نزدیک کیا مصلحت تھی دوسرے نجابت آپکے دعدے کے وہ مقام جہان آپ مجھے لیے چلتے ہین دور نکلا اب مین جانا ہرگز نہین پسند کرتا آپ نیلبخت کو فٹن مین سوار کرکے میری کوٹھی پر بھیج دیجیے جو کچھ کہنا ہوگا کہہ لیگی۔ مین نہین جاؤنگا"
نوجوان "اب سامنے ہی تو ہے۔ ذرا ہو لیجیے"
مہدی "مین اب ہرگز نہ جاؤنگا"
نوجوان (غصہ کی نگاہ سے) "خیر کیا مضائقہ ہے کچھ سمجھا جائے" اسقدر الفاظ زبان سے نکلا تھا کہ مہدی نے جھپٹ کر زور سے اسکے بازو پکڑ لیے"
نوجوان (چھڑانے کے لیے جھٹکے دیکر) "اچھا آپ جائیے مین جاکر انہین بھیجدونگا"
مہدی "جانا کیسا؟ اب آپ پولیس تشریف لے چلیے۔ یہ کہکر مہدی اُسے تھانے مین لیگیا تھانہ دار کے حوالے کرکے کہنے لگا اس نے ہمارے یہان کمرے مین ایک بڑے لیمپ پر ہاتھ بڑھایا تھا آدمی کی نگاہ پڑگئی اُسنے خود اقرار کرلیا اسلیے ہم اسے پولیس کی حراست مین دیتے ہین تاکہ اسکا چالان کردیا جائے مجسٹریٹ کے یہان ہم پوری شہادت پیش کرسکتے ہین"
پولیس فرخ کے بھائیون کی شرافت اور وجاہت سے خوب واقف تھا لہذا تھانہ دار کو مہدی کی سماعت کرنے کی کسی طرح جرات نہین پڑتی تھی مگر مہدی کی دلائی ہوئی امیدون اور کچھ اسکی قانونی دھمکیون نے اسکو مجبور کردیا تھا آخر پولیس نے فرخ کے اس بدمعاش بھائی کو ماخوذ کیا مہدی تفصیلی رپورٹ لکھواکر مشتاق کے ساتھ اپنی کوٹھی کو واپس آیا۔
اس بلا سے بڑی کامیابی کے ساتھ نجات پاکر مہدی مشتاق کا بڑا

ممنون ہوا جو ایسے نازک وقت مین اُس کے کام آیا مگر اب وہ سخت تشویش مین پڑ گیا۔ جب رات زیادہ آئی۔ کھانے وغیرہ سے فراغت پاکر سہری پر جاکے لیٹ گیا۔ اور اپنے دل مین کہنے لگا اب یہ لوگ اور قسم کی کارروائی پر آمادہ ہوے ہین اگر مجھے اپنی عزت اور جان بچانا ہے تو ہوشیار رہنا چاہیے۔ آج خدا ہی نے بچا لیا مگر انشاء اللہ تعالی اب کسی کے فریب مین نہ آؤنگا۔" آنکھ لگ گئی۔

صبحکو تقریباً آٹھ بجے کوٹھی کے مالک نے مہدی سے آکر ملاقات کی اور کہا "بہت مناسب ہوگا اگر آپ اس کوٹھی سے اُٹھ جائین۔ آپ کا قیام میرے اکثر دوستون کے خلاف ہوا۔"

مہدی (حیرت کے ساتھ) "آپ کے وہ کون دوست ہین جنکو میرا رہنا ناگوار ہے!"

مالک مکان "آپ کو اس سے کیا غرض؟ آپ کا رہنا مجھے نامنظور ہے چلیے فراغت ہوئی۔ وہ کوئی دوست ہون۔"

مہدی "ایسا کبھی نہین ہو سکتا۔ آپ مجھے میرے قابل مکان دیجیے ورنہ تاوقتیکہ مین دوسری کوٹھی نہ مہیا کر لونگا ہرگز نہ اُٹھونگا۔ آپ قانوناً مجھے مجبور نہین کر سکتے۔"

مالک مکان۔ برہم ہوکر "اجی قانون کیسا! ہمارا مکان ہے ہم نہین رہنے دیتے۔"

مہدی (بے پروائی کے ساتھ) "ہم کبھی نہ اُٹھین گے۔ آپ جائیے نالش کیجیے۔"

مالک مکان۔ (سخت غصہ کرکے) "اچھا آپ نہ اُٹھیے! خیر" یہ کہکر چلا گیا۔"

مہدی (مشتاق سے جو سامنے بیٹھا تھا) "یہ سب فرخ کے عزیزون کی شرارتین ہین۔ مین خیال کرتا ہون۔ مجھے بڑی بڑی مصیبتین برداشت کرنا پڑینگی۔"

مشتاق "خیر دیکھا جائیگا ہمین اب خوب سوچ سمجھ کر کسی امر مین جرات کرنا چاہیے ورنہ زک اُٹھانا پڑینگے۔"

ساتوان باب

اندھیری رات ہے اندازاً دس بجا چاہتے ہین۔ چارون طرف تاریکی چھائی ہے ستارے خوب کھلے ہین۔ جگمگاتے ہوے اجرام فلکی کی بہار دیکھنے کے قابل ہے نگاہین اندھیرے مین بھٹکتی پھرتی ہین بڑے گل آسمان کی نگاہ بدسے بچ بچ کر پری رخون کے داغون تک پہنچتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا کی سنسناہٹ کس مستانہ روی کے ساتھ انیوا نے کا دھوکہ دے کے پرشوق نظرون کو تاریکی مین الجھا الجھا کے دور تک بڑھا لیجاتی ہے ارمان کسی کے استقبال کو دل پر آرزو سے نکل کر دہین تک جاتے ہین جہان تک نگاہ شوق لیجاتی ہے ہجران نصیب ابھی سے صبح کا انتظار کرنے لگے ہین مہوشون کے وعدہ دن پر آسرا لگائے بیچین دل کے بہلانے کو کہہ رہے ہین کہ ابھی شام ہی ہے چراغون کی روشنی بہت دور تک شعاع کو اپنے ساتھ لگا لیجاتی ہے پروانے اندھیری رات کی شمع کا جلوہ دیکھ کے بیچین ہو کر دوڑے آتے ہین فتنہ قامتون کی چال معمول سے زیادہ قیامت خیز ہے کیونکہ اندھیرے مین ٹھوکر پر ٹھوکر لگتی ہے تاریکی بہت ہے خدا ہی ہے جو مریدان پیر مے فروش گھر تک پہنچین۔ رات کا وعدہ کرنے والے حوروشون کو نہ آنے کا بہانہ اچھا ہاتھ لگ گیا۔

ایک مختصر خوش قطع کوٹھی کے تین خوبصورت دروازون سے لیمپ کی صاف اور تیز روشنی نکلکر ان چھوٹے چھوٹے نازک ولایتی پھولون کے درختون پر پڑ رہی ہے جو تنگ صحن کے پائین باغ مین لگائے گئے ہین اس کوٹھی مین برآمدہ نہین ہے مگر ایک متوسط کمرے کے علاوہ جو پون پون فٹ کے دو زینون پر چڑھ کے کوٹھی مین داخل ہونے والے کو سب سے پہلے ملتا ہے پشت کی جانب دو اور چھوٹے کمرے ہین۔ جن مین سے ایک خواب کے لیے مخصوص کرلیا ہے اور دوسرے مین

مختلف قسم کا اسباب بے ترتیب پڑا ہے کوٹھی گو اس قدر ہوادار نہین ہے مگر ایسی ہے کہ اوس کے اندر گرمیون کی تپش کا بہت کم اثر پہونچتا ہوگا بڑا آگے کا کمرا کسی قدر آراستہ کرلیا گیا ہے۔ قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اسباب اس کوٹھی مین ہے وہ خاص اس کے واسطے نہین موضوع ہے۔کیونکہ شطرنجی جو اس مین بچھی ہے وہ طول مین تو تھوڑی موڑ دی گئی ہے اور عرض مین چھوٹی پڑنے کے باعث ایک جانب تھوڑی زمین کھلی ہوئی ہے۔چند معمولی کرسیون کے درمیان مین ایک مربع میز ہے جس پر ایکطرف دو دن پیشتر کے پانیر کی ایک کاپی اور کئی اردو اخبار پڑے ہین۔ دوسری جانب دو تین اردو اور انگریزی ناولون کے اوپر چند کاغذات لپٹے ہوئے رکھے ہین جن کے دیکھنے سے خیال جاسکتا ہے کہ کسی مقدمے کے متعلق ہین۔بیرونی دروازے کے سامنے اندر والی دیوار پر ایک بجنے والی گھڑی لگی ہے جس کی کھٹ کھٹاہٹ معمولاً اوس سناٹے کو دفع کیا کرتی ہے جو ہر وقت آدمیون کی کثرت سے رہا کرتا ہے دو آرام کرسیون مین سے ایک عین گھڑی کے نیچے دیوار سے ملی رکھی ہے۔ دوسری اندر کی جانب بیرونی دروازے کے سامنے بائین طرف کو ذرا سا راستہ چھوڑ کر ایسے موقع پر رکھی گئی ہے جہان سے اگر اندھیرا نہ ہوتا تو دور تک دکھائی دیتا۔ اس دوسری آرام کرسی پر بے انتہا فکرون کے نیچے دبا ہوا ایک متحمل اور متین شخص اس وضع سے بیٹھا ہے کہ منتشر خیالات سے بھرا ہوا سر دونون ہاتھون پر رکھا ہوا ہے جنکی گندہ اونگلیان رخسارون سے گزر کر کانون تک پہونچی ہین۔ اسکی نگاہ لیمپ کی روشنی مین نظر آنیوالی چیزون کے دیکھنے کے لیے اوٹھنے کی بہ نسبت کسی معاملہ پر غور کرنے کے لیے جھکا رہنا زیادہ پسند کرتی ہے۔ اس نئی کوٹھی مین اسقدر فکرمندی کے ساتھ بیٹھنے والا مہدی کے سوا کون ہوگا؟

مہدی اسوقت تنہا بیٹھا ہوا ہجوم افکار سے پریشان ہو رہا ہے

اپنے دل میں کہہ رہا ہے "مجھے ہرگز نہین معلوم تھا کہ اس معاملے مین ایسی ایسی دقتین آئینگی - اس شہر مین مین بالکل اجنبی ہون - افسوس کوئی ہمدرد نہین ایک مشتاق ہے گو وہ بڑے عمدہ موقعون پہ میرے کام آیا - مگر اوس کا اثر ہی کیا ہے وہ کیا کرسکتا ہے - فرخ کے بھائی سخت بدمعاش ہین میری جان کے پیچھے پڑ گئے - ایسے لوگون کو اپنی خواہ پرائی کسی کی عزت کا خیال نہین ہوتا شریف آدمیون کو ایسے آوارہ مزاجون سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے - اوس روز ایک کو مین نے پھنسا دیا تھا لیکن خاندان کی وجاہت نے جرمانہ ہی پر نجات دلوا دی - اب وہ اور دشمن ہوگیا ہوگا دونوں شہر کے بدمعاشون اور شہدون کو لگاتے پھرتے ہین - عزت و آبرو کا خدا ہی حافظ ہے - ایک صاحب نے مکان والے ہی کو بہکا دیا لیکن اس مین کیا پیش جا سکتی تھی - سنا ہے فرخ کے دونون چچا اپنے بھتیجے کی گرفتاری کا حال سنکر بہت برہم ہوے - کل مشتاق کی زبانی معلوم ہوا کہ بعض بدمعاش میرے مار ڈالنے کی فکر مین ہین اپنی حفاظت کے لیے اس سے زیادہ کیا سامان کرسکتا ہون کہ مجسٹریٹی مین درخواست دیکر پولیس کے دو جوان اپنے یہان معین کرا لیے ہین - پیشی کا دن آپہونچا - یہان میرا کوئی گواہ نہین - خرچہ داخل کرکے بمبئی سے گواہون کو بلوایا ہے دیکھیے آتے ہین یا نہین آتے خود بھی کئی بار لکھہ چکا ہون -

فرخ کے دولتمند عزیزون نے دے دلاکر عدالت کے کل عملے کو اپنا کرلیا ہے حاکم یورپین ہے کوشش تو بہت کچھہ کی گئی مگر اس وقت اوس کی نسبت کوئی خلاف بات نہین سنی گئی اوسی کی وجہ سے اس وقت تک کچھہ امید بندھتی ہے - روپیہ تو مین نے بھی اپنے مقدور سے زیادہ صرف کیا ہے اگر کچھہ یہان کے گواہ

ہم ہونچ جائین تو زیادہ تقویت ہوجائے اسکے سوا اور کیا ہوسکتا ہے
کہ طمع دے دلاکر دو ایک آدمی مہیا کر لیے جائین مگر مجھسے تو کسی سے
کچھ شناسائی بھی نہین اچھا مشتاق آئے تو اُس سے کہون وہ اسکا سامان
ضرور کردیگا اور غالباً خود بھی گواہی دیدے فرخ سے اور اُس سے اب کوئی
تعلق نہین رہا فرخ بھی اُس سے بدگمان ہوگیا ہے اور اس نے بھی فرخ
کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ خوشامدی آدمی ہے کچھ طمع دلاؤنگا راضی ہوجائیگا
مولوی بشیرالدین صاحب بے شک لائق اور شریف آدمی ہین بڑی نیک نیتی
سے میرا کام کر رہے ہین۔ فرخ کے عزیزون نے انھین بھی بھڑکانا
چاہا تھا مگر وہ کب ایسے فقرون مین آئے ہین مین اُنکا بہت ممنون ''
(رات کے باعث صورت تو نہین دکھلائی دی مگر کسی کے پیرون کی
چاپ سنکر بآواز بلند) ''کون؟ مشتاق؟''

مشتاق ''حکم''

مہدی ''خوب آئے بھئی تمھین کو یاد کر رہا تھا آؤ بیٹھو''

مشتاق ''(ایک کرسی مہدی کے قریب کھینچ کے بیٹھ کر نہایت
متوحش صورت سے) اب تو بہت ہی ڈر کی باتین سننے مین آتی ہین۔ یہ
سُنا ہے کہ آج تڑکے کئی آدمی لبغل مین چھریان دبائے کوٹھی کے
آس پاس اس تاک مین پھر رہے تھے۔ پہرے والے ہوشیار تھے
اندر آنے کا موقع نہین ملا اور صبح کو بالوس پلٹ گئے''

مہدی ۔(چہرے پر یک بیک ظاہر ہونے والے خوف کو زبردستی کی ہنسی
سے چھپا کر) خدا نگہبان ہے۔ پہرے والون کو ذرا اور تاکید کردی جائیگی
خیر یہ تو سب ہو رہیگا اصل مین تو مقدمہ کی فکر کرنا چاہیے تم سے
ایک مطلب ہے''

مشتاق ''خدا کے لیے جلد کہیے اب تو ہم آپ ہی کے ہین فرخ
سے کوئی واسطہ نہین رہا ہے''

مہدی (مشتاق کی طرف وزرا جھک کے نیچی آواز سے) بھئی سے اسوقت

تک کوئی گواہ نہین آیا اور آئے بھی تو یہان کے لوگون مین سے دو ایک گواہون کا ہونا ضرور ہے مین خیال کرتا ہون کہ ایک تو تم گواہی دیدو اور دو ایک آدمیون کو اور ٹھہرا دو جو کچھ کہو گے انھین دیدیا جائے گا اور تمھارے لیے تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہین۔"

مشتاق (صفائی کے ساتھ) "کچھ مضائقہ نہین کوئی جھوٹ بات ہے سچ کے کہنے مین حجاب ہی کا ہے کا۔ جتنے گواہ کہوگے۔ موجود ہو جائینگے کوئی گھبرانے کی بات نہین۔"

مھدی "بہتر" کہکر (کھانا پہلے ہی کھا چکا تھا) مسہری پر گیا۔ مشتاق بھی ضرورتون سے فراغت کرکے ایک چارپائی پر لیٹ رہا۔

کچھ رات رہے مھدی کے گواہ بمبئی سے آگئے۔ جن کو مھدی نے بڑے تپاک کے ساتھ کوٹھی مین اُتارا اور ساری سرگذشت بیان کی

گواہ (متفق اللفظ ہوکر) "کچھ پروا نہین دیکھا جائیگا۔"

مھدی کا یہ وقت نہایت لطف و آرام مین گذرا گواہون کے پہنچ جانے سے مقدمہ کی نسبت تھوڑا بہت اطمینان ہو گیا تھا بمبئی چھوٹنے کے بعد اس کو خلوص کی صحبت بھی نہین نصیب ہوئی تھی بمبئی کے لوگ اس کے یاران وطن تھے۔ جو لطف اُسے اُن کی صحبت سے حاصل ہوا وہ شاید سفر کی بہت کم صحبتون مین حاصل ہوسکتا تھا ایک نہایت ہی دلچسپ مہمانداری مین یہ مبارک دن تمام ہوا۔

اس پیاری شام کو جو بہت مشکل سے شام غریبان کہی جا سکتی تھی مشتاق دہلی کے تین معمولی حیثیت کے آدمی لے آیا۔ یہ لوگ فرخ کے باپ کے اکثر حالات سے اس قدر واقف تھے کہ گواہی مین بگڑنے کا خوف اُن سے بہت کم کیا جاسکتا تھا۔ ان لوگون نے مھدی کے مقدمے کی نوعیت بخوبی دریافت کرکے اپنے مضبوط وعدے سے اُسکو گواہی دینے کا پورا اطمینان دلایا۔

مھدی "وہ آپ لوگون سے تو بیشک اُمید ہے کہ اپنے نا انصاف ہم وطنون

کی ہمدردی کی نسبت انصاف پسندی کو زیادہ ترجیح دین گے لیکن مین نہین سمجھہ سکتا کہ فرخ سنے بڑے چچا جن کی نسبت ایمانداری کا لفظ بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب مذہبی مقدس کتاب قرآن اُن کے ہاتھ دے دی جائے گی اوس وقت ایک پیرانہ سالی کی بے ایمانی سے جان بوجھکر میری واجبی حقوق کے مٹا دینے کی کس طرح جرات کرین گے۔ اجنبی ادنیٰ کی ایمان داری سُنی جاتی ہے اگر وہ صحیح ہے تو شاید کبھی اون سے ایسا نہ ہوگا"

مشتاق۔ (کسی قدر استہزا کے ساتھ) "واہ اب کا حال ہے پوچھیے۔ پرسون فرخ کی کوٹھی پر اون کے سامنے اس کی گفتگو چھیڑی تھی پہلے وہ شہادت سے انکار کرتے تھے مگر آخر اون کی ترغیب سے کہنے لگے اور صاف کہہ دین گے کہ ہمارے مرحوم بھائی نے کوئی اور شادی نہین کی تھی" کیا آپ کو نہین معلوم کہ یہان کے شرفا کو خاندانی معاملات مین حلف اوٹھا کر جھوٹ کہدینا بھی گوارا ہوتا ہے"

مہدی۔ (حیرت سے) "اوہ! حلف! حلف اوٹھایا کرین۔

مشتاق کا بمبی کا ایک گواہ" اوہ! حلف! حلف اٹھایا کرین ہمارا کچھہ نہین بگاڑ سکتے"

رات زیادہ گزر گئی۔ مہدی نے اون گواہون کو جو مشتاق کے ہمراہ آئے تھے بہت کچھہ اُمیدین دلا کر رخصت کیا۔ اپنے ہموطن معزز مہمانون کو پُر تکلف کھانا کھلایا۔ چاے وغیرہ سے فراغت کر کے جب سب اپنے اپنے بچھونے پر گئے تو مہدی بھی مسہری پر گیا آج ذرا سویرے ہی مہدی کی آنکھہ لگ گئی۔ کیونکہ اس قدر اطمینان جتنا آج ہے دہلی مین کسی روز اُسے نصیب نہین ہوا تھا۔

صبح گواہون کو لیکر مہدی پہلے اپنے لائق وکیل مولوی بشیر الدین

صاحب بہادر کے یہان گیا اور تہوڑی دیر کے بعد اون کو ساتھ لیکر عدالت مین پہونچا - جہان اُس کی دشمن جماعت کی غصہ بہری آنکھین اور اسکے مختصر ساتہیون پر بہت تیزی کے ساتھ پڑ رہی تھین - گیارہ بجے مقدمہ شروع ہوا - فرخ کی جانب سے صرف اوسکے دونون چچا باقی تھے اور سب گواہ پہلی ہی پیشیون مین گزر چکے تھے - دونون کے بعد مہدی کے گواہونکا اظہار شروع ہوا - شام تک صرف تین گواہون کے علاوہ سب گزر گئے - اسکے گواہون مین کوئی ایسا نہین بگڑا جس کا اثر مقدمہ پر پڑ سکتا - اس کے بعد والی پیشی مین وہ گواہ بہی عمدہ طور پر گزرین گے اور وکیلون کی اسپیچین بہی ہوگئین اور حکم سُنائے جانے کی تاریخ بہی مقرر کردی گئی - جسکو بندرہ روز باقی تہے مولوی بشیر الدین - (عدالت سے باہر نکلکر مہدی کی جانب ایک مسرت کے ساتھ دیکھکر) "آپ ضرور کامیاب ہون گے - حاکم کے چہرے اور طرز کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ آپ کے دعوے کو سچا جانتا ہے جب فرخ کے چچانے اس سے پہلی پیشی مین قرآن اوٹھایا تہا اوس وقت لوگون کی نگاہون سے تو وہ پہچان ہی گیا تہا کہ یہ جھوٹا قرآن اوٹھا رہا ہے بلکہ اوسکے بعد فرخ کے چچا کو اوسنے بڑی ذلت کی نگاہ سے دیکھا تہا مگر آج کی پیشی مین بہی اوس کے کلام سے کئی بار ثابت ہوا کہ آپ کے نسبت اوسکے خیالات اچھے ہین - فرخ کو ایک قسم کا کھٹکا ہوگیا ہے - واقعی بڑا نیک نیت حاکم ہے"

مہدی - "اُمید تو ہے اب آگے خدا کے ہاتہ ہے"

حکم سُنائے جانے تک مہدی اپنی جان کو بمشکل بچا سکا - اوسکی جان کے خواہان ہر وقت موقع ڈہونڈہتے رہتے تھے کئی مرتبہ اونکے ہاتہون مین پڑکر بچا - ایک دفعہ بارہ بجے رات کو کوئی شخص ہاتہ مین تلوار لیے کوٹھی کے دروازے پر کھڑا اندر جانے کی فکر کر رہا تہا کہ زینہ پر پاؤن پھسل گیا - جس کی آہٹ پاتے ہی لوگ جاگ پڑے اور وہ پُہرتی کے ساتھ نکل بہاگا -

تاریخ معینہ پر حکم سنایا گیا جو فرخ کے لیے اسی قدر حسرت پیدا کرنے والا تھا۔ جس قدر مہدی کو اُس سے خوشی ہوئی۔ مہدی کو اُسکا حق دلایا گیا اور پورے دعوے مین ڈگری ملی۔ مہدی نے اس مقدمے مین کامیابی کیا حاصل کی یون کہنا چاہیے کہ ایک اعلے درجہ کے استقلال کے ساتھ اپنی جان بچالی اب تمام دشمن جماعت کے رُخ ڈھیلے ہو گئے۔ فرخ سست پڑ گیا اور مہدی ڈگری جاری کرانے کے لیے معمولی مدت کے گذرنے کا انتظار کرنے لگا۔

آٹھوان باب

برسات کی نکھری شام ہے۔ آسمان پر گرد وغبار کا کہین نام نہین سیاہ بادلون کے چھوٹے ٹکڑے پھیلے ہین جنکے درمیان سے جگہ جگہ آسمان کا صاف اور کھلتا ہوا رنگ نظر آرہا ہے۔ معمول سے بڑھی ہوئی تازگی بتا رہی ہے کہ کوئی ابر کا ٹکڑا برس کے نکل گیا ہے۔ مینھ نے درختون کا سبز لباس دھو دیا ہے جنکی ہری ہری پتیون پر شفق کی ساعت بساعت بڑھنے والی چمکتی ہوئی زردی کی جھلک کیفیت دکھا رہی ہے ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے برسات منانے والے بادہ کشون کی لغزش کے ساتھ جوانان چمن کا ایک مستانہ ادا سے جھوم جانا ارمان بھرے دلون کو بیچین کیے دیتا ہے۔ باد صبا کی مستانہ چھیڑ چھاڑ سے سبزہ رنگان باغ شفق کا سمان دیکھنے کے لیے کوٹھون پر چڑھنے والی پیاری صورتون کے گلے مین ڈالنے کے شوق مین از خود رفتہ ہو کر اپنی پر آرزو بانہین بڑھا بڑھا کے اور پھیلا کے رہ جاتے ہین بجلی کو کسی خوف ہو کر سہم جانے والے چہرے کی خوفناکی کی ادا ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ وہ رہ رہ کر چمک رہی ہے۔ چڑھی ہوئی جمنا کے بہاؤ کا بادہ کشی کے حوصلے بڑھانے والا لطف پہلے ہی دعدین بوتل خالی کرنے والون پر ستم ڈھا رہا ہے لہراتی ہوئی موجین لطف باران سے بدمست ہو ہو کر رہین گے اُن

خوشنما لبون کو مزہ لے لیکے چوستی جاتی ہین جن پر ابھی تک مینھ کے پانی کی تری باقی ہے۔ ہاے اس ہوشربا عالم سے لطف اوٹھانے والا نہین معلوم ہوتا ایک فرخ ہے تو دل کی پریشانی سلے یہ دماغ کہان کہ ادہر متوجہ ہو۔

فرخ اپنی پُر فضا کوٹھی کے باہر اوس پشتہ پر جو دریا اور کوٹھی کے درمیان ہے۔ ایک کُرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ دیوارون کی سفیدی پر شفق کا شنہرا شام کی ہلکی سیاہی مین ملا ہوا رنگ دو وقتون کے ملنے کو آنکھون سے دکھا دیتا ہے۔ فرخ کا انتہا سے زیادہ شکستہ دلی کی کیفیت دکھانیوالا چہرہ آج جس قدر افسردہ نظر پڑتا ہے اوس قدر کبھی نہ تھا۔ اوس کا سر فکر کی ڈراونی خیالی صورتون سے ڈر کر خود اوسی کے سینے سے لپٹنے کے لیے چلا ہے جسکی کُہنی بائین زانون پر ہے اپنی ہتھیلی پر روک لیا ہے جو اوسکی پیشانی کو گود مین چھپائے ہوے ہے۔ فرخ دلمین کہہ رہا ہے "سخت ندامت ہوئی"۔

مہدی کو پوری ڈگری مل گئی۔ اب وہ جاری ہی کروا دے گا۔ حاکم نے فیصلہ ایسا لکھا ہے کہ اوس مین کلام کی بالکل گنجائش نہین۔ اپیل کرنیکو تو کرون۔ مگر جب کچھہ امید بھی ہو۔ چچا اپیل کرنے پر اصرار کر رہے ہین والدہ بھی انکی راے کے موافق اپیل ہی کے لیے تاکید کرتی ہین۔ مگر روپیہ خراب کرنے کے سوا کوئی نتیجہ نہین۔ اس معاملہ مین ہر طرح مجھے ناکامی ہوئی۔ میرے بہائیون نے مہدی کی جان لینے تک مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھی لیکن ہر بار زک پائی ایک مرتبہ ایک بھائی ہی پہنس گیا تھا بہت کچھہ روپیہ خرچ ہوا تب جاکے وہ کہین چھوٹ سکا۔ اگرچہ اب تک وہ لوگ اس کی فکر مین ہین۔ لیکن مہدی اب ہوشیار رہتا ہے۔ ہماری کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی خالی مجکو نہین مہدی نے تمام خاندان کو زک دی حقیقت مین وہ بڑا مستقل مزاج اور متین شخص ہے۔ اس تنہائی کی حالت مین ایک ایسے معزز اور پُر جوش خاندان کا مقابلہ کرنا اوسی کا کام تہا۔ ڈگری اوسے مل گئی ہے۔ میری کوٹھی مین قرقی آئے گی۔

میری گرفتاری کے لیے وارنٹ جاری ہوگا کہاں کہاں چھپا پھرونگا سُنا ہے ترقی ہی کی درخواست دی جائے گی میرے بہائی ان سب مصیبتوں سے محفوظ رہینگے۔ وہ عدالت مین دیوالیے ثابت ہو چکے ہین۔ اور میرے پاس کیا ہے اس کوٹھی مین جو کچہ ہے بس یہی ہے۔ مگر بے عزتی کتنی بڑی ہے مہاجنون نے بارہا مجھ پر ڈگری پائی مگر میرے وعدون اور اخلاق کی وجہ سے کبھی جاری ہونے کی نہین نوبت آئی۔ میری جانب سے حمدی کے ساتھہ وہ بدسلوکیان کی گئی ہین کہ اوسے ذرا بھی مروت نہوگی میرے نزدیک تو بہتر ہے کہ مین اوسے ملا لون وہ بے شک حقدار ہے۔ شرعاً کوئی اوسکا حق مٹا نہین سکتا۔ عدالت سے البتہ امید تھی کہ شاید غلطی مین پڑکر اوسکو حیثیت سے محروم رکھے وہان کچہ نہ ہوا۔ مجھے تو اوسکے حقوق اور دلانا چاہیے تھے۔ افسوس! اس سے پہلے مین کیون نہ سمجھا۔ ایسی سخت ندامت کے بعد ذلت کے ساتھ ملا تو کیا اعمل تو یہ ان سے کہ جس قسم کا ظلم مین نے اوس پر کرنا چاہا تہا وہ میرے علم اور میرے خیالات کے بالکل خلاف تھا۔ مگر خدا جانے اب وہ ملنا پسند کرے گا کہ نہین۔ مجھہ سے وہ کھٹکتا ضرور ہے اسکو بھی کوئی فریب ضرور سمجھے گا۔ لیکن مین ہر طرح اطمینان دلانے کی کوشش کرونگا۔ مجھے ضرور اوس سے ملجانا چاہیے۔ اچھا آؤ ایکدفعہ اپنی مان کو اور سمجھاؤن۔ مگر اُنکے مزاج سے کبھی اُمید نہین کہ وہ راضی ہون۔" یہ خیال کرکے فرخ محلسرا مین گیا۔

مان۔ (اوسکی پژمردہ صورت دیکھکر) بیٹا تم ایسے پریشان کیون ہو حمدی کو تو ڈگری مل گئی ملجانے دو وہ کیا کرلیگا؟

فرخ۔ (نیچی اور پست آواز سے) مین تو کئی دفعہ عرض کرچکا ہون اور پھر عرض کرتا ہون کہ آپ مجھے حمدی سے ملجانے کی اجازت دیجیے۔ بلکہ مناسب ہو اگر ہم اُسکے حقوق ادا کرنے کی کوشش کردین آخر اس مین قباحت ہی کیا ہے؟"

مان۔ (بہت برہم ہوکر) "یہ کبھی نہوگا۔ وہ ہے کون؟ تجھکو بہکا کسنے دیا؟ آخر معلوم

تو ہوا پیل کرنے کو کہتی ہون تو اوس سے بہی انکار کرتا ہی چچا اور سب عزیز یہی کہتے ہین مگر اونکی بہی نہین سماعت کرتا۔ یون ملنے ہی کو جی چاہتا ہے تو جا ہل جا۔ میری جوتی سے آپ ہی خراب ہوگا مگر اتنا جان لے جس روز وہ موا اوس کوٹھی مین آیا پھر مین یہان قدم نرکہونگی حاشا امین اسکے آنے سے ہرگز راضی نہین ؀

فرخ۔ آپ تو سمجھتی نہین ہین۔ مین تمام وکیلون سے رائے لیچکا کسیکے نزدیک اپیل کرنا مناسب نہین۔ اپیل تو سو دفعہ کرون مگر مقدمہ مین کچہ جان بہی تو ہو ؀

ماں۔ (آزردگی سے) جو چاہو کرو۔ پھر مجہہ سے پوچھنے کی کون ضرورت ہے ؟ ؀

فرخ باہر آیا۔ گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ کوٹھی مین جاکر کپڑے پہنے میز پہ ہاتھ ٹیک کر کہڑا دل مین کچہ سوچ رہا تہا کہ آدمی نے آکر کہا کہ گاڑی تیار ہے آؤ اسی وقت مہدی سے ملون سب مجہے امید ہے کہ وہ بہت جلد راضی ہو جائیگا (کوچمین سے پکار کر کہا) مہدی کے وہان چلو۔ جامع مسجد کے اوتر جانب جو سڑک نئی گئی ہے اسپر جاتے جاتے جہان پر دا ہنی طرف کو راستہ موڑا ہے بس اسی نکڑ پر جو کوٹھی ہے اس مین رہتے ہین ؀

کوچمین ؎ بہت خوب ؀

فرخ۔ (دل مین) دیکہون اُس سے کیا باتین ہوتی ہین۔ اور کیسے ملتا ہے! ابن بڑے تو دو ہی چار روز مین اوسے اپنے وہان اوٹہا لاؤن۔ والدہ ناراض ہون گی اسکو مین کیا کرون ؟ مگر اُس امر سے تمام خاندان جیسا آج مہدی کا دشمن ہے ویسا ہی میرا دشمن ہو جائے گا لیکن مہدی کی معیت مین مین ان سب باتون کو رفع کرسکون گا وہ بہت بڑا مدبر آدمی ؀

گاڑی مہدی کے وہان پہونچ گئی۔ فرخ اُتر کر کوٹھی کے اندر گیا مہدی صورت دیکہتے ہی خندہ پیشانی کے ساتہ اوٹہ کہڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر بڑے اخلاق سے بٹہایا۔

مہدی۔ (مسرت کے ساتھ) "آپ کے یہان آنیسے جیسی آپ کی

صاف باطنی قیاس کی جاسکتی ہے خدا کرے اسی صاف باطنی سے آپ تشریف لائے ہوں۔"

فرخ خوش ہو کر فی الحقیقت آپ کے اس جملے سے میری اس صاف باطنی کی پوری داد ملتی ہے جو مجھے اس مکان تک لے آئی۔" فرخ کا باوجود خاندانی مخالفت اور اسقدر طول رنجش کے ایسی صفائی کے ساتھ مہدی کے پاس چلے آنا ہندوستانی خاندانوں کے عام طریقے کے بالکل خلاف تھا مگر فرخ کی عمدہ تعلیم اسے لے آئی اور مہدی کی شائستگی نے اس کے آنے کی داد دی ڈیڑھ گھنٹے کی پرائیوٹ صحبت کے بعد فرخ رخصت ہو کر واپس گیا فرخ یہاں سے اٹھ کر پہلے اپنے بڑے چچا کے وہاں گیا جہاں اس نے مہدی سے ملجانیکا معاملہ ایک مرتبہ اور اپنے خاندان کے بڑے بزرگ کے سامنے پیش کیا۔ پھر دوسرے چچا کے وہاں بھی جا کر اس امر کی تحریک کی مگر دونوں جگہ ناکامی ہوئی جسوقت وہ اپنی کوٹھی پر پہنچا تھا اس وقت باوجود اسکے کہ تمام خاندان میں ایک اسکی موافقت سے بھی مایوسی ہو گئی تھی اسکا ارادہ زیادہ مضبوط ہو چکا تھا۔

فرخ کے جانے کے بعد مہدی نے اپنے دوست مشتاق سے رائے لینے کے لیے اسکی جانب دیکھ کر کہا "آج فرخ آئے تھے۔ ہاں تم تو بیٹھے ہی ہوئے تھے۔ الگ لیجا کر ایک بڑی تمہید کے بعد مجھ سے کہنے لگے:۔

اب ہم آپ موافقت کر کے ایک سچے خلوص کے ساتھ یکجا بسر کریں تو اچھا ہے میرا تمام خاندان اگرچہ میری اس رائے کے خلاف ہے بلکہ دشمن ہونے کی دھمکیاں دیتا ہے مگر مجھے کسی کی پروا نہیں والدہ بھی سخت برہم ہیں مگر جب غصہ فرو ہو نے لگے گا رفتہ رفتہ راضی ہو جائینگی اب میں آپ کے حقوق دلوانے اور آپکو خاندان میں شریک کر لینے میں یہانتک کوشش کرونگا اور اپنی سوشیل زندگی آپ کی سوشیل زندگی سے یہانتک ملادونگا کہ اگر میرے کچھ حقوق ہونگے تو آپ کے بھی ہونگے اور میں ہی اپنے حقوق سے محروم رہا تو آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ بہتر یہی ہے کہ آپ میری کوٹھی میں اٹھ

چلیئن ابھی سے اپنی والدہ کو بھی بلوا لیجیے! کیون اسبارے مین تمھاری کیا رائے ہے؟ مین تو فرخ کی موافقت ضروری اور بہتر سمجھتا ہون اول تو فرخ یقیناً نیک نیتی سے کہتے ہین دوسرے مجھے اپنی خواہشون مین پورے طور پر کامیاب ہونیکا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہم پہونچ سکتا"

مشتاق۔ (دل مین) "یہ بُری ہوئی۔ اگر دونون مل گئے تو مین کہین کا نہ رہا" (ظاہر) بھئی میری تو رائے اسکے خلاف ہی۔ یہ تمام خاندان اپنا دشمن ہو رہا ہی۔ فرخ سے دوستی کی اُمید رکھنا بالکل عقل کے خلاف ہے"

مہدی "نہین نہین۔ فرخ کا مزاج پہچان لینے مین مجھے اچھی طرح کامیابی ہوئی ہی وہ کبھی بُرا آدمی نہین ہے۔ بہت صاف باطن شخص ہے"

مشتاق "یہ حقیقت اور خاندان کے معاملات ہین کئی پشتون تک تو کدورت جاتی نہین ہے۔ جی کہین ان فقرون مین آنہ جائیگا"

مہدی "خیر جو کچھ ہو۔ فرخ کی تقریر ایسی موثر تھی کہ اس بات مین مین تمھاری مخالفت کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہون۔ مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا"

تین چار روز کے بعد فرخ پھر آیا اور بہت اصرار کر کے مہدی کو اپنے یہان اُٹھا لے گیا فرخ نے یہ اتنی بڑی جرأت کی تھی جس سے زیادہ کی ہندوستانی نوجوانون سے ابھی ہرگز امید نہین کیجا سکتی مہدی کے کوٹھی مین داخل ہوتے ہی فرخ کی ماں نے تمام محلسرا مین کہرام مچا دیا اور رو پیٹ کر فنس مین سوار ہو کے اپنے بڑے بیٹے کے وہان چلی گئی جاتے وقت وہ تین بڑے صندوقچے ساتھ لیتی گئی جنمین بعض جڑاؤ نہایت بیش قیمت زیور اور جواہرات تھے۔ فرخ کی ماں ان صندوقچون کو یہان بھی ہر وقت اپنی حفاظت مین رکھا کرتی تھی اور جاتے وقت بھی ساتھ لے گئی کیونکہ اسکی دولتمندی کا اعلے درجے کا سرمایہ انھین صندوقچون مین تھا فرخ کی ماں کے جانے سے لوگون مین سخت جوش پیدا ہو گیا اور تمام اعزا و اقربا فرخ کے اُس سے زیادہ دشمن ہو گئے جتنے کہ اسوقت سے پیشتر

مہدی کے تھے سگے بھائی اسی کی جان کے دشمن ہو گئے۔ فرخ کو زندگی دشوار ہو گئی لیکن اگر وہ تنہا ہوتا تو کبھی ایسی شدید مخالفت کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ اس بارے مین اوسے مہدی سے بہت کچھ مدد ملی کیونکہ وہ ایسے معاملات مین بڑا تجربہ کار ہو چکا تہا فرخ نے باوجود اس قدر مان کی ناراضی کے اُس مان سے ملنا نہین چھوڑا۔ وہ دوسرے تیسرے مان کی خدمت مین ضرور ہو آتا تہا۔ گو مان اس سے بات نہین کرتی تہی حتی کہ اوس کی طرف سے مُنہ پھیر لیتی تھی۔ مگر فرخ نے کبھی اسکا خیال نہین کیا۔ لیکن آخر جب ڈیوڑھی پر پہرہ والون کے ذریعے سے روک کی گئی تب مجبور ہو کر فرخ نے وہان جانا چھوڑ دیا۔ چند روز کے بعد مہدی بمبئی گیا اور اپنی مان کو مع تمام گھر گرستی کے سامان اور دولت کے دہلی مین لے آیا۔ مہدی اور فرخ کی دو پُر خوف جانین اپنی حفاظت کے سامانون کے ساتھہ خاندان کے مخالفانہ حملون سے بچ بچکر اوسی کوٹھی مین رہنے لگین جو جمنا کے کنارے تہی اور فرخ کی مان کے اُٹھہ جانے کے بعد (جو اب اپنے بڑے جیٹھ کے گھر مین بسر کرتی تہی) اُس عالیشان محلسرا مین مہدی کی مان فارغ البالی کے ساتھ زندگی گزارنے لگی۔

نوان باب

ہان۔ ہان! لینا۔ لینا۔

"خبردار جانے نہ پائے۔ مین بہی آپہونچا" دوڑنا۔ دوڑنا! (کسی کے پانی مین کودنے کی آواز سُنکر)۔

"این! افسوس دریا مین کود پڑا"

(لہجہ بدلکر) "سوچتے کیا ہو کود پڑو لُنگی باندھ کے"

"اجی اب وہ ہاتھہ لگ چکا۔ تیر کے نکل جائے گا۔ پچھلی رات کا وقت تہا۔ دُنیا شہر خموشان ہو رہی تہی۔ بیداران شب ہجران کی دردناک آوازین سناٹے مین گونج گونج کر بہت دور تک پہونچتی تہین۔ چاند کی پچھلی تاریخین

تھین۔ زوال ماہ کا درمیانی زمانہ تھا۔ آخر شب کی چاندنی نکھرے
رنگ کا لطف خوب کھل کھل کر دکھا رہی تھی۔ گستاخ ہاتھون کے جگائے
ہوے سیم تنون کے پچھلی رات کے سونے کی ادا چاندنی مین
دیکھنے کے قابل تھی سب کی آنکھہ تو دیر ہی سے لگ چکی تھی۔ مگر اب
وہ آنکھین بھی جھکی پڑتی تھین جو کسی کے انتظار مین کھلے کھلے کھٹکنے
لگی تھین۔ ستارے بھی تین پہر تک حیرت کے ساتھہ دنیا کی
دلچسپیون کو دیکھتے دیکھتے غرور حسن سے جھپک جانے والی آنکھون
کی طرح جھلملانے لگے تھے۔ اور خود رفتگی کے عالم یاد دلانے
والے سکوت مین برقندازون کی ڈراونی صدائین اور خواب
پریشان والون کی بھرائی ہوئی آوازین گھڑیالی کو چونکا کر
بستر غم پر کروٹین بدلنے والون کی مشکل آسان کرانے کی
کوشش کر رہی تھین۔ فرخ اپنی پُر فضا کوٹھی مین سو رہا تھا۔
مہدی اوس محلسرا مین تھا جو پہلے اوس کے باپ کی خاندانی
بی بی سے آباد تھی کیونکہ اب اوس مین اوس کی مان رہتی تھی چارون
طرف سناٹا تھا۔ نوکر چاکر خواب غفلت کے ہاتھہ بک چکے تھے
مشتاق جسے مہدی کی سفارش سے پھر اس کوٹھی مین آنا نصیب
ہوا تھا بڑے کمرے کے سامنے والے برآمدے مین ایک
چارپائی پر پڑا خراٹے لے رہا تھا۔ کسی غیر معمولی آہٹ کے
باعث اوس کی آنکھہ کھل گئی۔ ایک بے وقت کمرے مین داخل
ہونے والے کی جھلک نظر پڑی۔ مشتاق کسی قدر خوف زدہ اور متحیر
ہوکر دھڑکتے ہوے دل کے ساتھہ جھٹ پٹ اٹھ کر دروازے
پر پہونچکر معلوم ہوا کہ کوئی موٹا تازہ اور برہنہ شخص جو صرف جانگھیا
پہنے ہے ننگی تلوار ہاتھہ مین لیے اوس کمرے مین جانے کے ارادے
مین ہے جہان فرخ سو رہا ہے گو مشتاق کو اوس کی وضع دیکھہ کر
آگے قدم بڑھانے کی جرات نہین پڑی مگر وہ مشتاق کی آہٹ پاتے ہی

گھبرا کر اس طرح بھاگا کہ ایک کرسی کی سخت چوٹ کھا کر لڑکھڑاتا ہوا آگے
بڑھا تو میز کے پائے کی ٹھوکر لگی جلد جلد لنگڑاتا ہوا دروازے پر
پہونچا۔ وہان بہت زور سے ایک پٹ کی (جو بھیڑا ہوا تھا) ٹکر
کھا کر اپنے ہی زور مین ذرا پیچھے ہٹا تو پردے مین الجھ کر
ایسا گرا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور خود بڑی پھرتی سے اوٹھکے
اپنے تئین سنبھالکر اوس دروازے سے باہر نکل گیا جو دریا کی جانب
واقع تھا۔ مشتاق پہلے ڈر کے مارے کھڑا دیکھتا رہا۔ مگر جب اوسکو
نکلتے دیکھا بے تحاشا چلا اوٹھا "ہان۔ ہان! لینا۔ لینا!" جس کی
آواز سنتے ہی فرخ نے آواز دی پھر سب لوگ دوڑ پڑے۔ لیکن جب
تک دوڑین دوڑین وہ کسی طرف راستہ پاکر دریا مین کود پڑا اور غوطہ
لگا کر پانی کے اندر ہی اندر خدا جانے کدہر بھاگ گیا۔ یہ شور و غل سنکے
مہدی بھی گھبرا کر محل سرا سے نکل آیا۔ سب طرف بخوبی تلاش
کر چکنے کے بعد جب کہین پتہ نہ لگا تو سب کوٹھی مین آکر بیٹھ گئے۔

مہدی۔ (استعجاب کے ساتھ) "یہ ہوا کیا؟ آخر کون تھا؟ مین تو نیند مین
غافل تھا۔ شور سنتے ہی چونک پڑا۔

فرخ۔ "اور مین بھی تو سوتا تھا" (مشتاق کی طرف دیکھکر) "اونہون نے
غل مچایا جب تک آؤن آؤن بھاگ گیا۔ پھر پانی مین کودنے کی
آواز سنائی پڑی۔ دریا کے کنارے جاکے دیکھا مگر کسی کا پتہ
نہ لگا (لہجہ بدلکر) "بھئی یہ نئی بات ہوئی ہے۔ اس کوٹھی مین آجتک
کبھی ایسا نہین ہوا پہرہ پھاٹک پر موجود اور چور کوٹھی کے اندر پہونچ
جائے۔ واقعی بڑی جرأت کی" (ایک حیرت کی مسکراہٹ کے ساتھ)
"ہین! کچھ جو سمجھ مین آتا ہو گیا معاملہ تھا بہر تقدیر اب چورون سے
احتیاط کرنا پڑی"

مشتاق۔ "اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ یہ چور کا کام نہین ہے۔ آپنے

تو دیکھا ہی نہین - آپ کیا سمجھین - مجھ سے پوچھیے ؟ آنکھ جو کھُلی تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک کالا کالا اسٹنڈا آدمی کمرے مین جا رہا ہے"

فرخ - (بات کاٹ کر) "کس کمرے مین"

مشتاق "یہی جس مین آپ بیٹھے ہین - بس مین گھبرا کر اوٹھا - دروازے پر پہونچکر صورت جو دیکھی تو جان نکل گئی - ننگ دھڑنگ جانگھیا پہنے آپ کی خواب گاہ کے کمرے کی طرف جا رہا ہے - لیمپ پہلے ہی گل کر دیا تھا - لیکن دروازہ کھُلا تھا باہر کی روشنی کا عکس جو پڑا تو وہ ننگی تلوار جو اوس کے ہاتھ مین تھی چمکی - اور یہان یقین جانیے گا کہ روئین کھڑے ہو گئے - میری آہٹ پاتے ہی ڈر کے ایسا بدحواس بھاگا کہ کرسی اور میز مین اولجھ کر گرتے گرتے بچا - پھر سامنے کے دروازے کی ٹکر کھائی اور پھرتی کے ساتھ دریا کی طرف نکل گیا - اوسے بھاگتے دیکھکر مین نے غل کیا تب اور لوگ بھی جاگ پڑے چور کہین تلوارین چمکاتے ہین - ہو نہ ہو کوئی دشمن ہو"

(مہدی کی طرف اشارہ کر کے) "اون سے پوچھیے بہت بھگت چکے ہین"

(پھر فرخ کی طرف دیکھ کر) "اب خدا کے لیے ہوشیار رہیے گا - اس طرح بے خوف نہ سویا کیجیے"

مہدی "سچ کہتے ہو - ہم ایسی بہت باتین دیکھ چکے ہین - ہمارا تو ڈر نکل گیا - مگر کچھ ڈر نہین خدا حافظ ہے" (فرخ کی جانب دیکھ کر) "آپ کے خاندان نے بہت کچھ سکھا دیا اس بارے مین تو ہم آپ کے ممنون ہین"

فرخ - (شرمندگی کے ساتھ بات کاٹ کر) "خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا - مگر آپ کو مین اپنا ایسا عزیز سمجھتا ہون کہ آپ کی زبان سے خاندان کو صرف اپنی ہی طرف منسوب سُنکر مجھے رنج ہوتا ہے - مجھے اُمید ہے کہ اس خاندان کو آپ اپنا اور میرا دونون کا نا مہربان کینہ خیال کرینگے -

مہدی - (مسرت کی ندامت کے ساتھ) "مین آپ سے اس غلطی کی معافی

چاہ کر خدا سے دعا مانگتا ہون کہ وہ اس یکجہتی کو ہمیشہ قائم رکھے"۔ (ذرا سوچکر) "آپ کو ان باتون سے خوف نہ کرنا چاہیے۔ غنیمت سمجھیے کہ آپ کے نہین! نہین! توبہ! ہمارے دشمن اس بے وقوفی سے دشمنی کرتے ہین خدا نہ کرے کہ وہ عقلمندی کے ساتھہ دشمنی کرنے لگین۔ ہان اوس صورت مین البتہ خوف ہے اور اس طرح تو خدا کے فضل سے ہمیشہ ہم بچتے ہی رہین گے بلکہ اونہین کو زک ہوگی"

فرخ۔ "اب صبح ہوا ہی چاہتی ہے۔ سونے کا وقت تو رہا نہین۔ یہین بیٹھا رہنا صلاح ہے کچھہ ضروری معاملات جو کئی دن سے میرے دل مین ہین اُنکو بیان کرنا چاہتا ہون"

مہدی۔ "ہان بے فکری کا زمانہ نہین ہے۔ فرمایئے"

فرخ۔ "آپ دیکھہ رہے ہین کہ تمام خاندان میری جان تک کا دشمن ہوگیا والدہ ناراض ہوکر میرے یہان سے اوٹھہ گئین۔ بھائی خون کے پیاسے ہوگئے۔ تمام عزیز کوئی نہ کوئی ضرر پہونچانے کی گھات مین ہین۔ چچا الگ بگڑے ہوے ہین سب نے اکیلا چھوڑ دیا خاندانی دولتون کی مجھے جو کچھہ اُمیدین تھین اون سے بھی یاس ہوگئی۔

پھوپھی اپنی صاحبزادی کو میرے ساتھہ کتخدا کرنا چاہتی تھین وہ بھی اپنی طرف کھنچی ہوئی ہین۔ گو مجھے اس کتخدائی کا خیال نہ پہلے تھا نہ اب ہے۔ مگر اس بات کا البتہ افسوس ہے کہ یہ مال خواہ مخواہ میرے اور آوارہ بھائیون کے ہتھے چڑھے گا تو وہ بالکل بے احتیاطی سے تلف کر ڈالین گے ملک کی دولت اور خصوص مسلمانون کی ایسی تباہ حال قوم کی دولت کے برباد ہونے کا خیال کرکے بڑا رنج ہوتا ہے۔ اپنے خاندان پر کامیاب ہونے کا ذریعہ اب میری نگاہ مین سوا اس کے کوئی نہین ہے کہ ان عداوتون کو مین بڑے تحمل اور متانت کے ساتھہ ٹالون۔ اپنا مزاج نہایت ہی صابر بنالون۔ میرے ساتھہ ہزارون دشمنیان کی جائین مگر مین کشندہ پیشانی

اون سے بچتا رہون مدد لینے کا ارادہ نہ کر ایئن صبح مین نماز پڑھا نیوالون
کے حملے روکے جا ہئین مگر اوس پر حملے کا نام تک نشاط انگیز نہین ہوتا ہے
میرے خیالات بالکل پلٹ گئے - اگر اپنے موجب جمنا جانے سے
عمل کرون گا تو مین وہ فرخ نہ رہون گا جو پہلے مہذب گزشتہ
صابر اور متین شخص ہون گا۔ غصہ مجھے بہت کم آئے گا۔ کی تیزی نے
معاملے مین فضول خرچیون سے پرہیز کرون گا - اپنے روپے کو دیا
بھی قدر کرون گا۔ کوشش کرون گا کہ خدا کی دی ہوئی دولت مین سے
ایک پیسہ بھی میرے ہاتھ سے رائیگان نہ جائے۔ میرا چال چلن
بہت شائستہ ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ میرے پیارے بھائی مہدی
سے اس بارے مین بہت مدد ملے گی - یقیناً اب مین اگر اپنے خاندان
مین کسی طرح ہر دل عزیز ہوسکتا ہون تو یہی طریقہ ہے "
مہدی - نہین نہین! ہوسکتا ہون - نہ کہیے بلکہ ضرور ہوجاؤن گا کہیے ممکن
نہین کہ اس مزاج کا آدمی خاندان کیسا تمام دُنیا مین ہر دل عزیز
نہ ہوجائے - آپ کو ایسے مزاج کے ساتھ کل ارادون مین کامیابی
ہوگی اور میرے امکان مین جہان تک ہوگا ضرور مدد دون گا
بلکہ اپنے مزاج اور چال چلن کو آپ کے موافق بنانے کی کوشش
کرون گا "
باتون باتون مین صبح ہوگئی - دونون اوٹھکر وضو کے لیے چلے -
یہ دونون شائستہ اور بے تکلف مزاج کے تعلیم یافتہ نوجوان
عام ایشیائی رؤسا کے مثل اپنے تمام کامون مین خدمتگارون
کے محتاج نہ تھے - اسی وجہ سے فرخ اور مہدی دونون کی عادت
تھی کہ جہان نماز کا وقت آتا دریا سے وضو کرتے تھے مہدی
جس وقت کوٹھی کے دروازے کے پاس پہونچا تو بائین جانب
دیوار کے نیچے کوئی چیز نظر پڑی جو صبح کی سہانی روشنی کے
عکس مین چمک رہی تھی اوٹھانے کے لیے مُڑا تو جھجک کر

تلوار پڑی ہے! فرخ! فرخ! آؤ۔

پکارا۔ " این یہان تو ایک
دیکھو تو سہی! " ہوا آکر) " ہان معلوم ہوتا ہے مدھوا سی مین بہاگتے وقت
فرخ۔ (دوڑتے ہی" تلوار اوٹھالی گئی تھوڑی دیر تک تلوار کو دیکھہ
ہاتھ سے گردش کرتے رہے اس کے بعد جا کر وضو کیا۔ نماز پڑھی اور اپنے
دیکھکر دربار مین مشغول ہوئے۔
کار اس روز کے بعد سے فرخ اور مہدی نے اپنے چال چلن کو نہایت
عمدہ بنا لیا۔ فرخ کے وہ فضول مصارف نہین رہے جنکی وجہ سے
روز بروز مقروض ہوتا جاتا تھا۔ ملکہ اگلے قرضون سے بہی کسی قدر
سبکدوش ہونے لگا۔
فرخ کے چال چلن نے ایسی شایستگی ظاہر کی کہ تھوڑے ہی دنون مین
دونون چچاؤن کے دل مین اوسکی طرف سے ایک قسم کا عمدہ خیال
پیدا ہوگیا۔

دسوان باب

آخر سرما کے دن ہین۔ کڑی دہوپ کی ابتدا کا زمانہ ہے۔ لو نہین چلتی ہے مگر ہوا مین
گرمی پیدا ہوگئی ہے دوپہر کے بیٹھنے کے لیے مکانون کے ٹھنڈے کمرے صاف
کیے جانے لگے ہین۔ خس کی ٹٹیان خریدی جاتی ہین۔ نازک بیشانیان شرم
کے علاوہ یون بہی عرق آلود رہنے لگی ہین قریب شام کی سیر شتیر سے
زیادہ دلچسپ ہے ٹھنڈی ہوا کے جہونکے بڑی آرزون سے نصیب
ہوتے ہین۔ سفر کے لیے دن کے بہ نسبت رات زیادہ مناسب ہوگئی ہے
درختون کے پتون کی سبزی خوب بہار پر ہے۔ نئی ہری ہری کونپلون کا
آنکھونکو تازگی بخشنے والا خوشگوار رنگ باغون کو معمول سے زیادہ دلگیر بنائے
ہوئے ہے ٹھنڈی چاندنی راتین سیر کرنے والون کو نہایت دلکش سمان
دکھلاتی ہین پچھلی رات کے مسافر صبح ہوتے ہوتے عجب لطف کے ساتھ بہت

دور نکل جاتے ہین ہلکی ہلکی خنکی پیدا کرنیوالی ہوائین صبح مین نماز پڑھانیوالون کی آوازون کا گونجنا بلبل صبح کی نغمہ سرائی سے کم نشاط انگیز نہین ہوتا ہے وہ سردی نہین رہی جو صدای ناقوس سُننے پر بھی بریر خو لکو لب جمنا جانے سے الکسا الکسا کر روکتی تھی۔ صدای موذون اور ناقوس ویدوونون کا جذب گزشتہ موسم سرما کی بہ نسبت بہت بڑہا ہوا ہے۔ دوپہر کا وقت ہے دہوپ کی تیزی نے سڑکون اور مکانون مین تھوڑی دیر کے لیے یونہین سا سنّاٹا پیدا کردیا ہے بادیہ گرد آفتاب کی تپش سے پرشکن جبین اور سمٹی اور خڑھی ہوئی بھوون کے ساتھ چلتے چلتے پریشان ہوکر سایہ وار درختون کے سایہ مین تھکن مٹانے کے لیے بیٹھ گئے ہین۔ ایک عالی شان محلسرا سے اصیلون کا وہ شور وغل جو ایشیائی روٗسا کے گھرون سے معمولاً سُنا جاتا ہے دوپہر کے سناٹے مین کم ہوا ہے۔ یہ محلسرا دہلی کی شمالی جانب ایک چوڑی سڑک کے کنارے واقع ہے۔ ڈیوڑھی کی شان و شوکت دیکھہ کر خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس مین ہندوستان کا کوئی دولتمند سکونت پذیر ہے ڈیوڑہی کے بعد والا وہ دروازہ جسمین ہوکر لوگ زنانے مین جاتے ہین ایک بڑے خوبصورت پردے سے آراستہ کیا گیا ہے جسکے دونون پہلوؤن سے خوبصورت اور آشفتہ مزاج لونڈیان اور خواصین خدمتگارون کو بیگم کے خانگی حکم سُنانے کے لیے اکثر سر نکالے کھڑی رہا کرتی ہین۔ دروازے سے گزر کر مسطح اور وسیع صحن ہے جس مین مختلف روشین چھوڑ کر ایک مختصر پائین باغ لگایا گیا ہے۔ دروازے سے نکلتے ہی بغیر کسی جانب موڑے کھڑا ہونیوالا ادہر اُدہر دیکھکر قیاس کرسکتا ہے کہ دونون پہلوؤن پر متوسط درجے کی عمارت مین سے ایک طرف لونڈی باندیون کے رہنے کی صحنچیان ہین اور دوسری طرف کے مکانات باورچیخانے اور غسل خانے کے مثل اکثر انسانی ضرورتون کے مکانون کا کام دیتے ہین اور دہوئین کی سیاہی جو ان مکانون کی دیوارون پر جم گئی ہے دور سے دیکھنے والون کو بتا رہی ہے کہ باورچی خانہ اسی جانب ہے

سامنے کی عالیشان اور خوشنما عمارت جو پائین باغ سے گزرکر اونچی
کرسی کے مختصر صحن کے بعد گول سنگین ستونون کے برآمدے سے ہی
شروع ہوئی ہے وہ خاص مقام معلوم ہوتی ہے جہان صاحب خانہ کی
معمولی نشست و برخاست رہا کرتی ہو برآمدے کے بعد ایک مختصر
کمرہ ہو جسکی پختہ زمین شطرنجی اور ایک سفید ستھری چاندنی سے چھپائی
گئی ہے داہنی جانب اونی گدگدے قالین پر ایک بڑا گاؤ تکیہ اوس
نازک پلنگڑی سے لگا ہوا رکھا ہے جو دیوار سے ملاکر بچھائی گئی ہے پلنگڑی
پر نرم غالیچہ کے علاوہ اور سفید چادر ہے اور چار لمبے لمبے پتلے پتلے تکیون
کے علاوہ جو سرہانے ہین پہلو مین ادہر اودہر گول بغلی تکیے رکھے ہین
چھت پر اُجلی اور صاف چھتگیری کھنچی ہے۔ دیوارین چند قرینون سے آراستہ
کی گئی ہین جن مین کچھ خوشخط قطعات اور بعض عربی مذہبی مقدس جملے
لکھکر لگائے گئے ہین اس کمرے کے علاوہ دو اور خوشنما چھوٹے کمرے
ہین جنکی آراستگی درمیانی کمرے کی سی ہے گو اعلیٰ قسم کا عمدہ سامان نہو
یہ عالیشان محلسرا ان ہی تین مذکورہ کمرون پر نہین ختم ہو گئی ہے بلکہ
نشست کی جانب کچھ اور کمرے ہین جو اپنی آراستگی سے اس مذاق کی
خبر دیتے ہین جس سے بیچ کے بڑے کمرے کو آراستہ کیا ہے۔
محلسرا عورتون سے بھری ہے ہر کمرے سے باہم آہستہ آہستہ
باتین کرنیوالیون کی مختلف آوازین آرہی ہین جن مین ملکر اکثر سروتون کی
آوازین بھی آتی جاتی ہین جو بعض خوبصورت نازک جوان اور بعض
جھریان پڑے ہوئے بڈھے ہاتھون سے ڈلیان کتروا رہی ہین ٹھیک
دوپہر کے سناٹے نے سروتون کی ان آوازون کو آدمیون کی آوازون پر
غالب کر دیا ہے ورنہ شاید اس سے پیشتر بکثرت بلند ہونے والا شور و
غل ان کمرون کو نازک دماغون کے کام کا نہ رکھتا ہوگا۔
درمیانی کمرے کے دروازے بند کر دیے گئے ہین جنکی جھلملیون سے
ہلکی ہلکی روشنی نکلکر اُس اندھیرے کو کم کر رہی ہے جو کمرے کے

بند ہونے سے پیدا ہو گیا ہے پلنگڑی پر ایک دُبلی ضعیفہ عورت لیٹی ہے جسکی بند آنکھوں سے سرہانے اور پائینتی کھڑی ہو کر سنکھیا چھلنے والی حسین خواب کا قیاس کر کے بھاگنے کی فکر میں ہین مگر یہ طویل العمر رئیسہ سُو نہین رہی ہے بلکہ گہری فکر کے ساتھہ کسی اہم معاملہ مین غور کر رہی ہے۔ اس جوان بخت ضعیفہ کی صورت سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ سِن پچاس سے گزر چکا ہے۔ بے فکری نے قویٰ کو ابھی بالکل ضعیف نہین ہونے دیا ہے۔ چہرے پر کچھہ کچھہ جُھریان پڑنے لگی ہین مگر اس قدر نہین کہ امیرانہ وجاہت کو مٹا دین۔ دو ایک دانت ٹوٹ گئے ہین لیکن چہرے کی حیثیت مین کسی قسم کا فرق نہین آنے پایا ہے جو چیز کہ بُڑھاپے کو زیادہ تر ثابت کر رہی ہے وہ اُسکے بال ہین جو نصف سے زیادہ سفید ہو گئے ہین ناظرین سمجھہ گئے ہون گے کہ یہ فرخ کی پھوپھی ہے یہ ایک ایشیائی معزز خاندان کی دولتمند عورت اس وقت آنکھین بند کیے ہوئے اپنے دل سے یہ باتین کر رہی ہے ”لڑکی جوان ہو گئی ہے ابھی تک اسکی شادی کے متعلق کوئی بات قرار نہین پائی آخر کب تک لیے بیٹھی رہون گی اللہ رکھے بُڑھاپے کی کمائی یا جو کچھہ سمجھو یہی ایک لڑکی ہے۔ روپیہ پیسہ جو کچھہ ہے سب اسی کا ہے مین کیا قبر مین لے جاؤن گی؟ یہی ارمان ہے کہ اسکے دولھا کو دیکھون یون بات تو بہت جگہ سے آئی میرے تینون بھتیجے ہی موجود ہین کیا کہون لڑکون سے تو اب لیاقت اوٹھہ ہی گئی ہے جسے سُنتی ہون آوارہ ہے ان سب فرخ ہونہار تھا سو سب نے اوس سے ملنا ہی چھوڑ دیا۔ مین نے تو کہا تھا کہ اوسی کے ساتھہ بیاہ دون گی مگر اوس نے ایسی حرکت کی کہ سب عزیزون کو ناگوار گزری۔ خاندان بھر کے خلاف ہے اوس کے دونون بھائیون مین سے تو کوئی بھی کسی کام کا نہین ہے شریفون کو اونکی صحبت سے عار آتا ہے ساری دولت دو ہی روز مین غارت کر کے رکھدین گے پڑھے لکھے واجبی ہی واجبی ہین میری لڑکی کڑھ کڑھ کے ہلاک ہو گی اور خود میری بھی زندگی عذاب مین ہو جائے گی۔

جی چاہتا ہے فرخ ہی کے ساتھ بیاہ دون پھر چاہے جو کچھ ہو میری نزدیک اوسنے کوئی ایسی بڑی بات نہین کی۔ سوتیلے بھائی کو اپنے یہان جگہ دی یہی نا؟ اس سے کیا ہو گیا۔ کچھ اس مین عیب تو آ نہین گیا۔ میری نگاہ مین خاندان بھر مین ایک وہی جچتا ہے اچھا آج اپنے دونون بھائیون سے کہونگی دیکھون وہ کیا کہتے ہین۔

فرخ کی پھوپھی کے خیالات یہین تک پہونچے تھے کہ بیچ کے دروازے کے پٹ جو ایک خواص نے کئی بار آنے جانے کی دیوار مین بے احتیاطی سے بھیڑ دیے تھے ہوا کے ایک تیز جھونکے سے کھلکر دونون طرف کی دیوار مین اس زور سے ٹکرائے کہ وہ اچانک چونک پڑی آنکھہ کھولتے ہی تیوریان چڑھاکر غصہ کے لہجہ مین کہا "ان مُردارون سے ناک مین دم آ گیا ہے"

خواص۔ (خوف زدہ ہوکر نیچی آواز سے) کیسی تیز ہوا چل رہی ہے۔ بیٹھنا دشوار ہو گیا ہے۔

فرخ کی پھوپھی۔ (برہم ہوکر) ارے دروازہ اندر سے بند کیون نہ کر لیا؟ نگوڑیون کے مارے نیند حرام ہو گئی (دروازے سے باہر نگاہ بڑھاکر دھوپ کو دیکھکر) دوپہر ڈھل گئی؟ "ارے کیا بجا ہوگا؟"

خواص "تین بجا چاہتے ہین"

فرخ کی پھوپھی۔ (اوٹھکر) "اچھا تسلا لاؤ وضو کر لون" (ذرا ٹھہر کر) "ہان جاکر پیر بخش سے کہہ آؤ کہ بڑے بھائی اور منجھلے بھائی کے گھر پر کہہ آئین بلایا ہے بڑا ہی ضروری کام ہے جلدی آئین خوب تاکید سے کہہ آنا ابھی جائیے"

ایک خواص ڈیوڑھی پر گئی دوسری مُنہ دھلانے کے لیے طسلہ اور لوٹا لائی۔ فرخ کی پھوپھی نے وضو کیا ظہر کی نماز پڑھی اور محل کی عورتون مین بیٹھکر باتین کرنے لگی۔ دو گھڑی دن رہے اُسکے دونون بھائی آپُے جو بڑے اخلاق کے ساتھ ٹہلائے گئے۔ کمرہ مین تخلیہ ہو گیا اور وہ واقعہ جسنے دوپہر کو اُن کی بہن کی نیند مین خلل ڈالدیا تھا پیش کیا گیا۔

بہن۔ بھائی! مین نے تمھین یہ کہنے کو بلایا ہے کہ تم اپنی بھانجی کی طرف سے بالکل بے فکر ہو۔ اب وہ سیانی ہوئی مجھے رات دن یہی فکر رہتی ہے کئی دفعہ اسکی نسبت ہوئی اور چھوٹ گئی اب تو ارادہ ہے کہ جہان کہین مناسب ہو کر بھی دون۔ اے لڑکے یہی جو ہین کچھ نئے تو پیدا ہونگے نہین سب کا حال بھی تم پر روشن ہے پھر بتاؤ اب مین کہان تک انتظار کرون "

بڑے بھائی۔ فرخ کے دونون بھائی موجود ہین انہین مین سے کسی کے ساتھ کردو فرخ کے ساتھ نہین ہو سکتا "

بہن۔ بھائی دونون مین سے تو کسی سے میرا جی نہین بھرتا۔ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا کہ جان بوجھکر لڑکی کو چولھے مین جھونک دون۔ بھلا اپنی پیاری بیٹی کو ان بدچلنون کے کس طرح حوالے کر دون "

بڑے بھائی۔ پھر اور لڑکے کہان سے آئین گے۔ عزیزون مین تو یہی ہین "

منجھلے بھائی۔ فرخ کے ساتھ کیا؟ سنتا ہون! اب وہ بہت سنبھل گیا ہی اپنے مضمون مین پڑھا لکھا بھی زیادہ ہی مگر بات ہم لوگون سے تو اُس سے کچھ تعلق نہین رہا۔

بہن۔ میرا دھیان تو اُسی کی جانب جاتا ہی آخر اُسمین عیب کیا آگیا سوتیلے بھائی سے ملتا ہی ملنے دو ہم سے کیا غرض اور سچ پوچھو تو اللہ جنت نصیب کرے یہ سب ہمارے بھائی کا کیا دھرا ہے اُن سے ملنا نہ چھوڑ دیا اور فرخ تو کوئی برائی نہین کرتا ہی۔ یہ تو اسکی لیاقت ہے تمھاری راے ہو تو اُسی کے ساتھ کر دون

بڑے بھائی۔ یہ تو مشکل ہے۔ سب کہین گے کہ فرخ کو ہم سے چھڑا دیا اور خود ملنے لگے "

منجھلے بھائی۔ اونھ۔ کہین گے تو کیا کرلین گے یہی نہ کہ سب پچھلی باتین سے ملنے لگین گے! ملین! یہ تو ہماری عین خوشی ہی "

بہن۔ میرے نزدیک تو گھرانے بھر مین تم سب کے بڑے بوڑھے ہو

جو تم کہہ دو گے سب مان لینگے "
بڑے بھائی "اچھا تمھاری اور منجھلے بھائی کی رائے مین فرخ ہی کیساتھ مناسب ہے تو مجھے بھی منظور ہے "
بہن "تو بھائی بھائی سے تمھین ذکر کرنا۔ فرخ سے وہ بہت ناخوش ہین جسطرح بن پڑے کہہ سنکے راضی کر دینا "
دونون بھائی (ہم آواز ہوکر) "انکا راضی کرنا کون بڑی بات ہے؟ ہنسی خوشی منظور کر لینگی فرخ کے چچا اس تقریر کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے کے لیے اپنی بہن سے رخصت ہونے لگے "
بہن (بڑے بھائی کی طرف دیکھ کر) "میرے بھائی جاتے تو ہو مگر بھولنا نہین آج ہی بھابی سے ذکر کرنا "
بڑے بھائی "ہان۔ ہان موقع دیکھ کر ضرور اُکہونگا " اچھا اب خدا حافظ "یہ کہکر دونون بھائی اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ یہ رات بغیر کسی کارروائی کے یونہی گذری۔ صبح اٹھکر دونون نے [illegible] یہ بات فرخ کی مان کے آگے چھیڑی "
فرخ کے بڑے چچا "فرخ کی شادی کب تک کروگی اب تو ماشاءاللہ جوان ہو گیا ہے مین دیکھتا ہون تمھین اسکی کچھ فکر نہین "
فرخ کی مان "بھائی فرخ کی مجھے کیا فکر؟ وہ اپنی فکر آپ کریگا۔ مجھسے کچھ بھی تعلق ہے جب سے وہان سے اُٹھ آئی ہون کبھی جھوٹون بھی پوچھا؟ وہ اپنی مان کو لیے بیٹھا ہے۔ وہی اُسکی شادی بھی کر لینگی۔ مین کچھ اسکی مان تھوڑی ہون مجھے کیا غرض "
فرخ کے منجھلے چچا "کیسی باتین کرتی ہو۔ تم خود نہ آنے دو تو اُسکی کیا خطا وہ آئے جاتا تھا اور ہزار کچھ ہو پھر تمھارا بیٹا ہے تینون لڑکون مین جو کچھ ہے وہی ایک ہے اور لڑکون کا حال جانتی ہی ہو اب فرخ نے اپنے تئین بہت کچھ سنبھال لیا ہے "
فرخ کے بڑے چچا۔ مین بتاؤن تم فرخ کے پاس کہلا بھیجو جبدن وہ کہے

اس دن سوار ہو کے چلی جانا۔ وہان جا کر اچھی طرح کہہ سن لینا صرف خبر کر دینا ہی
ورنہ وہ ہر طرح راضی ہی ہوگا مگر دیکھو اور کسی بات کا ذکر نہ آنے پائے"
فرخ کی مان "اچھا بے کیا؟ مین آج ہی کہلائے بھیجتی ہون کل چلی جاؤنگی
جب تمھارے نزدیک یہی مناسب ہے تو بھلا انکار کر سکتی ہون"

گیارہوان باب

آخر روز ہے درختون کی صبح والی تروتازگی عود کیا چاہتی ہے ہر پتون
پر زرد سنہری دھوپ سبزہ رنگون کے طلائی زیورون کی بہار دکھا رہی ہے
درختون کا سایہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے وہ خوب نیرنگی دکھانے والا
سبزہ زار دیکھنے کے قابل ہے جہان گھاس کی ننھی پتیون کے سایہ کے گرد
سنہری دھوپ کی جدولون سے قدرت نے خوشنما نقش و نگار بنا دیے ہین آفتاب
کی چمکتی ہوئی شعاعین واکنگ ڈریس (سیر کرنے کی پوشاک) پہنکر نکلنے والی کم سن
مسون کی پیشانی کے بھورے طلائی بالون مین الجھ الجھ کر عجیب لطف دکھا رہی
ہین۔ اونچی عمارتون کے سائے جمنا کے سطح پر موجون کے ساتھ لہرا رہے
ہین۔ ہوا اسقدر آہستہ آہستہ چلتی ہے کہ ٹہنیون کو بہت کم جنبش ہوتی ہے
ہان بعض خوشنما ارغوانی رنگون سے جبکہ خوروش لیڈیونکی بانکی ٹوپی کے
پرون مین ایک دلگیر حسرت محسوس ہونے لگتی ہے تیسے مل جاتے ہین
پوسے گل کی جانفزا ہوا سے سرد کا اون نازک اور آنرے حرکت سے
برہم ہوتے والے دماغون کے تحمل کے نہایت مناسب ہے وقت کی
دلفریبیان لوگون کو مکانون سے نکال کے بہکا بہکا کر ایک خودرفتگی
کے ساتھ صحراؤن کی طرف کھینچے لیے جاتی ہین"

فرخ خلاف معمول اپنی کوٹھی مین ہے کیونکہ روز گاڑی پر سوار ہو کر ہوا
کھانے جایا کرتا تھا اسکی اسوقت زیادہ لطف ڈھونڈھنے والی آنکھون کی
خواہش کے لیے گویا مین باغ کی بہار کافی نہین ہے مگر کسی خاص ضرورت کے باعث
وہ اسی سے اپنی دلچسپیان حاصل کر رہا ہے کوٹھی کے باہر چند کرسیان پڑی ہین ایک پر وہ

بیٹھے ہے باقی خالی ہین اُسکی نگاہ درختون پر سیر کرتے کرتے پھاٹک کے باہر والی
سڑک پر بار بار جا کر اس طرح ادہر اودہر پھیرتی ہے گویا کسیکو ڈھونڈھ رہی ہے
اور چند منٹ کے بعد مایوس پلٹ آتی ہے غالباً کسی کے انتظار نے آج سیر کو
جانے سے اُسے روکا ہے جیسے اُس کی نظر [illegible] پھاٹک کے باہر تک جا
کر آتی ہے نگاہ دوڑاتے دوڑاتے [illegible] کوئی ایسی [illegible]
وجہ سے اُسکا سر دیر تک جھکے رہنے کے بعد اُٹھتا ہے [illegible]
مگر چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غم [illegible]
رہا ہے [illegible] شفقت
کا ظاہر ہونا تو کوئی تعجب کی بات نہین [illegible]
امید ہوسکتی ہے ۔ واقعی اُن کا یہان آنا [illegible] کیا
ضرورت پڑی ہے ! خود بخود تشریف لا کے [illegible]
بھیجا تھا کہ اسوقت تشریف لائین [illegible]
سے جانتا تھا اور میرے لیے [illegible] خیال
درست کیا بے شک یہ اُنہی کا [illegible]
سڑک پر دو شخص زور زور سے آپس مین باتین کرتے چلے جاتے تھے اُن کی آوا
سنکر پھاٹک کی طرف دیکھنے لگا مگر جب معلوم ہوا کوئی اور ہے تو پھر
بدستور اپنے دل سے باتین شروع کین ۔ آتی ہونگی [illegible] کیا کہون مجھے
اسوقت تک یقین نہین آتا اُن کے مزاج سے تو امید نہین خوب یاد آیا
مہدی کی ماں اسی محلسرا مین ہین ۔ اور [illegible] کی کہان اُنکا سامنا ہونا ٹھیک
نہین ۔ مگر انھین معلوم ہی ہے ۔ اور مین یہ چاہتا بھی ہون کہ دونون مین
موافقت ہو اچھا ہے ذرا انھین بھی دیکھ لین گی ۔

مہدی کی ماں کو مین نے آج صبح اُٹھا بھی دیا تھا اور وہ خود بھی بڑی متحمل
مزاج آدمی ہین اُن کی طرف سے کوئی چھیڑ بھی ہوگی تو طرح دیجائیگی ۔ آئین تو!"
کوئی گاڑی سڑک پر جا رہی تھی جسکی گھڑگھڑاہٹ سے چونک کر اُس طرف دیکھ
کے "آگئین ! نہین وہ نہین ہین وہ تو فٹنس پر آئین گی"! (پھر گردن جھکا کر) ہان

تو مین کیا سوچ رہا تھا؟ اوہو! یاد ہی نہین آتا! خیر ابھی تک نہین آئین! شام تو ہو گئی اب کیا رات کو آئینگی! آدمی نے جھوٹ تو نہین کہہ دیا معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا ہی مگر نہین پرانا معتبر آدمی ایسی شرارت نہین کرسکتا۔ آئینگی ضرور سوار ہوتے ہوتے دیر ہو گئی۔" آدمیون کی مختلف آوازین سنکر "کیا ہی؟ اوہ آگئین فصیل باغ کے اندر آگئین اور مجھے معلوم بھی نہین ہوا!"

گو فرخ ذرا اور اسے گھٹکے پر پھاٹک اور سڑک دیکھنے لگتا تھا مگر فنس وقت آئی وہ اسوقت اپنے خیالات مین اسقدر ڈوبا ہوا تھا کہ جب فنس کوٹھی کے قریب پہنچگئی تب معلوم ہوا۔ کہارون نے محلسرا کے دروازے پر ڈیوڑھی کے اندر پہونچکر باواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے فنس زمین پر رکھی اور سب لوگ سامنے سے ہٹ گئے فرخ اپنی مان کے اترنے سے پیشتر ہی فنس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا جیسے ہی اترتے دیکھا نہایت ادب کے ساتھ جھک کر سلام کیا جس کے جواب مین مان نے "جیتے رہو۔ عمر دراز ہو" کہتے کہتے بڑھ کے بلائین لین اور سینے سے لگا کر بہت روئی فرخ کے بھی آنسو نکل پڑے بیٹے کے آنسو پونچھکر محلسرا مین داخل ہوئی پیچھے پیچھے با ادب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا فرخ بھی چلا گیا صحن مین ایک چوکے پر مسند افرش بچھا یا گیا تھا جسپر جا کر فرخ کی مان بیٹھ گئی خواصین پنکھا جھلنے لگین فرخ کی سوتیلی مان حجرے والان کی بائین جانب کے چھوٹے بغلی کمرے مین تھی اسکے متعلق پہلے ہی معلوم ہوا کہ اپنے شوہر کی خاندانی بی بی کے فنس سے اترتے ہی سامنے ہو کے مرہم تقدیر یہ پہلا دن تھا کہ اس مکان مین دوسوتین ایک وقت مین جمع ہوئی ہون یا فرخ کے شریف خاندان کی کوئی عورت اس مکان مین آئی ہو جہان اسکی سوت بھی موجود ہو فرخ بھی اپنی مان کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا۔

مان (ذرا روا سی ہوکر) "بیٹا خدا نے کتنے دنون کے بعد آج تمہاری صورت دکھائی ہے! میری قسمت مین یہی لکھا تھا کہ ایک ہی شہر مین رہ کر اپنی اولاد کی صورت کو مدتون ترسا کرونگی۔"

فرخ (بچشم تر رکتی ہوئی آواز سے) "مجھ سا نالائق بیشک اسی قابل ہے کہ والدین اسکی صورت سے بیزار ہوجائین مگر مجھکو آج سے زیادہ کیا خوشی حاصل ہوگی کہ اپنی پیاری ماں کو راضی پاتا ہون مین اپنی خطاؤن کے عوض مین بہت سزا بھگت چکا للہ اب قصور معاف فرمایئے" یہ کہکر فرخ ماں کے قدمون پر گر پڑا ماں سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار رونے لگی اور اوٹھاکر گلے لگالیا۔"

فرخ "نہین یون نہین۔ منھ سے کہدیجیے کہ مین نے معاف کیا۔"

ماں "مین نے معاف کیا بس!۔"

شام ہوگئی تھی ایک خواص نے کنول روشن کرکے رکھدیا جس مین چربی کی بتی جل رہی تھی مغرب کا وقت تھا دونون نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی۔ نماز سے فراغت کرکے فرخ کی ماں بڑے دالان کے اندر گئی اور مدت کے چھوٹے ہوے گھر بار کو آس حسرت کی نگاہ سے دیکھنے لگی جو اُس مکان کے ساتھ ہوا کرتی ہے جسمین ایک عمر گذری ہو فرخ کی سوتیلی ماں کو اب اسکا موقع نہین باقی رہا کہ اپنی مسند سے چھپی بیٹھی رہے فرخ کی ماں کو آتے دیکھکر وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور بڑھکر ادب کے ساتھ سلام کیا۔ ایک معمولی عادت تھے جو سلامون کا جواب دیتے دیتے پڑ جایا کرتی ہے فرخ کی ماں سے بغیر اسکے کہ کچھ سمجھے جواب دلوادیا مگر جواب دیتے ہی وہ بڑے غور سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔ فرخ کی ماں جب یہ سمجھ گئی کہ اُسکو سلام کرنے والی کون عورت اسوقت اُسکا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا کیونکہ کبھی شدید غصے کے آثار ظاہر ہوتے تھے جو ضبط اور تحمل پر غالب آنے کی کوشش کرنے والا معلوم ہوتا تھا اور کبھی رحمدلی کی علامتین نظر آنے لگتی تھین جنکو مہدی کی ماں کے مودبانہ سلام کا خیال اسکے دل مین پیدا کردیتا تھا۔ ان دونون سوتون کی یہ پہلی ملاقات ایک تھوڑی دیر کے سکوت ہی پر ختم ہوگئی۔

فرخ کی ماں نے تمام محلسرا کو دیکھا اور پھر باہر والی چوکی پر آبیٹھی۔ اب

فرخ بھی آگیا باہم باتین شروع ہوئین۔ باتون باتون مین رات زیادہ گذر گئی
ان نے دیر تک بیٹے کی باتین سنکر اس معاملے کا ذکر کرنے کی ضرورت سے
جس کے لیے وہ آئی تھی خواصون کو ہٹا دیا اور فرخ کو نزدیک بلا کے
اپنے پاس بٹھا کر کہا "بیٹا" "تمھاری پھوپھی کی لڑکی سیانی ہوگئی اب
وہ جلدی کرتی ہین اودھر تمھاری شادی کی بھی مجھے فکر ہے تمھارے
چچا بھی یہی کہتے ہین کہ جس طرح ہو اب جلد شادی کر دو اسمین تمھاری
کیا مرضی ہے؟ مین فقط یہی پوچھنے کے لیے آئی ہون"
فرخ (دل مین) "یہ کیا؟ مین نے تو سنا تھا کہ اب وہ اپنی لڑکی میرے
ساتھ منسوب کرنا نہین چاہتین!"
ماں (شرمندگی کا سکوت خیال کر کے) "اسے صاف صاف کہدو گے اسمین
شرم کی کونسی بات ہے؟ ہان کہو!"
فرخ۔ (گردن نیچی کر کے ایک شرم مین ملی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ) مجھے
آپ کے حکم سے انحراف ہو سکتا ہے جو کچھ آپ تجویز فرمائینگی وہ میرے
حق مین بہتر ہی ہوگا"
ماں "اسے یہ تو مین جانتی ہون مگر آخر تم خود پسند بھی کرتے ہو"
فرخ۔ اُس امر کو مین کیونکر نہ پسند کرونگا جس کے ارادے ہی نے
مجھ کو اپنی والدہ کی قدمبوسی کرا دی حالانکہ مین مایوس ہو چکا تھا"
ماں "بس مین یہی پوچھنے آئی تھی"
فرخ۔ آپ نے کیون تکلیف فرمائی فقط کہلا بھیجنا کافی تھا۔ مین وہین
حاضر ہوتا"
اس گفتگو کے بعد فرخ کسی ضرورت سے اُٹھ کر باہر گیا اسکی ماں کو تنہا
دیکھکر مہدی کی ماں جو دیر سے باہر آنے کا موقع ڈھونڈھ رہی تھی اس کے
پاس آکر ذرا الگ ہٹ کر بیٹھ گئی وہ خواص جو نیکما جمیل رہی تھی پھر حاضر
ہوئی تھوڑی دیر کے بعد فرخ باہر سے آگیا۔ کسی خواص نے آکر عرض کیا
"خاصہ تیار ہے" فرخ کے اشارے کے موافق ہاتھ دھلانے جانے لگے

کے اشارے کے موافق ہاتھ دہو لائے جانے کے بعد دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا۔ فرخ نے اپنی ماں کو کھانے کے لیے ہاتھ بڑھاتے دیکھ کر خود بھی کھانا شروع کیا۔ مہدی کی ماں نے بغیر اس کے اپنی واجب التعظیم سوت سے صاف الفاظ مین اجازت پائے کھانے مین ہاتھ ڈالنے کی جرات کرنا بالکل نامناسب خیال کیا وہ جس طرح بیٹھی تھی اسی طرح آنکھین نیچی کیے بیٹھی رہی فرخ کی ماں پر بہت دشوار تھا کہ اپنی سوت سے کھانے کی درخواست کرے مگر اسکے ساتھ ہی ایک تو نہ کہنا بالکل بے موقع تھا دوسرے اسکی سودبانہ نشست فرخ کی ماں کی رحمدلی کو ایک قسم کا جوش دلا رہی تھی۔ آخر نہ رہا گیا اور اُس نے مہدی کی ماں سے شریک طعام ہونے کی درخواست کی اس عمدہ حکمت عملی نے بڑی دلچسپی کے ساتھ دونون سوتون مین گفتگو شروع کرا دی اور مہدی کی ماں نے نہایت شائستگی کے ساتھ بتا دیا کہ بسر کرنے والی عورت کو کیسا ہونا چاہیے کھانے سے فراغت کر کے فرخ کی ماں اس پلنگ پر گئی جو خاص اسکے لیے بچھایا گیا تھا فرخ رخصت ہو کر باہر آیا مہدی کی ماں کا پلنگ اسکی سوت کے پلنگ سے اتنے فاصلے پر تھا کہ جہانتک معمولی گفتگو کی آواز پہونچ سکتی ہو آنکھ لگنے سے پیشتر کی تنہائی نے فرخ کی ماں کو ایسا گھیر دیا کہ اسے اپنے شوہر کی غیر خاندانی بی بی سے ہمکلام ہونے کی ناگوار محنت کرنی پڑی مہدی کی ماں نے اس گفتگو مین جو عاجزی ظاہر کرنے والی حکمت عملی ملحوظ رکھی تھی وہ فرخ کی ماں پر بڑا اثر کر گئی تھی

صبح کو فرخ کی ماں اپنے بیٹے اور اسکی سوتیلی ماں سے رخصت ہو کر اپنے بڑے جیٹھ کے گھر سوار ہو گئی اسی روز فرخ کے دونون چچاؤن سے ظاہر کیا کہ فرخ خوشی منظور کرتا ہے۔ وہان پہونچکر فرخ کی ماں سے اس کی مہمانداری کے متعلق بہت حالات پوچھے گئے جو اسکی خود اُسکے گھر مین کی گئی تھی تمام امور اس نے ظاہر کیے مگر اس رحمدلی کے خیال کو جو اس کے دل مین سوت کے متعلق پیدا ہو گیا تھا صرف اسوجہ سے نہ ظاہر کر سکی کہ تمام

گھرانے کے خلاف ہوگا خاندان مین یہ ایک بہت بڑی تقریب تھی اور ایسی شادی تھی جس پر سیکڑون امیدین اور آرزوئین منحصر تھین دونون طرف سے بے انتہا فضولخرچیون کے ساتھ سامان ہونے لگا۔

دو تین مہینہ کے بعد یہ امر ہو یا ظاہر کر دیا گیا بہت جلد فرخ کے ساتھ اُس کی پھوپھی کی لڑکی کی شادی ہوگی۔ خاندان نے پیشتر کسی قدر ناراضی ظاہر کی بلکہ یہ بات مختلف جلسون مین سنی گئی کہ فرخ کی چھوڑنے مین اُس کے چچاؤن نے عام اعزا و اقربا کے ساتھ ضرور کوئی نہ کوئی فریب کیا تھا خصوص فرخ کے بڑے بھائی اپنا نقصان دیکھکر اس خیال کو زیادہ تر پڑزور کر رہے تھے مگر چند ہی روز مین یہ خیال دلون سے جاتا رہا اور فرخ اپنے تمام عزیز و اقارب مین اُسی طرح جانے لگا جسطرح پہلے جاتا تھا۔

فرخ کو جب یقین ہوگیا کہ تمام عزیزون کو اُس سے جو رنجشین تھین سب جاتی رہین تب یہ تازہ خیال اس کے دل مین پیدا ہوا کہ اپنے ارادے کے موافق مہدی کو خاندان مین ہر دلعزیز بنانا چاہیے وہ اپنے دل مین کہنے لگا:۔ "مین اپنی آرزوؤن مین کامیاب ہوا چاہتا ہون۔ مگر نہین جب تک مہدی اور اُسکی مان کو خاندان سے نہ ملادون اُسوقت تک کبھی نہ سمجھنا چاہیے کہ مین کامیاب ہوا والدہ کے خیالات مہدی کی مان کی نسبت اب وہ نہین رہے جو پہلے تھے صبحکو جاتے وقت جس چہرے سے اونھون نے مہدی کی مان کو رخصت کیا اُس سے صاف سمجھا جا سکتا تھا کہ کچھ ناراضی گئی ہے یا نہین مگر پھر بھی اس معاملے مین کسی قدر یہ پیچیدگی ضرور ہوگی ابھی مجھ کو صبر کرنا چاہیے جب شادی کے دس بارہ روز رہجائینگے اوسوقت مین آزادی کے ساتھ کہدونگا کہ اگر مہدی اور اسکی مان کو میرے اور سب خاندانی عزیزون کی طرح شریک ہونے کی ممانعت کی جائیگی تو مین ہرگز نکاح نہ کرونگا۔ مگر اِس پر سخت برہمی ہوگی۔ ہو!"

مہدی سے جسطرح ملا ہون اُس کے خلاف مجھ سے کبھی نہ ہوگا جسکے لیے تمام خاندان کا چھوڑنا گوارا کر لیا پھر اُسی کو ترک کر کے خاندان سے ملنا

بڑھی بے استقلالی کی بات ہے شادی کا جون جون سامان ہوتا جاتا تھا فرخ کے دلمین یہ خیالات مستحکم ہوتے جاتے تھے۔
تاریخ قرار پاگئی اور اس باشان وشوکت تقریب کو بہت ہی تھوڑا زمانہ رہ گیا۔ فرخ کی ماں اس کے معزز اور باوقعت چچاؤں کی صلاح سے بیٹے کی شادی کرنے کے لیے اپنے قدیمی محلسرا مین اوٹھ آئی۔ گو اُسے اپنی سوت سے اسقدر اجنبیت نہین رہی تھی مگر پھر بھی اُسکے ساتھ ایک ہی مکان مین رہنا کم ناگوار نہ تھا۔ مہدی کی ماں نے پیشتر ہی سے وہ مزاج پیدا کرلیا تھا جو کسی دوسرے کی اطاعت مین بسر کرنے والی عورت کے لیے ضروری ہے فرخ کی ماں کے دل سے وہ خیالات جو عورتون کو معمولاً اپنے شوہر کی دوسری بی بی کی نسبت ہوا کرتے ہین کم ہوتے ہوتے چند ہی روز مین بھول گئے اس زمانے مین جب تک کہ فرخ کی شادی سر پر آ ہو چکی مہدی کی ماں اسکے باپ کی خاندانی بی بی کے لیے ایک نہایت خوشبونی کے ساتھ دل بہلانے والی ہم صحبت تھی مگر کتخدا ہونے سے کچہ روز پیشتر فرخ نے اپنی ماں کو ایک خاص سبب سے پھر یاد دلایا کہ مہدی کی ماں اسکی سوت ہے جسکے ساتھ اسکو دشمنی نہ کرنا چاہیے مگر یہ یاد آنے پر بھی انصاف پسندی نے اُسے برہم نہین ہونے دیا فرخ آزادی اور دلچسپی کے ساتھ اپنے خاندان مین آنے جانے لگا تھا دونون چچا اسکی صورت کے پھر ویسے ہی مشتاق ہوگئے تھے جیسے کہ پہلے تھے خاندانی لوگون کی ایک صحبت مین جہان فرخ بھی موجود تھا اسکی گذشتہ باتین یاد کی گئین بعض ہم سن عزیزون نے مہدی کا تذکرہ چھیڑکر فرخ کو ان خیالات کے ظاہر کرنیکا مناسب موقع دے دیا جو چند روز سے اُسکے دلمین مضبوط ہوتے جاتے تھے۔

ایک شخص (طعن سے) کیون فرخ! مہدی کیسے آدمی ہین اتنے دنونکی صحبت مین تو تم نے خوب پہچان لیا ہوگا"

دوسرا۔ (مسکراکر) "صورت تو بیوقوفونکی سی ہے"

فرخ (طیش کھانے کے ساتھ ہی ضبط کرکے) ہمارے خاندان بھر مین تو وہ سب سے

زیادہ لایق اور عمدہ آدمی ہین"

پہلا- (حیرت کے ساتھ) "خاندان! خاندان سے انھین کیا تعلق ہے"

فرخ- (متانت کے ساتھ) "مین تو اپنے والد کی اولاد کو اپنے ہی خاندان مین خیال کرتا ہون"

دوسرا "فرخ! دیکھو شادی ہو جانے دو تب ایسی باتین کہنا ابھی تمکو یہ کہنا مناسب نہین- تمھاری پھوپھی سُن لین گی تو بڑی خرابی ہوگی"

فرخ- "کیون! مین نے مہدی کو ایسا قابل قدر بھائی پایا ہے کہ کسی بزرگ کی بیجا ناراضی سے بچنے کے لیے اس کا چھوڑنا ہرگز نہ گوارا کرونگا"

پہلا "یہ چھوڑنا ہی ہے کہ تم اُنکو شادی تک مین نہ شریک کرسکو"

فرخ "یہ کبھی ممکن نہین ہے پہلے مہدی آلین گے پیچھے مین آؤنگا- یہ تو مین علانیہ کہتا ہون کہ جب تک میرے بھائی مہدی اور اُن کی مان شریک نہونگی مین نکاح ہی نہ کرونگا"

پہلا "فرخ ہم تم سے سچ کہتے ہین یہ کبھی نہین ہوسکتا اس خیال مین پڑنے سے تمھین نکاح مین ناکامیابی ہوگی"

فرخ- (برہم ہوکر) "اُونہہ! اُنہو" یہ کہکر اپنی کوٹھی مین چلا آیا-

فرخ کے چلے آنے کے بعد اوس صحبت مین نہایت جوش کے ساتھ اسکی مخالفت کی گئی اور اوسی وقت یہ امر بہت بڑھا کر اوسکے چچا تک پہونچا دیا گیا جسنے دیر تک فکرمند رکر اپنی بہن اور بھائی کو سخت تشویش مین ڈال دیا قبل اسکے کہ یہ خبر فرخ کی مان کو معلوم ہو لوگون مین ایک سخت برہمی پیدا ہو گئی- گو خاندان کے عاقبت اندیش مسن رسیدہ بزرگون نے سکوت کیا مگر بکثرت رائین اس جانب ہو گئین کہ نسبت چھوڑ الی جائے فرخ کی پھوپھی- لڑکی کی مان تمام اعزا و اقارب کے جوش کے باعث زبان سے کچھ نہ کہہ سکتی تھی لیکن دل مین فرخ کی اس درخواست سے اس قدر خلاف نہ تھی- اوس نے اپنے دونون بھائیون سے منت کہا کہ وہ کسی طرح اس برہمی کو رفع کردین-

فرخ کے چچاؤن نے اپنی بہن کی خواہش کے موافق لوگون کو حکمت عملی کے ساتھ فہمائش کی اور فرخ کی مان کو بلا بھیجا جو اُسی روز سوار ہوکے آئین فرخ کی مان نے فنس سے اُترتے ہی ایک نئی برہمی دیکھی جس نے اوسے انتہا سے زیادہ غمگین بنا دیا۔ اصل معاملہ دریافت کر چکنے کے بعد گو سوت کی ایک قدیمی عداوت نے جسے وہ دل مین رکھتی تھی ایک فوری جوش مارا مگر اتفاقاً وہ اس فتنہ انگیزی کو اس قدر واجبی نہین خیال کر سکین جتنا کہ اوس نے طول کھینچا تھا۔ مہدی کی مان کی چند روزہ صحبت نے اوسے ایسا بنا دیا تھا کہ اس بارے مین اُسکے خیالات آیندہ سمدھن کے خیالات سے بہت ملتے ہوے تھے۔ دونون جیٹھون کے کہنے کے موافق گھر پر آکر فرخ سے پوچھکر اس امر کا اندازہ کرنا چاہا کہ فرخ کے خیالات کو اس معاملہ مین کہان تک استقلال ہے

مان۔ "کیون بیٹا مہدی کے لیے کسی سے تم سے کچھ گفتگو ہوئی تھی"

فرخ۔ (ٹالنے کے طور پر) "نہین۔ کچھ نہین"

مان۔ (اصرار کے ساتھ) "نہین جو کچھ دل مین ہو صاف کہدو"

فرخ۔ "آپ سے کیا تعلق! جسنے جیسا کہا ویسا سُن لیا"

مان۔ "تو آخر مجھ سے کہنے مین کیا حرج ہے"

فرخ۔ "بعض صاحبون نے کہا تھا کہ مہدی کی شادی مین نہ شریک ہونے پائینگے مین نے کہدیا اگر مہدی اور اون کی مان نہ شریک کی جائینگی تو مین شادی ہی نہ کرون گا اور اب بھی یہی کہتا ہون جب اتنی سخت برہمی ہوئی تب مین نے مہدی کو چھوڑا نہین اب چھوڑدون گا"

مان۔ "تمھارے چچا اور تمھاری ساس اس سے ناراض ہین۔ سنو اس وقت تمھاری غرض درپیش ہے اسے نکل جانے دو پھر دیکھہ لینا جلدی کا ہیکی ہے کوئی تم سے چھوٹنے کو تھوڑے ہی کہتا ہے۔ فقط تمھاری برات مین نہ شریک ہون گے نہ سہی"

فرخ۔ "یہ تو ممکن ہی نہین آپ فرماتی کیا ہین؟ اس مین اصرار نہ فرمایئے"

مان مجبور ہوکے خاموش ہو رہی دوسرے دن اپنے آنجہانی شوہر کے

بہائیون کو بلا کر کہدیا فرخ تو کسی طرح نہین مانتا اب تمہین اختیار ہے جو چاہے کرو۔"

آخر فرخ کے چچاؤن نے بڑی حکمت سے سمجھا بجھا کر لوگون کا غصہ فرو کیا اور بڑی مشکلون سے یہ امر تسلیم کرا یا گیا کہ مہدی اور اوس کی مان کی شرکت مین کوئی قباحت نہین ہے برات کی تاریخ وہی رہی جو قرار پا چکی تہی جسمے اب صرف سات آٹھ روز باقی تھے۔ اس مین شک نہین ہے کہ فرخ کی کوششون نے اتنا اثر دکھلایا کہ اب اوسکی مان اور پہوپہی اور اوسکے چچا سب کے سب اوسکی سوتیلی مان کے طرفدار ہوگئے۔

بارہوان باب

اُس موسم کی نورانی صبح ہے جبکہ درختون کی سبزی زیادہ تر و تازگی کے باعث آنکھون کو نہایت شگفتہ معلوم ہوتی ہے۔ مینہہ کا دلگیر اثر ہر مقام سے ظاہر ہوتا ہے مگر آسمان بالکل کہلا ہوا ہے آفتاب ابہی نکلا نہین ہے مگر سانولی رات کی ہلکی سیاہی اوس کی سفید جہلکتی ہوئی روشنی سے مل مل کر رخصت ہو رہی ہے۔ دو مختلف رنگون کے باہم مل جانے سے اسوقت عروس بہار سبز رنگان ہند کی طرح نہایت کہلی ہوئی ملاحت ظاہر کرنے والے چہرے سے ناز و انداز دکہاتی دنیا مین آئی ہے ٹھنڈی ہوا صبح کے خوشگوار جہونکے چپکے سے اُن غنچون کے پہلو مین گدگدا کر نکل جاتے ہین جو دیر سے اپنی ہنسی کو ضبط کیے ہوے ہین نسیم سحر کی سنک پا پا کر بڑے درختون سے ایک ہلکی سنسناہٹ کی آواز سے گویا مرغان خوش الحان کی نغمہ سرائی کے ساتھ سُر ملانے کے لیے گلے بازی شروع کی ہے چہوٹے درختون کی پہولون سے لدی ہوئی ٹہنیون کا لچکنا کسی معشوقہ بادہ کش کے دوش عاشق کی طرف بڑھتے ہوئے بے سنکت ہاتہون کے دلربا نمونے دکہا رہا ہے باد سحر کی ٹھنڈک پا کر کروٹین بدلنے والے بدمستان خرابات کی لمبی سانسین اُن بہیانک خراٹون کے ختم ہونے کی

پھیرے رہی ہین جو رات کے سناٹے مین چارون طرف سے سُنے
جاتے تھے۔

عام ہندوستانی رؤسا کے خلاف فرخ کی آنکھ کھل گئی ہے جبکہ سب
بیخودیان تمام ہو رہی ہین ستیان لوٹ رہی ہین اور نیندین اُچٹ رہی
ہین نماز صبح کے وضو کے لیے کوٹھی سے نکلکر خوشنما سیڑھیون سے اوترتا
ہوا اوس آخری زینہ پر پہونچا جس کے ساتھ جمنا کی سفیدۂ صبح کے عکس سے
جھلکتی ہوئی مستانہ روموجین شوخیان کر رہی تہین۔ دریا کی سیر اگرچہ
بہت دلگیر تھی مگر اوسکی طرف بے اس قدر متوجہ ہوئے جس قدر دل چاہتا
تہا فرخ وضو کرکے کوٹھی مین آیا یہ نماز اوس وقت ادا ہوئی جبکہ ابتدائی
وقت ہونے کے باعث زیادہ ثواب ہوتا ہے تڑکے کا دلچسپ سمان
ایسا بھلا معلوم ہوا کہ سیر کے شوق مین فرخ نے وضو سے پیشتر ہی گاڑی تیار
کیے جانے کا حکم دیدیا تہا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی کمیت تیار پائی اور قبل
اسکے کہ مہدی محلسرا سے برآمد ہو سوار ہوکر روانہ ہوا گاڑی اوس
سڑک پر چلی جاتی تہی جس کی ایک جانب سبزے کی تہی ننہی پتیون پر شبنم
کے گول اور آبدار قطرے چمک رہے تھے اور دوسری جانب جمنا
کی موجین اُن قیامت خرامون کے نازک پاؤن کو چوم رہی تہین جونہی
غسل کے لیے تارون کی چھان مین گہرون سے نکل آئے تھے فرخ ایک
مہذب آدمی تہا جسکی پاک نگاہ اُس حسن کی جانب کم اوٹھا کرتی تہی جس پر
نگاہ ڈالنا جائز نہین ہے۔ اس پُرفضا مقام پر فرخ جس چیز سے لطف
اوٹھاتا جاتا تہا وہ باد سحر کے خوشگوار جھونکے اور سبزے کی تر و تازگی
تہی مرغان سحر کی نغمہ سرائی اور سہانی صبح کی فرحت نے اوسے ایسا
ازخود رفتہ بنا دیا کہ دلچسپیان بہت دور تک بڑھا لے گئین آفتاب
کے نکلنے سے پیشتر ہی فرخ نے اپنے تئین خاص شہر کے پختہ مکانون
کے درمیان مین پایا۔ صبح کے دلگیر اثر نے یہان ایک اور قسم کا سمان
باندھ رکھا تہا۔ شام سے یہ آزادی سیر کرنے کو ترسی ہوئی نگاہ جبل شوق

سے خوشنما مکانون پر جاتی تھی ویسا ہی لطف بھی پاتی تھی۔ فرخ بڑی دلبستگی کے ساتھ مکانون کی سیر کرتا چلا جاتا تھا کہ اوسکی نظر ایک عالیشان اونچے کمرے پر جا پڑی جو دو متوسط درجے کے پختہ مکانون کے اوس طرف تھا اس بلند کمرے کے کئی دروازون مین سے بیچ کا دروازہ کھلا تھا مگر اندر کی جانب ایک باریک عمدہ چلمن پڑی تھی گو نسیم سحر کے مستانہ ادا جھونکون کی شوخیان دیر سے چلمن کو حرکت دے رہی تھین مگر جو بڑا جھونکا فرخ کی نگاہ کے ساتھ ہی دروازے کے رُخ کو چلا اتنا شوخ تھا کہ چلمن اُلٹ گئی چار پانچ ماہ وش اور با عصمت عورتین اُس دلگیر ادا کے ساتھ دکھائی دین جو نامحرمونکا اچانک سامنا ہو جانے سے شرمندگی کے ساتھ جھک جاتے وقت پیدا ہوتی ہے فرخ ان شریف عورتون پر نگاہ ڈالنا بالکل ناپسند کرتا تھا مگر اس کا بغیر کسی بدنیتی کے اس جانب دیکھنا اور چلمن کا اُلٹ جانا ایسا مطابق پڑا کہ سرسری طور پر اس کی نگاہ اُن خوب صورت چہرون پر گزرنے ہی لگی اور آخر دو اچھی شکلون سے گزر کر ایک بھولی کم سن کنواری لڑکی کی دلفریب گورے اور نازک چہرے پر پہونچی۔ فرخ نے اس دل چھین لینے والی لڑکی کو اوسی وقت دیکھا جبکہ اوسنے اپنے کو شرما کے جھکنے کا ارادہ کرنے والی شوخ اور بڑی آنکھون کی شعاع سے اوس کے دل مین ایک گہرا زخم کر دیا جسکو فرخ اوسی وقت سمجھ گیا تھا کہ ناسور ہو جاے گا فرخ کی نظر اُس پریوش لڑکی کے پیارے چہرے سے ہرگز جدا ہونا نہین چاہتی تھی مگر چلمن نے جو ہوا سے اُٹھ گئی تھی اُسے مجبور کر دیا کہ بڑی حسرت کے ساتھ پلٹ آئے تھوڑی دیر تک ایک معشوقانہ بیرخی اور سراپا ناز بے توجہی پر فرخ کی پُرشوق نگاہ کے ساتھ آنے والی اُمیدین عموماً کمرے کی اوس طرف کی دیوار اور خاصتہً دروازے کے بازون سے سر ٹکرا کر قربان ہوتی ہین فرخ نے گاڑی پہلے ہی روک لی تھی مگر جس وقت وہ ہوش مین آنے کے قریب پہونچا اور اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا اسوقت دوبارہ

جلوہ دیکھنے کی آرزوؤن مین سے بہت تھوڑی تھین جو باقی رہی ہون آو سے
بلا کی مایوسی کا نمونہ دکھلانے والے چہرے کے جھکانے کے لیے حسرت مند
آنکھون کے جھکانے کے ساتھ پھر بیتابی کے ساتھ اوس کمرے کیطرف اٹھاتے
وقت کہتا این وہ تو خود بخود اودہر کو مڑی جاتی ہے"۔ (دوبارہ بڑے استقلال کے
ضبط کے ساتھ سر جھکا کر) ہای کیسی پیاری صورت تھی کس غضب کا حسن تھا
کیا پاک نگاہ تھی! افسوس مجھے بے موت مارڈ (لا (آنسو ڈبڈبا آئے) ہاے
مین نے تو اچھی طرح صورت بھی نہ دیکھی ایک ہی جھلک نے دل بیچین کر دیا ہا
ذرا جی بھر کے تو دیکھ لیتا۔ آہ جب تو اور بھی دل ہاتھون سے جاتا رہتا دیکھون شاید
پھر ایک جھلک نظر آجاے (رومال سے آنسو پونچھکر) ہاے پھر وہی نا امیدی
اس دل نے کہین کا نہ رکھا (پھر گردن جھکا کر) "اب دیدار نہ نصیب ہوگا ایسی عفیفہ
اور شریف لڑکیان کہین نامحرمون کو اپنی صورت دکھاتی ہین ہان مجھے تو پاکدامن
دوشیزہ لڑکیون پر آنکھ ڈالنا نہ چاہیے مگر اب مین اپنے اختیار مین کب
ہون مین لاکھ طرحسے روکون مگر یہ بیچین دل جو آپے سے گزر گیا ہے جب یہ بھی
ملنے! اُف یہ حسرت میری جان لیکر جایگی۔ یہ پیاری صورت پھر کبھی نظر آے
ممکن نہین۔ میرا دل اسکی یاد بھولے یہ اس سے بڑھکر محال" (تیز دہوپ دیکھ کر)
"اُفوہ اتنا دن چڑھ آیا کیا وقت ہوگا (گھڑی دیکھکر) "این! نو بجگئے اب چلنا چاہیے
مگر دل تو کسی طرح مانتا ہی نہین کیونکر جاؤن؟ (پھر کمرے کی طرف دیکھکر) آہ! او ایمی
حسرت ہمیشہ کی مایوسی زندگی بھر کی بے چینی! تم سبکو مین اکیلا کیونکر برداشت کرسکونگا
(چلمن کو یاس کے ساتھ دیکھکر) "او ظالم چلمن! تیری یہ دشمنی عمر بھر یاد رہیگی"
(آنسو بہانے کے ساتھ سر جھکا کر) "اب چلنا چاہیے لوگ بار بار اُس طرف دیکھتے
دیکھین گے تو سمجھ جائین گے۔ میری پیاری معشوقہ بدنام ہوگی" (دروازے پر
آخری مایوسی کی نظر ڈالکر) "اچھا رخصت گو دل نہین مانتا مگر مین جاتا ہون" (ادہر
اُدہر دیکھکر) "مین کسطرف سے آیا تھا! اُفوہ! ایسا خود رفتہ ہوگیا کہ یہی نہ یاد
رہا۔ کسی سے ایسی بدحواسی کی بات پوچھنا کسی طرح مناسب نہین گاڑی
جسمین آیا کھڑی ہے غالباً اسکے خلاف جانب سے آیا ہون میری کوٹھی بھی

اوسی طرف ہوگی گھر ہی سے تو آیا ہون نہ! افسوس اتنی بدحواسی یہ بھی ٹھیک ٹھیک نہیں یاد ہے خیر جو کچھ ہو مین گاڑی موڑتا ہون۔

فرخ نے یہ کہکر گاڑی پھیری۔ رستہ بڑی غم فزا فکرمندی کے ساتھ گیا اوس دلکش کمرے سے جو جو دور ہوتا گیا وہ وہ اوس کی حسرت ترقی کرتی گئی اپنے گھر وہ اس طرح واپس آ رہا تھا کہ راس اُسکے ہاتھ مین تھی اور وہ گھوڑے کے اختیار مین تھا جسطرف چاہتا لیے چلا جاتا کوٹھی مین اوسے ایک نہایت ہی حسرتمند چہرے کے ساتھ وہ عادت لے آئی جو معمولی آمد و رفت کے باعث اوسکے شایستہ گھوڑے کو پڑی ہوئی تھی۔

اور دنون کے خلاف فرخ کا بہت دیر کے بعد کوٹھی مین پہونچنا مہدی سے کسی قدر انتظار کروا چکا تھا گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ سُنتے ہی وہ کوٹھی سے باہر نکل آیا۔ دلپر اثر ڈالنے والے مختلف خیالات نے جو جلد جلد فرخ کے مجسم غم کی صورت دکھانے والے چہرے کا رنگ بدلوا رہے تھے مہدی کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ فرخ کو بڑے غور اور حیرت کے ساتھ دیکھے ایک غمناک سکوت کے ساتھ فرخ کوٹھی کے اندر آیا جسکے پیچھے مہدی بھی تھا اور دونون کرسیون پر بیٹھ گئے۔

مہدی۔ "آج اسقدر دیر کہان لگی؟ مین منتظر ہی تھا"

فرخ۔ (دل مین) "یہ میرا بڑا راز دار ہے لیکن یہ بات مُنہ سے نکالنے کے قابل نہین" (زبان سے) ذرا دور چلا گیا تھا"

مہدی۔ "آخر چپ کیون ہو مین بڑی حیرت سے دیکھتا ہون کہ تمہارے چہرے کا رنگ اوڑا جاتا ہے"

فرخ۔ (ٹالنے کے طور پر) "یون ہی کچھ طبیعت سُست ہے"

مہدی۔ "نہین کبھی نہین۔ تمہاری صورت سے کسی قسم کی بیماری کے آثار نہین پائے جاتے۔ تمہارے چہرے پر حسرت برس رہی ہے تمہاری آنکھون سے مایوسی ٹپکتی ہے۔ تمہاری آواز دردناک ہے مین اُمید کرتا ہون کہ تم کسی بات کو نہ چھپاؤ گے"

مہدی کی یہ باتین سنکر فرخ سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار آنسو ٹپک پڑے
مہدی۔ "این یہ رونا کیسا؟ آخر ہوا کیا کچھ کہو تو سہی"
فرخ۔ (آہ سرد کھینچکر) "مین اب وہ فرخ نہین رہا جس سے تمکو محبت تھی وہ فرخ تو ایک زندہ دل اور خوشی کے ساتھہ بسر کرنے والا شخص تھا مین تو افسردہ دل اور غم مین ڈوبا ہوا ہون میرے پاس نہ بیٹھو ورنہ تم مصیبت مین پڑ جاوٴگے۔
مہدی۔ "یہ کیسی باتین کر رہے ہو؟ ہوش مین ہو کہ نہین"
فرخ۔ "ہوش۔ ہوش تو میری جان سے زیادہ پیاری معشوقہ نے چھین لیے"
مہدی۔ (متحیر ہوکر) "شاید کسی نگاہ نے تمپر جادو کر دیا۔ مگر اس سے پہلے تو مین نے تم سے کبھی نہین سنا کہ تمہاری کوئی معشوقہ ہے غالباً آج ہی اس بلا مین پڑے ہو مگر بتاوٴ تو ہوا کیا شاید ہم ہی کوئی تدبیر کر سکین"
فرخ۔ "ہائے کوئی تدبیر کارگر نہین ہو سکتی۔ میرے مرض کو کوئی نہین کھو سکتا" یہ کہکر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔
مہدی۔ (تسکین دیکر) "اس قدر بے صبر نہو۔ دیکھو ہم ہی ضرور کوئی نہ کوئی تدبیر کر لین گے"
فرخ۔ "بھائی صبح کا دلچسپ سمان نہین نہین میری پیاری کا جذب مجھے شہر مین کھینچ لے گیا۔ ایک کمرے پر صرف ایک یون ہی سی جھلک نظر پڑی جس نے دل ہاتھون سے چھین لیا۔ ہائے ایسی باعفت معشوقہ ایسی پیاری شکل۔ ایسی بھولی صورت دنیا بھر مین نہ ہوگی تم کیا تدبیر کروگے اگر گناہ کرنا بھی گوارا کر لیا جائے تو چاردار شریف لڑکیان کسیکو اپنا منہ نہین دکھا سکتین" (اوٹھکر) اب نہین بیٹھا جاتا۔ جاتا ہون لیٹ رہون گا۔ خوابگاہ کے کمرے مین چلا گیا۔
مہدی۔ (دل مین) "بڑی خرابی ہوئی۔ فرخ بالکل آپے سے جاتا رہا یہ بات اگر مشہور ہوگئی تو اس کی شادی مین خلل پڑ جائیگا۔ مین دیکھتا ہون وہ ضبط بھی نہین کر سکتا۔ عشق اوسکے اوپر بہت غالب آگیا ہے۔ ضرور

پیام سب لوگون پر کھل جائیگا کچھہ نہ کچھہ تدبیر کرنا چاہیے۔ مگر اوس عورت کا پتہ بھی تو لگے۔ خدا جانے فرخ نے کہان دیکھا تھا۔ آخر خود فرخ سے دریافت کرلون۔"

مہدی خوابگاہ کے کمرے مین گیا جہان فرخ منہ لپیٹے پڑا تھا اوس نے پکارا فرخ! فرخ! فرخ۔ آنسو پونچھنے کے ساتھہ منہ کھولکر ایک بے چین کردینے والی نگاہ سے دیکھنے لگا۔"

مہدی۔" تم نے اپنی معشوقہ کو کہان دیکھا؟ گھبراؤ نہین مین جلد تدبیر کرتا ہون"

فرخ۔" مجھے کچھہ نہین یاد ہے ہان اگر خود جاؤن تو شاید میری معشوقہ کی کشش مجھے وہان تک پہونچا دے۔"

مہدی۔" تمہاری معشوقہ کا نقشہ کیسا ہے۔ حلیہ بیان کرو تو پتہ لگاؤن۔"

فرخ۔ "ہائے مین نے بیداری مین ایسا خواب دیکھا ہے جس سے زلیخا کا خواب کئی درجہ اچھا تھا۔ ہائے زلیخا نے تو معشوق سے بات تک کرلی تھی مگر مین اچھی طرح صورت بھی نہین دیکھہ سکا۔ مہدی مجھہ سے تم زیادہ نہ پوچھو مین کچھہ نہین بتا سکتا۔"

مہدی (دل مین)" اس کے ساتھہ جو سائیس گیا تھا اوس سے پتہ لگ جائیگا اچھا اوسی کو ساتھہ لیکر جاتا ہون۔"

مہدی فوراً سوار ہوگیا اور تقریباً پانچ گھنٹہ کے بعد واپس آیا۔ گاڑی سے اوترتے ہی وہ اوس کمرے مین گیا جہان فرخ تھا۔ مہدی نے فرخ کو جس حال مین چھوڑا تھا اوسی حال مین پایا۔

مہدی۔ (فرخ کیطرف باواز بلند خطاب کرکے)" لو ہم نے تدبیر کرلی۔ آج تو نہین مگر کل صبح کو چلنا تمہاری معشوقہ کی زیارت کرالاؤ ینگے۔"

فرخ۔" میری معشوقہ کبھی ایسی نہین کہ اوسکی پیاری صورت دیکھنے کیواسطے کسی کی تدبیر کارگر ہوسکے۔ مجھے کبھی یقین نہ آئیگا۔"

مہدی۔" اچھا جب آنکھون سے دیکھہ لوگے تب تو یقین آئیگا۔ اس کے بعد مہدی کل کی امید دلا دلا کر فرخ کا دل بہلانے لگا۔ یہ پورا دن اور اسکے

بعد والی رات فرخ بڑی اُلجھن کے ساتھ گزرانی۔ دوسرے دن مہدی فرخ کو لیگیا۔ جسوقت اوس کمرے پر فرخ کی نگاہ پڑی جہان سے اوسکی عاشقانہ زندگی شروع ہوئی تھی بے چین ہوکر بڑی حسرت کے ساتھ مہدی کیطرف دیکھکر کہا "مجھے اجازت دیجیے کہ ایک گھڑی ٹھہر کر اوس مقام کی اچھی طرح زیارت کرلون جسکی طرف ایک نظر دیکھ لینے سے میرے ہوش وحواس کی زندگی تمام ہوگئی۔

مہدی: "مین تمکو اسی مکان مین لیے چلتا ہون مناسب ہوگا اگر اسکے اندر چلکر تم یک بھولی صورت کو دیکھو جو اس کمرے سے بدرجہا زیادہ تمہارا دل بہلا سکیگی۔"

فرخ چپ ہورہا اور دونون اُس مکان مین داخل ہوئے۔ فرخ کو حیرت ہوئی جب اوسنے مکان کو بالکل خالی پایا اور مہدی کی یاد دلائی ہوئی اُمیدون کی جا پر ایک صاف اور عمدہ کمرے مین بیٹھکر اپنی معشوقہ کا انتظار کرنے لگا" میری پیاری! خدا کرے جلدی آجائے ہائے اُس کے نازک ہاتھ ان دروازون کو چھوئین اور مین محروم رہون میری سب سے بُری قسمت تو کب تک ستائے گی۔

Rebound 1999

پہلا حصہ ختم ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلچسپ

حصہ دوم

پہلا باب

"۔۔۔ تو کب تک ستائے گی؟ ہائے! محبت بڑی بڑی چیز ہے۔ اس مرض کا نام پیارا۔

نہین نام ہی نہین اسکی ابتدا بڑی خوشگوار ہے یہ تو انسان کو عجب دلفریب کرشمون سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اپنی معشوقہ کو جب مین نے پہلی نگاہ سے دیکھا تہا تو اسکی صورت کیسی بہلی معلوم ہوئی تہی۔ توبہ توبہ۔ یہ مین نے کیا کہا؟ کیا اب بہلی نہ معلوم ہوگی؟ ہائے! ابہی تک نہین آئی۔ مگر ہان مین اُس کی عصمت اور پاکدامنی کے اوپر جان دیتا ہون۔ اس مقام پر کسی نامحرم کے سامنے وہ کیون آنے لگی تہی؟ اوس کے یہان آنے کو مین ہرگز نہ پسند کرونگا بلکہ اس جگہ چلی آئے تو میری معشوقہ نہین۔ پہر مین یہان بیٹھا کیون ہون"

فرخ کا بیچ دریچ سلسلۂ خیال کسیطرح ختم ہونیکو نہین آتا تہا کہ داہنی طرف کے دروازے کو حرکت ہوئی۔ ان سب خیالات کو چہوڑ کر اسکا دل اُدہر متوجہ ہوا چشم منتظر بڑی بیتابی کے شوق کے ساتھ دروازے کو دیکھنے لگی۔ کسی کی گوری گوری نازک اُنگلیون نے دروازہ کہولا۔ اور ایک کشیدہ قامت چھریرے بدن کی نئی نئی اُمنگون پر آئی ہوئی نازنین عورت نے دروازے سے نکل کے نظر اوٹہائی لوگونکو دیکھا اور ساتھ شرماکر گردن جھکالی۔ اوسکا قصد تہا کہ سیدھی چلی آئے مگر شرماتے وقت ذرا جھجک گئی اور از سرنو قصد کرکے

اٹھلاتی ہوئی مستانہ چال سے آکر فرش پر بیٹھ گئی۔

یہ مکان نہایت عمدہ اور خوبصورت بنا تھا اسکی موجودہ ویران حالت دیکھکر اُس امیرانہ شوق پر بہت افسوس آتا تھا جسنے عالیشان عمارت کی بنیاد ڈالی ہوگی دنیا مین جب ہم کچھ بھی دولتمند ہوتے ہین تو ہمارے ولولے اور ہماری حوصلے نئی نئی تمناؤن کا شوق دلانے لگتے ہین مگر افسوس اُسوقت نہین معلوم ہوسکتا کہ ان شوقون کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دنیا مین ہزارون ایسی عالیشان عمارتین نظر پڑینگی جنکی ہر ہر گری پڑی اینٹ کے نیچے سیکڑون شوق حسرتون سے گلے مل مل کر ہر وقت کرتے ہین۔ کیا بانیونکو معلوم تھا کہ ہمارے شوق اسطرح خاک مین ملائے جائینگے۔ نہین اُنکی اُسوقت کی اقبالمندی ایسے حسرت نصیبی کے خیالات کو بدشگونی سمجھتی تھی۔ بہت کم ایسے لوگ ہین جنکو ان موقعونپر افسوس آتا ہو۔ مگر ان عمارتون کو خود بانیون کی نگاہ سے دیکھیئے تو معلوم ہو کہ انمین کتنی آرزوئین تڑپ رہی ہین۔

غرض یہ عمارت کسی اگلی حوصلہ مندی کے شوق کا نتیجہ تھی مگر اب یہ حال تھا کہ پرانی ردکار پر بیشمار برساتون کے گزر جانے کے باعث تمام استرکاری پر سیاہی دوڑ گئی تھی اور اینٹون پر اکثر جگہ سبز سیاہی مائل کائی جمی ہوئی تھی دروازے خوبصورت بنے تھے مگر خوشنمائی اور رونق کو انکی چہل پہل اور عروج کا زمانہ اپنے ساتھ لیتا گیا تھا۔ سب سے اوپر کی چھت پر شاید خودرو گھانس اکثر جگہ اُگ آئی تھی کیونکہ سڑک سے کہین کہین گھاس کی پتیان نظر آتی تھین۔ اندر اندر یہ کیفیت تھی کہ چونہ اور استرکاری اینٹونکو چھوڑ چکی تھی فقط گرنے ہی کی کسر تھی بلکہ اکثر جگہہ دیوار سے استرکاری کے پپڑا اوکھڑا اوکھڑ کر زمین پر آرہے تھے چھتین گو بڑی خوشنمائی کے ساتھ بنائی گئی تھین مگر کڑیون اور پٹرون کو بخت سیہ نے اپنے منحوس رنگ مین رنگ دیا تھا۔

بنانے والے نے اسکو دو حصون مین بنایا تھا شاید ایک حصہ مردانہ ہوگا اور ایک زنانہ۔ کیونکہ ایک بڑی محرابدار دروازے سے گزر کے ایک چھوٹے سے صحن کی بغل مین آپسمین ملے ہوئے دو کمرے تھے اور دونون کے دروازے ادس گلی مین نکلتے تھے جو دو قدم پر جا کر بڑی سڑک سے ملگئی تھی۔ یہ کمرے کشادہ تھے

اور ان مین وہ ڈھائی سو آدمی بفراغت بیٹھ سکتے تھے۔ بس اس حصہ مین اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جسپر انسان کی نظر شوق سے پڑے۔ سوا اوس عالیشان دروازے کے جو کمرون کے سامنے اور بیرونی دروازے کے دہنے پر بڑی شان و شوکت سے بنایا گیا تھا اس دروازے مین دو تین زینے چڑھکر جانا ہوتا ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ غالباً زنانہ مکان اونچی کرسی دیکے بنایا گیا ہوگا مگر دروازے کے اندرونی حصے پر پہونچکے معلوم ہوتا ہے کہ بائین طرف کوٹھے پر جانے کا زینہ ہے۔ اور آگے دو زینے اوتر کر نشیب مین وسیع صحن واقع ہے۔ بائین طرف کی عمارت بہ نسبت اور اطراف کے دروازے سے قریب تہی۔ اور یہی عمارت زیادہ شاندار بہی معلوم ہوتی تہی اسمین ایک بیرونی برآمدہ تہا۔ اور اندر ایک بڑا کمرہ۔ برآمدے کو جاتے وقت تین تین زینے چڑھکر بڑے بڑے محرابدار درون کے اندر سے ہوکر جانا پڑتا تہا۔ کمرے مین جاکر صحن کیطرف رُخ کرکے بیٹھو تو سوا اسکے کہ داہنی طرف ایک دروازہ تہا جسمین ہوکر مردانے مکان کو ایک پوشیدہ راہ گئی تہی اور اوسکے مقابل مین ایک الماری کا دروازہ تہا جو اوسکے جواب مین بنا دیا گیا تہا اور کسی طرف سے ہوا آنے کا گمان بہی نہین ہو سکتا تہا۔ صحن کے باقی اطراف مین ایک عالیشان عمارت کا سلسلہ موزونیت اور عمدہ ترتیب کے ساتھہ پہیلا ہوا تہا۔ مگر مدتون کی بے مرمتی نازک خیال معمارونکی کاریگری کو بالکل بے رونق کیے ہوے تہی۔ کوٹھے پر بہی نہایت نفیس عمارت بنی تہی اور ایک کمرہ ایسے عمدہ موقع سے بنایا گیا تھا کہ اوسکے دروازون سے انسان بڑی سڑک کو دور سے دیکھہ سکتا تہا۔

فرخ اس مکان مین حمدی کے ساتھہ آیا تہا اور اُس نیچے کے بڑے کمرے مین جو برآمدے کے اندر واقع تہا صحن کیطرف مُنہ کیے بیٹھا اپنی معشوقہ کا انتظار کر رہا تہا کہ دہنی جانب کے چھوٹے دروازے سے وہ زاہد فریب نازنین آئی اور ایک ادا کے ساتھہ آنکھین جُھکائے ہوے آکر نہایت شوخی سے حمدی اور فرخ دونون سے ذرا الگ ہٹ کر بیٹھ گئی۔ یہ نازنین ایک نہایت ہی حسین عورت تہی ابہی

اسے اٹھارواں ہی سال ہوگا۔ گوری گورے چہرے پر بھولاپن بیساہی پیارا پیارا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ دلربائی مین ہوشیار ہونے پر اسکا الڑھپن مزہ دیتا تھا مگر باوجود چہرہ کے بھولے پن کے اُسکی ترچھی نگاوٹ بازچتون اُن لوگونکے حق مین ستم تہی جو کوئی چلبلا معشوق ڈہونڈھتے ہین کالی کالے بالونکی بڑی خوشنمائی سے گندھی ہوئی چوٹی باریک ریشمی دھانی دوپٹے کے نیچے سے اپنی سیاہ ہتابی کی جھلک دکھا رہی تہی سیاہ آنکھین اگرچہ قدرت کی عمدہ کاریگری سے بڑی بڑی بنی تہین مگر شرم باد باکے اُنھین چھوٹی ثابت کرتی تہی۔ وہ چاندکی ایسی صاف اور سڈول پیشانی جو شرم آلودگی کے باعث تیج سی گئی تہی اسوقت کی نیچے کو جھکی ہوئی ادا مین نہایت ہی دلربا بنگئی تہی۔ نازک ناک کو اس قدرتی گلاب کے پھول کا گلبن کہنا چاہیے جسکی دو پنکھڑیان ادہر اُدہر کے دونون گورے اور کچھ کچھ سرخی مایل رخسار تہے۔ دہانہ چھوٹا تہا۔ جوبنون پر اور حوصلون سے بھرا اوبھرا سینہ اُن جوانی کی اُمنگون کو روکے ہوے تہا جو خود بخود نکلی پڑتی تہین فرخ کی نگاہ اس کا فرادا حور وش پری پیکر کے استقبال کو جس طرح بڑی بیتابی کے شوق سے بڑھی تہی اس کی صورت دیکھکر اوس سے زیادہ بدفرگی کے ساتھ واپس آئی۔

اسوقت فرخ کا چہرہ اُن لوگون کے دیکھنے کے قابل تھا جو چہرے کے فوری تغیرات کو دیکھنا چاہتے ہین مگر نہین فرخ نے اتنا موقع ہی نہین دیا کہ کوئی اسکے چہرے پر نظر ڈالے اس دلربا معشوقہ کے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اوسکا قصد تہا کہ پھرتی کے ساتھ برآمدی اور صحن سے گزر کر باہر نکلجاے مگر جلدی کی گھبراہٹ مین اوسنے برآمدے کے در سے ٹکر کھائی۔ چونے کا ایک بڑا پپڑ جو امنیٹون سے الگ ہوچکا تہا زور سے نیچے کی پختہ زمین پر گرا جلدی اس قصد مین تہا کہ لپک کے فرخ کو روکے جیسے ہی پپڑ کے گرنے سے ایک بڑی آواز ہوئی ویسے ہی اوس دروازے سے جو اوس طرف سے جدہر سے وہ شوخ ادا نازنین آئی تہی یہ آواز آئی۔

"وااین یہ آواز کس چیز کی تہی ؟" ساتھ ہی پیرون کی چاپ معلوم ہوئی۔ جہدی کا

خیال بٹ گیا اور وہ گھبرا کے اس دروازے کی طرف دیکھنے لگا " کون ہے ؟ یہ ادھر سے کسکی آواز آئی ؟ - ایں لاحول ولاقوۃ ! کیا دہوکا ہوا ہے ۔ اشتاق ہیں"

مشتاق " یہ آواز کیسی تھی ؟ - اور آپ اکیلے ہی ہیں ؟ کیا فرخ نہیں آئے ؟"

مہدی " اس طرف گئے وہ تو نظر ہی نہیں آتے !"

مہدی نے اسقدر کہا تھا " اس طرف گئے نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو فرخ ندارد بات پوری بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ گھبرا کر کہنے لگا " لو وہ تو نظر ہی نہیں آتے !"

مشتاق " یہ آواز کس چیز کی تھی ؟"

مہدی - (رک رک کر) " انھیں آواز ہی کی پڑی ہوئی ہے میں حیرت میں ہوں کہ فرخ کہاں غائب ہو گئے اور یہ اپنی گا رہے ہیں "

مشتاق " گئے کہاں ہونگے کہیں ادھر ادھر مکان کی سیر کر رہے ہونگے آجکل مزاج میں وحشت تو ہئی ہے مگر للہ یہ بتاؤ کہ دھڑاکے کی آواز کیسی آئی تھی ؟"

مہدی " فرخ تو پہلے ہی سے بگڑے تھے اب میں دیکھتا ہوں کہ کچھ آپ میں بھی سنک آچلی ایک دفعہ ہو دو دفعہ ہو - ایک بس دفعہ پوچھ چکے ہو (طغرے کی طرف اشارہ کر کے) " یہ جو آئین تو خدا جانے کیا وحشت سوار ہوئی کہ اوٹھکے بھاگے مگر گھبراہٹ میں درکی ٹکر کھائی دیوار پر انی تو ہئی ہے جونے کا ایک بڑا سا پتڑ گر پڑا - آپ ماشاءاللہ سے ایسے گھبرا کے دوڑے کہ میں آپکی طرف دیکھنے لگا اب جو ادھر دیکھتا ہوں تو فرخ ندارد "

مشتاق " تو یہ کیوں نہ کہا کہ فرخ اٹھ کے بھاگے - میں سمجھا گھبراہٹ کے باعث ادھر ٹہل رہے ہونگے - مگر انہیں ڈھونڈھنا چاہیے آخر کہاں چلے گئے ؟"

مہدی " تم یہاں ٹھہرو - یہ اکیلی گھبرائینگی میں جا کے ڈھونڈھ لاؤں "

یہ کہکے مہدی چل دیا اور مشتاق اور اس معشوقہ ہوش ربا میں باتیں شروع ہوئیں

مشتاق " آپ کو بیکار ہی تکلیف ہوئی ہم تو سب سمجھے تھے کہ فرخ کا کینہ کچھ دل بہلائیگا مگر اسکے سر پر

ایسی وحشت سوار ہوئی کہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کی صورت دیکھکر بھی متوجہ نہ ہوئے۔ تعجب کی بات ہے!"

معشوقہ۔ ذرا آپ مجھے بتائیے تو نہیں میں بھلا کس قابل ہون؟"

مشتاق " استغفر اللہ! مین بناتا ہون۔ خدانے آپکو صورت ہی ایسی دلربا دی ہے مین قسم کھاکے کہتا ہون آپ انتخاب ہین"

معشوقہ " اب آپ اپنی تعریف رہنے دین۔ خیر بھلا بُرا جیسا خدانے بنایا ہے ویسی ہی ہون"

مشتاق " آپکی ادائین تو اچھے بھلے آدمیون کو دیوانہ بنادین۔ فرخ تو سڑی۔ ہین انھین ان کی کیا قدر ہو"

معشوقہ " یہ آپکی قدردانی ہے۔ ورنہ بھلا میری کیا اصل وحقیقت ہے"

مشتاق۔ آپ کی اداؤن پر اچھے اچھون کی جان جاتی ہے۔ اب اسوقت شہر مین آپ کی دھوم ہو رہی ہے۔ بڑے بڑے امیرون کا یہ نقشہ ہے کہ ایک جھلک دیکھہ پانے کی تمنا مین گھنٹون کھڑے رہتے ہین"

معشوقہ۔ (بات ٹالنے کے لیے) اے اب وہ گئے تو ہین کے ہو رہے؟"

مشتاق " فرخ آجکل اپنے ہوش وحواس مین تو ہین نہین اور نئی نئی جو دام محبت مین گرفتار ہوئی ہین تو فراخ انتہا سے زیادہ خراب حرکت ہو رہا ہے باہر کی ضد کررہی ہونگی کہ ہم نہین جاتے

معشوقہ " آخر ہوا کیا؟"

مشتاق " ساری کہانی سُن چکین اور کہتی ہین ہوا کیا۔ یہی ہوا کہ کسی تیر نگہ کے گھایل ہوگئے۔ اب یہ بھی نہین بتلاتے کہ کسکو دیکھا اور کہان دیکھا گاڑی پر سوار تھے سائیس سے بس اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہان سڑک پر کچھہ دیر تک گاڑی رکوا کے ٹھہرے رہے اور اس مکان کو دیکھا کیے دریافت کرتے ہین تو یہ مکان برسون سے خالی پڑا ہوا ہے۔ کسیکے ہان بارات تھی اُسنے اس مکان کو ایک روز کیلیے مانگ لیا تھا۔ مالک مکان بیچارہ اب بالکل غریب ہے خود تو رہتا نہین خالی پڑا رہتا ہے۔ اُسنے دیدیا۔ اب برات مین خدا جانے کون کون اور کہان کہان کی عورتین آئی ہوئی تھین۔ پتہ لگے تو کیونکر؟ ہزار غور کرتے ہین کوئی بات نہین سوجھتی

اور انکا یہ حال ہو کہ جیسے دنیا ہی سے گئے گزرے ہوے ہمنے یہ ترکیب سوچی تھی کہ اس مکان مین لاکر انکے بہانے سے تمکو بیش کردین۔ آخر تم بھی تو اب حسن و جمال ناز و انداز کسی بات مین کم نہین ہو۔ مگر اپنی اپنی طبیعت ہی کچہ کام نہ نکلا دیکھیے کیا انجام ہے" باہر سے آواز آئی "بھئی انکا تو کہین پتہ نہین" قبل اسکے کہ مشتاق کچہ جواب دے مہدی اندر آیا اور اوسکے چہرہ پر نہایت تشویش پائی جاتی تھی

مشتاق "کہین پتہ نہین ؟"

مہدی "کہین نہین۔ سب طرف دیکھا مگر بالکل بے سود۔ سائیس سے پوچھا وہ کہتا ہے مین نے دیکھا تک نہین"

مشتاق ۔ (گھبرا کے) اور گاڑی کہڑی ہے ؟"

مہدی "ہان حیرت تو یہی ہے کہ گاڑی پر نہین گئے! یہ دیکھتے ہی دیکھتے خدا جانے کہان غائب ہوگئے!"

مشتاق "تو صاحب بفکر نہ ہونا چاہیے انھین تلاش کیجیے مزاج مین وحشت و حد سے زیادہ سمائی ہوئی ہے"

مہدی "ہان ہان۔ مین بھی اسی فکر مین ہون" (اُس نازنین کیطرف اشارا کرکے) انکو تو تم پہونچا دو اور مین جاتا ہون دیکھون گہر گئے ہین یا کہین اور چلے گئے۔

مشتاق "یہ اپنی گاڑی پر سوار ہوکر چلی جائینگی مین آپ کے ہمراہ ہی نہ چلون تو میرے نزدیک آجکل اُنکی بڑی حفاظت اور نگہداشت کرنی چاہیے" (معشوقہ کیطرف دیکھکر) "کیون صاحب آپ چلی جائینگی ؟ تکلیف تو ہوئی آپ کو۔ مین پھر حاضر ہونگا"

معشوقہ "مجھے آپ کی کیا ضرورت ہے ؟"

مشتاق ۔ (کھڑے ہوکے ایک آہ سرد بھر کر) "جی ہان بھلا مجھہ ایسے غریبونکی آپ کو کیون ضرورت ہونے لگی"

معشوقہ ۔ (ایک بھولے پن کی ادا سے مسکرا کر) "ضرورت تو ہے مگر آپ منظور نہ کرین گے"

اسپر مہدی کو بھی ہنسی آگئی ۔ اور فوراً ہنسی کو روک کے کہا "اب تم کو

نئی نئی سوجھتی ہے اور یہان کوئی بات مزہ نہین دیتی۔ لے اب چلو دیر کرنا ٹھیک نہین؟

غرض مہدی اور مشتاق اور وہ معشوقہ جادو وادا تینون آدمی مکان سے باہر نکلے وہ معشوقہ سوار ہو کے اپنے گہر کو روانہ ہوئی۔ مہدی اور مشتاق گاڑی پر بیٹھے اور فرخ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ رستے مین دونون نے یون باتین شروع کین۔

مہدی ”بھئی صورت تو قیامت کی تھی اور ادائین بھی کتنی پیاری تھین! مگر مطلب خاک نہ حاصل ہوا۔ بلکہ فرخ اور بہا فروختہ ہو گئے ہون گے۔ کی تھی بھلائی ہو گئی برائی؟“

مشتاق ”مجھے یقین تھا کہ اوسکی صورت دیکھتے ہی فرخ فریفتہ ہو جائینگے آپ نے دیکھا تھا کس بانکپن سے نظر ڈالی تھی۔ خیر اسکو تو اب جانے دیجیے یہ بتائیے کہ فرخ کے رو براہ لانے کی اور کیا تدبیر ہے۔ کچہ زور نہین چلتا۔ خدا جانے کون ایسی برق وش تھی کہ ایک ہی نظر مین کام تمام کر دیا“

مہدی ”یہ معاملہ زیادہ مشکل ہوتا جاتا ہے مین دیکھتا ہون کہ سارا بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے شادی کے اب دن ہی کہ رہ گئے ہین؟ اونکی پھوپھی کو چھوٹون بھی خبر ہو گئی تو دیکھنا کیسا ہنگامہ اوٹھتا ہے“

اونکے بھائی دشمن ہو ہی رہے ہین وہ الگ بغلین بجائین گے غرض بڑی خرابی ہو گی“ گاڑی فرخ کی کوٹھی پر جا کر ٹھہری مہدی نے ایک خدمتگار سے پوچھا ”فرخ ہین؟“

خدمتگار ”حضور وہ تو آپ ہی کے گہر گئے تھے“

مہدی ”جب سے نہین آئے؟“

خدمتگار ”جی آپ کے ساتھ ہی تو گئے تھے“

مہدی۔ (جھنجھلا کر) ابے ہم پوچھتے ہین ابھی تک نہین آئے“

خدمتگار۔ (گھبرا کر) جی نہین تو بس حضور کے ساتھ ہی گئے تھے“

مہدی۔ (برہم ہو کر) ”عجب گدہا ہے“

مشتاق — خیر معلوم تو ہو گیا کہ ابھی تک نہین آئے آتے ہی ہون گے ہم گاڑی پر آئے اور وہ تو وحشت کے مارے پا پیادہ ہی چل کھڑے ہوئے ہم سے پہلے کیونکر پہونچتے - آپ اندر بیٹھیے مین جاتا ہون تلاش کرون - مشتاق روانہ ہوا اور مہدی اندر بیٹھکر سوچنے لگا - "یہ بڑی تباہی خرابی ہوئی مین تو سمجھا تھا کہ اُنکے جوش عشق کو جہان تک بن پڑیگا چھپائے رکھونگا مگر اونکی حرکتین ایسی ہین کہ چھپ چکا - حد درجہ کی رسوائی ہو گی - اب شادی ہو چکی"

دوسرا باب

فرخ ایک کشادہ سڑک پر قدم بڑھائے چلا جاتا ہے "مہدی نے مجھے بڑا دھوکا دیا اوسکو مین ایسا نہ جانتا تھا - میرے ساتھہ تو جو کچھہ کیا وہ کیا ہی میری باعصمت معشوق کی پاکباز نگاہ کی توہین کی" (کچھہ آہٹ پاکر) "آتا تو نہین ہے؟" (پہر کے دیکھا مگر کوئی نہ تھا) ذرا اور قدم بڑھا بڑھا کر چلنے لگا "میری پیاری معشوقہ کی نظربازی اور اوسکی ادائین بڑی پاکبازی کے ساتھہ ہین - وہ اس بے حیا فاحشہ کی طرح ایسی بیحجابی سے کبھی نہ چلی آتی ! ہاے مین اوسے کہان پاؤنگا؟ وہ تو ایک حور تھی کہ بجلی کیطرح آسمان پر سے اپنا جلوہ دکھایا اور غائب ہو گئی" "کوئی آتا ہی" (پلٹ کر دیکھا) "نہین کوئی بھی نہین ہے - یہ شیطان ہے جو گھڑی گھڑی میری معشوقہ سے میرا دھیان بٹاتا ہے - اب مین اسکی باتون پر ہرگز خیال نہ کرونگا ہاے میری دلربا اگرچہ مین نے تیری زیادہ ادائین نہین دیکھین مگر وہ تیری ایک ہی ادا زندگی بھر یاد رکھنے کے لیے مجھے بہت ہے - ہاے وہ نامحرم شخص سے نظر دوچار ہوتے وقت ایک ادا سے جھپک جانا مجھے کبھی نہ بھولے گا - وہ تیری نیچی بھولی پاکباز نگاہ رے دلکو چھینکر اپنے ساتھہ لیتی گئی" ایک مقام پر فرخ ذرا ٹھہر گیا - بائین ہاتھہ کو ایک اور سڑک گئی تھی اور دونون سڑکین اس مقام پر آکے مل گئی تھین فرخ دل مین کہنے لگا "میرے مکان کو کدہر سے راستہ گیا ہی؟ کچھہ یاد نہین آتا کہ مین گاڑی کس طرف لے جایا کرتا تھا کسی سے پوچھہ لون؟"

اسوقت دہوپ تیزی پر
ہوتی ہے- یہ سڑکین گو زیادہ
دوڑ انے سے بہت کم کسی کی
آجاتا تہا تو سر چادر لپیٹے
بہی پر شکن پیشانی سے برابر
تھے- ابرون کی کجی صاف
کے ساتہہ دیکہتی ہین- سفید
دہوپ پڑتی تہی تو چونے کی
ایسے وقت مین اس بات
بعض جگہ کالے ابر کے ٹکڑے
ٹکڑون نے کچہ ایسی خوشنما
تھے کہ آسمان کی صورت
حدت سے کسی کو نگاہ اوٹھا
جنہین ہوا ابر پلٹے دیتی
کے نقش اور قسم قسم کے
ٹکڑے کو آفتاب پر کر دیتی
ہٹا دیتی تہی اور آفتاب
پکڑ جاتی تہی- اکثر ایسا ہوتا
ہلکی پڑ جاتی تہی-
دہوپ کا ہلکا ہو جانا
معلوم ہوتا تہا-
فرخ نے بڑا سے پر کہہ
سے منہ کا پسینہ پونچھکر
راستہ پہچانون؟ خیر جو کچہ
اشارا کر کے

لگی تہی- برسات کی دھوپ عموماً زیادہ شدت پر
وسیع تہین مگر اسوقت انپر بہی دور تک نگاہ
صورت نظر آتی تہی- ادہر اودہر کوئی بلا رسیدہ لنظر
ہوتا تہا کہ دھوپ کی گرمی زیادہ نہ محسوس ہو- اس
پسینے کے قطرے ٹپک ٹپک کے چادر کو بھگوتے جاتے
لیتا دیتی تہی کہ آنکھین سڑک کو بڑی ناگوار تکلیف
ہد استر کاری کی ہوئی پختہ دیوارون پر جو سفید سفید
سفیدی اوسے اور بہی لے اوڑتی تہی-
ت کو غنیمت سمجھنا چاہیے کہ آسمان پر سفید اور بعض
پھٹے ٹکڑے پھیلے ہوے تھے- ابر کے ان متفرق
ترتیب کے ساتہہ نیلے آسمان پر نقش و نگار بنا دئے
اسوقت دیکھنے کے قابل تہی مگر افسوس دہوپ کی
اٹھانے کی بہی مجال نہ تھی- یہ پھٹے پھٹے ابر کے ٹکڑے
رہی تہی لحظہ لحظہ اپنے پہلو بدلکر آسمان پر طرح طرح
جال ڈالدیتے تھے- ہوا جب کسی ابر کے تاریک
تہی اوس وقت بالکل سایہ ہو جاتا تہا اور جب اوسے
نیلگون آسمان پر نظر آنے لگتا تہا پھر دہوپ شدت
تہا کہ ابر کا کوئی سفید ٹکڑا آفتاب پر آجاتا اور دہوپ

یا بالکل سایہ ہو جانا سڑک پر چلنے والونکو بہت غنیمت

سے ہو کر سوچنا شروع کیا "مجھے کدہر جانا ہے؟ اور دل
کیا میری عقل اب اتنی بہی ٹھکانے نہین رہی کہ گہر کا
- اب کسی سے پوچھے کون؟" دابئین ہاتہہ کی طرف
ہی کو چلتا ہون"

فرخ نے غلطی کی وہ اپنے گھر کی طرف سیدھی سڑک سے نہین چلا۔ یہ سڑک جسکو اوسنے اختیار کیا بڑا چکر کہاکے اوسکی کوٹھی کو گئی تھی۔ بہرحال فرخ اوسی سڑک پر ہولیا۔ دہوپ کی شدت اوسے بہت کم محسوس ہوتی تہی۔ اوس پر گوشۂ کے آفتاب کی کرنین پڑرہی تہین۔ اسکا سلسلۂ خیال اُسی آفتاب کی شعاعون مین اُلجھا ہوا تہا۔ اوس نے پہر اپنے دل سے باتین شروع کین۔

"میرے دلکی بیتابی بڑھتی جاتی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو مین زندگی کیونکر بسر کرونگا؟ موت ابہی آجاے تو اسکی اور بات ہے مگر ظاہر اسباب ابہی مجھے بہت دنون زندہ رہنا ہے۔ یہ بہی غلط ہے ظالم عشق زندہ رہنے دے گا تو جیونگا۔ عشق کے ظاہری زور وشور سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میری بہت تہوڑی زندگی باقی ہے۔ میری شادی اور میرے متعلق والدہ کے جتنے حوصلے اور جتنی آرزوئین ہین سب خاک مین مل جائینگی۔ اونہہ ان باتون کا تو اب مجھے خیال بہی نہ کرنا چاہیے۔ مین تو اب ایک اور ہی عالم مین ہون۔ مجھے اِن فکرون سے کیا سروکار۔ لوگ دو ہی عالم بتاتے ہین ایک دُنیا دوسرے عقبےٰ۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ عالم عشق کو بہول ہی گئے یہ ایک تیسرا عالم ہے۔ مہدی نے بڑی بُری حرکت کی۔ ایک فاحشہ عورت سے میرا سامنا کرادیا۔ شاید وہ عشق کو طبیعت کا ایک معمولی میلان سمجہا ہے وہ کیا جانے۔ عشق چیزہی اور"

فرخ کے خیالات اس مقام تک پہونچے تہے کہ ایکطرف کسی باغ کا پہاٹک نظر آیا اوسے دہوکا ہوا کہ شاید اوسکے باغ کا پہاٹک ہے۔ ٹھہر کر غور سے دیکہا اور اندر چلا گیا۔

ویسے ہی ایک ابر کا ٹکڑا آفتاب پر آگیا اور چارونطرف سایہ ہوگیا یکبیک ٹھنڈک ہوجانے سے ذرا تسکین سی ہوگئی۔ فرخ جب باغ کے اندر داخل ہولیا تو اوسے معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور مقام ہے۔ ایک چمن کے کنارے سبزے پر بیٹھ گیا۔ درخت اگرچہ اوسوقت کی کڑی دہوپ کے باعث پژمردہ ہوگئے تہے مگر اس دم بہر کے سائے نے یکایک اُنکی بہار کو چمکا دیا۔ وہی ہوا جسکے گرم گرم

جھونکے باد سموم کا اثر رکھتے تھے خوشگوار معلوم ہونے لگے فرخ کے تمام بدن سے پسینہ
بہہ رہا تھا اس ہوا کا چلنا اوسے لطف دینے لگا۔ وہ نگاہ جو ابھی تیز دہوپ کے
خوف سے کسی طرف جاتے ہوئے ڈرتی تھی سرسبز درختون اور ہرے بہرے
سبزے کیطرف ایک بڑے ذوق وشوق سے بڑھنے لگی۔ پیشانی کی شکنین مٹین۔
بھوین سیدھی ہوگئین۔ اور نظر ہوا مین بے تکلفی کے ساتھ سیر کرنے لگی۔
فرخ نے نگاہ اوٹھا کے آسمان کو دیکھا تو ابر کی خوشنما سلسلہ بندیان اُسے بہت
اچھی معلوم ہوئین۔ وہ اپنے مقام سے اوٹھا باغ کی چند روشون پر ادہر اُدہر
پہر کے باہر نکلا اور آگے روانہ ہوا۔ یہ سڑک آگے بڑھکر جمنا کے کنارے پر نکلی
تھی۔ فرخ نے کچھ دیر ٹھہر کے جمنا کے بہاؤ کو دیکھا ہوا ابر کو اُڑائے لیے جاتی تھی
یہ سیر دیکھنے کے قابل تھی کہ پانی پر کبھی معلوم ہوتا تھا کہ دھوپ بہاگی چلی جاتی
تھی اور سایہ اوسکے پیچھے دوڑا چلا جاتا ہے اور کبھی سایہ بہاگتا چلا جاتا ہے
اور دھوپ اوسکے پیچھے دوڑی چلی جاتی ہے۔ دہوپ کے وقت پانی
کی لہرون پر آفتاب کے عکسون کا لہرانا اور سائے کے وقت بڑی بے تکلفی
سے نگاہ کا پانی پر سیر کرنا ایسی دلفریب کیفیتین تھین کہ فرخ ٹھہر گیا۔ دریا
پر منقش آسمان کا عکس جو پانی کے لہرانے سے کانپتا ہوا معلوم ہوتا تھا
اوس سے فرخ کی بڑی دلچسپی ہوئی۔ وہ دم بہر کے لیے اپنے جنون انگیز ولولون
کو بھول گیا۔

فرخ موجون کی روانی اور آسمان کی رنگ آمیزیون کی جانب طبیعت کو
مصروف کیے ہوے تھا کہ اوسکے کان مین ایک آواز آئی "لے اب گہر بھی
تشریف لے چلیے گا کہ دریا کی لہرین ہی گِنا کیجیے گا؟" پہر کے جو دیکھتا ہے
تو مشتاق کی صورت نظر آئی۔ ایک سکوت کے عالم مین دم بخود ہوکے رہگیا
دل مین کہنے لگا "مین ہزار ترک کرون مگر دنیا میرا پیچھا نہین چھوڑتی ورنہ مجھے
اب ان لوگون سے کیا سروکار؟ مین اب گہر بار مال و دولت سبکو چھوڑ دون گا
ایک عشق کے لیے کوے یار کے سوا کہین دلچسپی نہین۔ اگر کسی قدر ہے تو
بس آزادی کی سیر مین۔ اوس تنہائی مین جہان کوئی دھیان بٹانے والا نہو

کچھ ایسی ہی جگہ پر خیال یار سے خوب باتین ہوتی ہین۔"
عشق واقعی ایک جنون ہے معمولی خواہشین جنکی طرف ہماری طبیعت مائل ہوا کرتی ہے اونپر اوس کا قیاس ہی نہین ہو سکتا۔ ایسے ایسے تجربہ روز ہوا کرتے ہین کہ کسی بانکی ادا یا کسی ترچھی چتون یا کسی مستانہ چال کو دیکھتے ہی ہماری طبیعت پر ایک فوری اثر ہو۔ ہر حسن عام اس سے کہ وہ کسی چیز مین ہو دلکو اپنی طرف کھینچنے کی تھوڑی بہت ضرور قوت رکھتا ہے مگر وہ حسن بلا کا ہے جو کسی کو اپنا سچا عاشق بنا کے فریفتہ کرلے نوجوانونکو کبھی یہ نہ سمجھہ لینا چاہیے کہ ہر وہ بھولی اور پیاری صورت جو اپنا جلوہ دکھا کر گھڑی دو گھڑی کے لیے اونھین بیقرار کر دیتی ہے اونکی معشوق ہے۔ وہ جب گھر مین آکر اپنے دلکو ٹٹولینگے تو اوس صورت کا کہین مشکل سے پتہ لگے گا۔ اور دو چار روز مین ایک معمولی صورت ہو جائے گی جس دل مین پیدا ہوا پتھر کی لکیر ہو جاتا ہے۔ وہ صورت جو اپنا سچا عاشق بنا لیتی ہے آنکھون کے سامنے سے کسی وقت ہٹتی ہی نہین۔

فرخ مشتاق کی طرف دیکھکر پھر خیالات مین ڈوبا مشتاق نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور آخر مجبور ہو کر کہنے لگا "اجیناب تو اب تشریف لے چلیے مہدی نہایت پریشان ہو رہے ہین وہان آپکو بہت ڈھونڈھا جب پتہ نہ ملا تو گھر پر آئے مگر بیکار اسلیے کہ آپ کو گھر پر بھی نہ پایا۔ خیر اب آپ تشریف لے چلین۔"

مہدی کا نام آنا تھا کہ فرخ کے دلپر گویا ایک چوٹ لگی۔ وہ عالیشان بلند مکان۔ وہ کھنڈون کا انتظار۔ وہ اوس نازنین کا ایک اوا کے ساتھہ آنا سب باتین ابتدا سے آخر تک اوسکی نظر کے سامنے پھر گئین۔ مگر اپنی رنجیدگی ٹالنے کے لیے اوسنے مشتاق سے پوچھا "آپ ادہر کہان آنکلے۔"

مشتاق۔ "یہ خوب بات پوچھی! اے جناب آپ کی تلاش کے سوا اور کون کام تھا وہ تو کہیے ادہر ہو نکلے ورنہ یہ خیال مین نہ تھا کہ آپ یہان ہونگے۔ غرض فرخ مشتاق کے ساتھ ہولیا اور ایک فکرمندی کے ساتھ اپنی کوٹھی کیطرف چلا۔ اوسکا دل کسی بات مین نہ لگتا تھا مگر مشتاق چھیڑ چھیڑ کے کچھ بات کرتا جاتا تھا۔"

مشتاق۔ "یہ آپ ادہر کیون نکل آئے؟" جواب ندارد۔

مشتاق "حضرت کچھ فرمایا نہ آپ نے؟ مجھے بڑی حیرت ہے"
فرخ "یونہین نکل آیا"
مشتاق "آخر اس دوپہر کیوقت اسطرفکی سیر ہی منظور تھی یا راستہ بھول گئے؟"
فرخ "بھول گیا ہونگا"
مشتاق "گاڑی موجود تھی اُسکو چھوڑ کے پا پیادہ چل کھڑا ہونا آپ ہی کا کام تھا۔
آخر اس قدر آپ متفکر کیون ہین؟"
فرخ نے نگاہ اُٹھا کے مشتاق کیطرف دیکھا اور اس سوچ مین پڑ گیا۔ کیا اسکو میرے
عشق کا حال معلوم ہو گیا۔ شاید مہدی نے کہدیا ہو۔
مشتاق "فرمائیے آپ کس سوچ مین ہین؟"
فرخ "ہان"
مشتاق "(دلمین) پست ہوئی" (بظاہر) آخر معلوم تو ہو کہ آپکو کس بات کی فکر ہے؟"
فرخ۔ (گھبراکر) "ہان! کیا؟" فرخ اس بیخودی کے عالم مین مشتاق کے ساتھ جاتے جاتے
اپنی کوٹھی پر نکلا۔ کوٹھی کے اندر گیا۔ مہدی اُسکو دیکھتے ہی اُدھہ کھڑا ہوا۔ فرخ اسوقت
چارونطرف ایک وحشیانہ نظر سے اسطرح دیکھہ رہا تھا جسطرح کوئی اجنبی شخص دیکھتا
ہے۔ مہدی کو اسنے ایک ایسی نظر سے دیکھا جو معمولاً کسی نئے آدمی پر پڑا کرتی ہے
ہاے! جو نگاہ معشوق سے آشنا ہوئی سب سے بیگانہ ہو جاتی ہے۔ عشق کی زنجیر اُسوقت
پیرون مین پڑتی ہے جب دُنیاوی تعلقات کے سب بندھن کھل جاتے ہین
وہی روز کے ملنے جلنے والے۔ وہی رہنے سہنے کا مکان۔ وہی پہننے اوڑھنے
کے کپڑے جن سے۔ وزسابقہ رہتا تھا عشق ہوتے ہی ایسا معلوم ہونے لگتا ہے
کہ گویا انکو کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ آخر مہدی نے پوچھا "فرخ تم اس مکان سے چلے گئے تھے؟"
بس اتنا پوچھنا قیامت تھا عشق کے مصور نے تمام گزشتہ اُمور کی تصویرون
کا مرقع آنکھون کے سامنے پیش کردیا۔ اُس پُرانے عالیشان مکان کے درنگاہ کے
آگے پھرنے لگے اور اُس خوبصورت عورت کے کھولتے وقت دروازے سے جو آواز
نکلی تھی کانون مین گونجنے لگی۔ اُس عورت کا ناز و انداز سے آکر بیٹھ جانا اور اپنا اُٹھ کھڑا
ہونا سب پیش نظر تھا۔ ساتھ ہی خیال آیا یہ کارستانی اسی مہدی کی تھی۔ یہی مجھے فریب دیکر

وہان لیگیا تہا۔ فرخ کے دل مین کبہی آتا تہا کہ ساری ناراضی مہدی پر ظاہر کرون اور کبہی دل
کہتا تہا کہ نہین طرح دینا چاہیے۔ ع این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر۔
فرخ جسوقت اس سوچ مین تہا اُسوقت اشتاق رخصت ہوکر چلا گیا جب مہدی نے
دیر تک اپنی بات کا جواب نہ پایا اور فرخ کو دریائے فکر مین غرق دیکہا تو ایک دوسرے پیرائے مین
اُسنے فرخ کا خیال ٹہانے کی کوشش کی یعنے اب اُسنے نصیحت شروع کردی۔

مہدی۔ فرخ دیکہو اب تم ایسے نا سمجہ نہین ہو تمہاری دانائی پر ہمکو اعتبار رہتا تہا۔ مگر افسوس
ساری عقل تم اپنے ہاتہ سے کہوئے دیتے ہو۔ کس کام کی بات ہوئی اگر تم اپنے پرائے
مین بدنام ہوگئے۔ ساری دُنیا تمہاری مجنونانہ عاقبت اندیشیون پر خندہ زنی کرنے
لگی۔ تم اتنا نہین سمجہتے کہ شادی کو دو ہی تین روز باقی ہین۔ اگر شادی نہوئی تو تم جانتے
ہو کیسی خرابی ہوگی؟ تمہاری سب کوششون کو بڑا بہاری نقصان پہونچ جائیگا
دولتمندی اور تمول کی امیدین بالکل منقطع ہوجائینگی۔ دشمن بہائیون کو بڑی
مسرت ہوگی۔ تمہاری والدہ جو فقط تمہارے ہی سہارے پر جیتی ہین اس ضعیفی
مین انکا کیا حال ہوگا؟ انسان جو کرے سوچ سمجہ کے کرے۔ عاشق ہوتے بہتیرون کو
دیکہا ہے مگر تمہاری طرح کسی کے حواس نہین جاتے رہتے ہین۔ اب یہ کونسی حرکت
تہی کہ اسوقت دہوپ کا تو یہ عالم ہے کہ جیسے پہاڑ کہاتی ہو اور آپ وحشت مین
چل کہڑے ہوے۔ گاڑی موجود تہی مگر نہین پاپیادہ ہی چل دیے۔ لے اب چلو
ذرا سُو رہو کچہ تو طبیعت کو سکون ہوجائیگا۔"

فرخ۔ (ایک آہ سرد بہرکے) "خیر مین تو چاہی سڑی ہون یا سودائی مگر تمسے ایسی اُمید نہ تہی"

مہدی۔ (حیرت سے) "کیون؟ مین نے کیا کیا؟"

فرخ "ہاے! مہدی تمنے ایسی بات کی کہ میرے دلمین زخم پڑگیا۔ میری با عصمت
معشوقہ کا دہوکا دیکر ایک فاحشہ عورت کو میرے سامنے کردیا۔ تمنے ایک پاکدامن
نازنین کا نام بڑے برے موقع پر استعمال کیا۔ تمنے اوسکی عصمت کی توہین کی۔"

مہدی چپ ہوگیا پہلے تو اس سے کچہ بہی نہ بن پڑا مگر آخر یون بات بنائی "نہین
جان تو جبکہ مین نے ایسا نہین کیا۔ یہ تو تم خود ہی مان لوگے کہ اسی مکان مین اپنی
معشوقہ کو دیکہا تہا۔ مجہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی نازنین جس سے

آج تمہارا سامنا ہوا تھا اس مکان مین اکثر آیا جایا کرتی ہے۔ اس غلطی مین پڑکے مین
اوسکو بلوایا تھا اگر وہ تمہاری معشوقہ نہین ہے تو تم مجھے معاف کرو۔ مگر ذرا اپنے
دل مین خوب سوچ لو مجھے تو اب تک گمان ہوتا ہے کہ وہی نازنین تمہاری معشوقہ
ہوگی"

فرخ "تم اوس فاحشہ عورت کو نازنین کیون کہتے ہو؟ ایسے اچھے لفظ کو تمنے غارت
کردیا۔ ہائے کیا اچھا لفظ تھا "نازنین" خیر اسے اب مین اپنی معشوقہ کی شان مین
استعمال نہ کرونگا۔ سُنا مہدی تم بھی میری معشوقہ کو نازنین نہ کہنا"

مہدی "نہین مین کبھی نہ کہونگا۔ اب یہ سب باتین پھر ہو رہین گی اسوقت چل کے
تم لیٹ رہو" فرخ کسی طرح جاتا نہ تھا مگر مہدی زبردستی کمرۂ خواب مین لے گیا
اور اُسے لٹا کے خود محلسرا کو روانہ ہوا۔ مہدی نے چلتے وقت اپنے دل مین کہا
"فرخ کا عشق بیشک اب جنون کے مرتبے کو پہونچگیا۔ طشت ازبام ہوا ہی چاہتا
ہے۔ ہمتو ہزار چھپائین مگر ایسی باتین کہین چھپانے سے چھپتی ہین۔ پھر اس کے
بھائی ایسے دشمن ہین کہ جان کے خواہان ہو رہے ہین۔ اب اسکی اطلاع اسکی
والدہ کو کردینا چاہیے۔ ایک تو مصلحت بھی اسی مین ہے دوسرے بعد کو کسی اور ذریعے
سے معلوم ہوا تو اونکو مجھسے شکایت ہوگی" بس اسی خیال سے مہدی محلسرا کو
روانہ ہوا کہ فرخ کی مان کو اُسکے بیٹے کے پُرشور عشق کی خبر دے۔

فرخ پلنگ پر پڑا اپنے خیالات مین غلطان و پیچان تھا "مجھے کیا کرنا ہوگا؟ مین
اپنے آپ کو بڑی سخت مصیبت مین مبتلا پاتا" (چونکے شانے کو ہاتھ سے
سہلا کر) اوہ! کس زور سے کاٹا ہے! کیا پلنگ مین کھٹمل ہوگئے؟" (کروٹ بدل
لی) "مین غور کرتا ہون تو دُنیا کی ہزارون چیزون کو اپنے ساتھ وابستہ پاتا ہون۔ کیا
سبکو یکقلم ترک کردون؟ طبیعت تو یہی چاہتی ہے۔ جس کسی نے علاقہ ہی
نہ" (کمر مین کھجلا کر) "واقعی بڑے کھٹمل ہوگئے ہین۔ خیر جب کسی سے علاقہ ہی نہ
رکھا تو پھر گھر مین رہا تو کیا اور کسی طرف نکل گیا تو کیا"

"کھٹملون پر کیا موقوف ہے۔ یون بھی تو چین نہین پڑتا" (پھر کروٹ بدلی)
"ہان غرض یہان رہنے کا۔ معاذ اللہ کون نکل آیا ہو تو عجب نہین کہ زدا ہے نہنے

بازو کو زور سے سہلا کر) تعجب نالائق خدمتگاروں سے سابقہ پڑا ہی۔ مگر کیو صاحب رکھنے پھر بھی لیجیے موجود ہین۔ مین کیا کہہ رہا تہا؟

غرض یہان رہنے کا کوئی نتیجہ نہین۔ والدہ ہین میری حالت دیکھ دیکھکر اونکو اور خفقان ہو جائیگا" (اور طرف کروٹ لی)

"اور یون آزادی اور تنہائی مین جدہر چاہونگا نکل جاؤنگا۔ جہان چاہونگا بیٹھ جاؤنگا۔ جس جنگل مین جی چاہا دو گھڑی بیٹھکر خیال یار سے باتین کرلین۔ اُفوہ! کیا اُلجھن ہے۔ کسی کل چین ہی نہین پڑتا" (کروٹ بدلکر) جو مصیبت پیش پڑیگی والدہ ایک ہی دفعہ جھیل لین گی" (یاس کی صورت بنا کر) میری معشوقہ کبھی مجھے ملیگی تو ہے نہین خیال یار ہی سے کام ٹھہرا تو پوری تنہائی کیون نہ" (گھبر کے اُٹھ بیٹھا) یہان کسی طرح چین نہ پڑیگا چلو باغ مین ٹہلون۔ شاید دل بہل جائے کوٹھی سے نکلکر باغ مین پہونچا) "کیا یہ پہولون کے درخت اور یہ کھلا ہوا باغ اس قابل نہین ہی کہ اسمین بیٹھکر اپنی پیاری معشوقہ کو یاد کرون؟ نہین یہان عزیز آشنا آکے ستائینگے۔ یار جانان کا پورا مزہ تو اس کوٹھی کے قرب جوار مین کہین بھی نہین ہے یہ پھول کیسا خوبصورت اور نازک ہے۔

میری معشوقہ کے رخسارے بس ایسے ہی ہین۔ نہین نہین۔ یہ تو اسوقت دہوپ سے مُرجھا سا گیا ہے۔ اُسکے گالون پر ہر وقت شادابی اور ترو تازگی رہتی ہوگی اُسکا حسن صدا بہار ہے" "دل تو یہان بھی نہین لگتا۔ آؤ ذرا سڑک پر چلکر دل بہلاؤن (پھاٹک سے باہر نکل کے) لو یہان بھی خاک اُڑ رہی ہے۔ کہان جاؤن؟ اچہا چلتا ہون۔ آخر کہین دل تو بہلے گا" انہین خیالات مین ڈوبا ہوا کسی طرف کو چلدیا

تیسرا باب

"بھئی سُنا۔ ہم اب آغا کے اکھاڑے مین جانا چھوڑ دین گے"

"حقیقت مین اب وہان بے ایمانی ہونے لگی وہ اکھاڑا اس قابل نہین رہا کہ کوئی مرد آدمی وہان جاسکے جسے جانا ہو اپنی آبرو سے ہاتھ دہو کر جائے"

"اور یقین جانو ہمنے جانا چھوڑ دیا تو اکھاڑا ٹوٹ جائے گا"

’’اجی کوئی وہان پیشاب کرنے جائیگا نہین‘‘

’’سب ہی دیکھہ رہے تھے کہ دنگل مین بھولا کشتی کہا گیا۔ پیٹھ لگ چکی تہی قادر نے بڑی پیاری کشتی نکالی تہی۔ مگر نبے کے اکہاڑے والون نے ایسا بنجیہڑا نکالا کہ بیچارا منہ دیکھہ کے رہگیا۔ اور آغا کھڑے منہ دیکھا کیے‘‘

’’مجھے تو غصہ آچلا تہا۔ جی مین آیا کہ بھڑ پڑون مگر آغا کو خاموش دیکھکر مین بھی کچہ نہ بولا‘‘

’’نہین جی نہین جب اپنے اکہاڑے والون کی اتنی بھی طرفداری نہ کی تو کسی کو ایسی پڑی ہے کہ جائے گا‘‘

’’لو بڑے بہائی بھی آگئے‘‘ (بہائی کیطرف دیکھکر) ’’کیون بہائی صاحب آپ بھی تو اوس روز موجود تھے‘‘ ’’دنگل مین نا؟ لاحول ولاقوۃ کتنی بڑی بے عزتی ہوئی ہے‘‘ ’’بے عزتی۔ یہ نہیت کہتے کہ آغا کے یہان جانا اب کسی مرد آدمی کا کام نہین ہے‘‘ (دروازے کے سامنے باہر کو دیکھکر) لو اب چپ رہو وہ خود چلے آتے ہین‘‘ ’’کون؟‘‘ ’’یہی آغا جی اور کون۔ تو چپ کیون رہین کیا کچہ ڈرتے ہین‘‘

’’یہ مناسب بات ہے لیجئے آپ آ گئے (ہاتھ سے اشارہ کرکے)۔

’’ذرا بیٹھ لینے دو‘‘

(آغا کی طرف دیکھکر) ’’فرمائیے استاد مزاج تو اچھا ہے؟‘‘

آغا ’’سب خدا کا شکر ہے‘‘

’’کیا خبرین ہین‘‘

آغا۔ (پہلے شخص کیطرف دیکھکر) ’’تم کل اکہاڑہ مین نہین آئے مزاج تو اچھا ہے‘‘

’’جناب سچ تو یون ہے کہ آپ کا اکہاڑا اب شریفون کے قابل نہین رہا‘‘

آغا ’’کیون؟ اسکا کیا مطلب ہوا؟‘‘

’’اوس روز دنگل مین آپ نے استاد نے بڑی ہیٹی کی‘‘

آغا ’’کس روز؟‘‘

’’اوس روز جسدن قادر نے کشتی نکالی تہی اور کس روز؟‘‘

آغا ’’بھئی سچ کہون میرے نزدیک تو بھولا کی پیٹھ لگنے نہین پائی تہی مین بولتا

تو کیا بولتا ہے؟"

"اور سُنا آنکھوں میں خاک ڈالتے ہیں"

آغا۔" میرا یقین نہیں ہے۔ دیکھو وہ بہادر علی آتے ہیں اونسے پوچھ لو یہ بھی وہاں موجود تھے (بہادر علی سے) کدھر سے آتے ہو؟"

بہادر علی۔" اسوقت تو میں لاڈو کے ہاں سے آتا ہوں"

آغا۔" لاڈو کون؟"

بہادر علی۔" اجی وہ چاندنی چوک سے دریبے کو جاتے ہوئے نکڑ والے کمرے پر نہیں رہتی ہیں؟" (اُس شخص کیطرف دیکھکر جو کمرے مین پہلے سے بیٹھا تہا) "انکو ایک خوشخبری سُنانے آیا ہوں۔ واللہ پھڑک اوٹھیں۔ کچھ مٹھائی قبول لیں تو بتاؤں گا"

"مٹھائی کا ہر وقت حاضر ہے کہو تو سہی؟"

بہادر علی۔" تمہارے بھائی کے متعلق ہے"

آغا۔" اسکے بھائی کون؟"

بہادر علی۔" فرخ کو نہیں جانتے ہو؟"

بہادر علی کا اتنا کہنا تہا کہ دونوں آدمیوں کے چہروں سے خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ایک تو وہ جسکے قول سے یہ باب شروع ہوا ہے اور دوسرا وہ جسے آتے دیکھکر اُسنے کہا تہا کہ لو بڑے بھائی آ گئے" غالباً ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ دونوں کون تھے۔ یہ دونوں فرخ کے نامہربان بھائی تھے۔ بڑے کا نام مسعود اور چھوٹے کا نام مقصود تہا۔

یہ دونوں عرصے سے فرخ کے دشمن ہو رہے تھے۔ انہیں سخت ناگوار تہا کہ فرخ کیوں مہدی سے مل گیا۔ اصل تو یوں ہے کہ اس بات کو اپنی دشمنی کا ایک بہانا قرار دے لیا تہا۔ دونوں سخت نالایق تھے۔ پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے۔ جب فرخ کے والد نے انتقال کیا ان دونوں نے اپنا ترکہ بٹا لیا۔ انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اُسکے مزاج کی کیفیتیں اور اوس کے دل کا جوش اور اوسکی طبیعت کا میلان اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جب کچھ

مال و دولت اوسکے ہاتھ مین ہو۔ ہم اپنے غریب دوستون کی نسبت اکثر یہ خیال رکھتے ہین کہ دُنیا مین اگر یہ کسی با اختیار حیثیت پر ہوتے تو مفید شخص ہوتے مگر ہمارا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ چونکہ اُن لوگون کے ہاتھ مین روپیہ نہین ہے اس وجہ سے اُنکی طبیعتون کے جوش ظاہر ہونے کا موقع نہین پاتے اگر یہ دولتمند ہو جائین تو کیا عجب کہ سب سے زیادہ بدتر شخص ہون۔

غرض بُری صحبت کے باعث فرخ کے دونون بھائیون کے دلی جذبات نہایت خراب ہو رہے تھے۔ باپ کا ترکہ تقسیم کرانے کے بعد اون کا ظہور ہوا۔ پہلے الگ ہو گئے اُسکی کبھی جھوٹون خبر لوچھنا بھی انھین نہ نصیب ہوا اور رات دن عیاشی اور اوباشون کی صحبت ہی سے انھین سروکار تھا۔ چندروز مین ساری دولت اُڑ گئی جس کا فرخ کو نہایت افسوس تھا فرخ کے ساتھ ان دونون کو اسبات کا حسد تھا کہ وہ پھوپھی کی جائداد کا مالک ہو جائیگا اپنی پھوپھی کی دولت کو یہ بڑی طمع کی نگاہ سے دیکھتے تھے انکو یقین تھا کہ پھوپھی کی بیٹی کی شادی اگر فرخ کے ساتھ نہ ہوئی تو خاندانی قیدین اون کی نالائقی کو بُھلا دینگی اور پھوپھی مجبور آ ان دونون مین سے کسی کو اپنی دامادی مین قبول کرلینگی۔ غرض ایسے ہی ایسے خیالات تھے جنھون نے اُنکو فرخ کی دشمنی پر آمادہ کر دیا تھا۔ یہ فرخ کی جان کے خواہان تھے اور ایک آدھ دفعہ اسکی کوشش بھی کی مگر ناکام رہے۔

اسوقت مقصود بیٹھا اپنے دوست مرزا سے باتین کر رہا تھا کہ مسعود بھی آگیا۔ اوسکے بعد آغا آئے اور پھر بہادر علی آئے۔ جب بہادر علی نے فرخ کا نام لیا تو مقصود اور مسعود دونون ایک مسرت سے اوسکی طرف دیکھنے لگے اور کسی عمدہ خبر کے منتظر ہو گئے۔

مرزا۔ "اُنکی تو اب دو ہی چار روز مین شادی ہوا چاہتی ہے"

بہادر علی "جی ہو چکی۔ شادی نہ ہوئی خالہ جی کا گھر ہوا۔"

مرزا۔ "چوک گئے یار خالہ نہین پھوپھی کا گھر کہا ہوتا۔"

مسعود۔ (مسکراکر) "خوب اے میان بہادر علی وہ خوشخبری سناؤ۔"

آغا" ابھی نہ ذرا انکا شوق تو بڑہنے دو"
مسعود" نہین جی تم بیان بھی کرو"
بہادر علی "فرخ تو اب عاشق ہو گئے"
مسعود" کس پر؟"
مقصود" آپ تو بیوقوف ہین کسی ہونی بن پر عاشق ہو گئی ہونگے جیسی حور ویسی فرشتے"
مسعود" اسے کبھی تمیز نہ آئے گی"
مقصود (بگڑ کر) "آپ مجھے کوئی اور نہ سمجھیے گا جہان تک آپ کا لحاظ کرتا ہون جیسے انکا دیا کہاتا ہون سب مجھے اپنے باپ کی تو مروت سے نہین"
مسعود" اب مین دیکھتا ہون شامتین آئی ہین تمہاری کس طرح دوسر چڑہتا آتا ہے"
مقصود" تو کچھ مجھسے آپ ایسے کڑے بھی نہین ہین"
مسعود (لپک کر) اچھا تو اب تجھے اپنا کڑا پن دکھا ہی دین"
مسعود نے لپک کے مقصود کے ٹینٹے لیے اور وہ جو مسعود کا ٹیٹو الیتا ہے تو مسعود کی آنکھین باہر نکل آئین۔ مرزا اور آغا اور بہادر علی تینون اوٹھہ کھڑے ہوئے "ہان ہان! ہان ہان! جانے دو! جانے دو! ارے بھئی یہ بھائیون بھائیون مین؟"
غرض ہزار دقت دونون کو چھوڑایا اور بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دی تماشے کی بات ہے کہ ایسے لوگون کے جوش ذرا ہی مین اوبھر پڑتے ہین اور چونکہ غیرت کا بالکل خیال نہین ہوتا فوراً دفع بھی ہو جاتے ہین۔ غرض بہادر علی سے خوشخبری سننے کے لیے دونون بھائی پھر سنبھل بیٹھے۔ "ہان جی ہان۔ میان بہادر علی! فرخ کس پر عاشق ہوئے؟"
بہادر علی" کس پر بتاؤن۔ یہ تو کسی کو پتہ ہی نہین لگتا بلکہ مین جانتا ہون خود اونکو بھی نہ معلوم ہو گا کہ مین کس پر عاشق ہوا ہون"
اس جملے پر قہقہہ پڑا۔
بہادر علی" ہنسی کی بات نہین ہے مین ابھی ابھی لاڈو کے وہان سے آتا ہون۔ لاڈو کی وہ نوچی نہین ہے دلبر"

مرزا "سچ کہنا کیا جوبن ہے اور سپرا! واللہ قیامت ہے۔ ایسی نازنین تو دیکھی نہین"

مقصود "ذرا ابہی اوس کا سن ہی کیا ہو۔ بہت کوئی پندرہوان یا سولہوان برس ہوگا"

مسعود "یار تو اوسکے وہان چلنا چاہیے"

مقصود "اب چہوٹون کے ہوتے ہوئے بزرگ کیا جائینگے۔ اب کیا مین جاؤنگا"

مسعود ہنسکر چپکا ہو رہا اور بہادر علی کیطرف دیکہکر کہنے لگا "پہر کیا ہوا؟"

بہادر علی "تو جناب فرخ کے وہ کون بہائی بمبئی سے آئے ہین! بہلا سا نام ہے۔ ہان مہدی۔ اونہون نے کیا کہ دلبر کو لے جاکے فرخ کے سامنے کردیا اور کہا تمہاری معشوقہ یہی ہے۔ فرخ کو جو وحشت نے گہیرا تو اوٹہہ کے بہاگے۔ مین نے سُنا ابہی تک پتہ نہین لگا۔ غرض اونکا عشق بڑے زوردن پر ہے۔ وحشت مین خدا جانے کہان مارے مارے پہرتے ہونگے۔

مسعود "واللہ بڑا عمدہ موقع ہاتہہ لگا۔ اب اسکی شادی نہ ہونے دوا اور یہی وہ تو ہمیشہ سے بدمعاش تہا۔ پہوپہی بیچاری کیا جانین۔ جو لوگون نے کہدیا اُسی پر راضی ہوگئین۔ پہوپہی یہان رہی ہون تو جانین۔ پہوپہا ہمیشہ لکہنؤ مین رہے وہ بہی اُنکے ساتھ وہین رہین۔ جب تک وہان تہین اون کی لڑکی میرے ساتہہ منسوب ہونے کو تہی اب پانچ مہینے ہوے پہوپہا کی برسی کرکے یہان چلی آئین تو لوگون نے کچہ ایسی رخنہ اندازیان کین کہ نسبت چہوٹ گئی اور فرخ کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کا ارادہ کیا۔ خدا کرے اوس کمبخت کا کہین پتہ نہ لگے۔

مقصود "سُنا بہئی وہ جو تجویز ہم تم سوچے تہے اب اوسکا ٹہیک موقع ہے۔ وحشت مین تنہا مارا مارا پہرتا ہوگا کہین جنگل ہی مین اوسکا کام تمام کردیا جاے تو خوب ہو"

مسعود "ہان ہان! بہت ٹہیک۔ ایسا موقع پہر ہاتہہ نہ لگے گا"

مقصود "اچہا تو اسوقت پانچ آدمی ہین اور پانچون دلی دوست ہین۔ آپس مین اقرار ہوجاے کہ کسی کو کانون کان خبر نہ ہو اور پانچون آدمی ملکر فرخ کا

جھگڑا ابھی پاک کردین۔"
آغا۔" سچی مین ہر طرح حاضر ہون تمہارے ساتھہ جانے مین بھی تامل نہ ہوگا ہاے
مرزا۔" مین کیا تم سے مُنہ موڑونگا اجی خدا نے چاہا تو سب سے آگے ہونگا۔"
بہادر علی۔" یار ذرا سوچ سمجھ لو اور یون تمہارا ساتھہ دینے کو تو مین بھی تیار ہون۔"
آغا۔" اجی سب سمجھا ہوا ہے۔کسی کو معلوم ہی کیا ہوگا؟"
بہادر علی۔" حضرت بس یہی مطلب ہے مگر سب کے سب آدمیون کا شریک ہونا ٹھیک نہین۔بس جن دو آدمیون کو چاہو تجویز کر لو۔"
آغا۔" ہان خوب صلاح بتائی۔بس ایک مسعود ایک مین۔کیون کافی ہے نا۔"
مرزا۔" اور ہمین نہ لوگے؟"
آغا۔" تم بھی سہی۔تین آدمی ہونگے تو کیا خرابی ہوگی؟"
مسعود۔" تو ہو گئی۔"
آغا۔" ہان ہان جی ہو گئی۔اب اوسکا پوچھنا ہی کیا؟"

چوتھا باب

فرخ کی مان رو ہی رہی تھین کہ خود فرخ آیا اور مان کے گلے سے لپٹ گیا اور کہنے لگا" امان جان مجھے بڑی فکر ہے۔مارے فکر کے مین گھلا جاتا ہون۔اب امان مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دُنیا ہی مین میرا تمہارا ساتھہ چھوٹ جائیگا دیکھو امان جان گھبرانا نہین۔بھائی مہدی میری جگہ تمہاری خدمت کو ہمیشہ حاضر رہین گے۔تم اونہین میری ہی جگہ پر سمجھہ لینا۔اور سُنتے ہو بھائی مہدی دیکھو امان جان کو مین فقط تم پر چھوڑے جاتا ہون۔" (آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے)" دیکھیے اب خدا کب ملاتا ہے۔مہدی میرا کہا سُنا معاف کرنا۔میرے بعد تم اکیلے رہجاؤگے۔" یہ کہکر فرخ چلا مان رونے لگی اور مہدی نے چاہا کہ لپک کے اُسے روکے فرخ بھاگا جاتا ہے اور مہدی پیچھے دوڑا جاتا ہے کہ اُدھر سے ایک شیر آگیا۔مہدی سہم کر رہگیا اور شیر نے فرخ کو سخت زخمی کیا۔مگر فرخ نے پھرتی سے شیر کی آنکھین

پہوڑ دین-فرخ کے تمام بدن سے خون بہہ رہا ہے- اور خون کے نکلنے سے اوسکی حالت غیر ہوتی جاتی ہے- فرخ کی آنکھین تہرا گئین اور ایسا معلوم ہوا جیسے اوسکی جان نکل رہی ہے- مہدی گہبرا گہبرا کے فرخ کی طرف دیکھ رہا ہے کہ سامنے سے ایک اور شیر نمودار ہوا اور زور سے گرج کر اوسنے مہدی پر حملہ کیا- مہدی بہاگا دور پہونچکر پلٹ کے دیکہا تو معلوم ہوا کہ وہ شیر فرخ کے بدن کو پہاڑ رہا ہے- اتنا دیکہنا تہا کہ مہدی نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام کوٹہی گونج اوٹہی اور آنکھ کہل گئی- یہ خواب دیکھکر مہدی کی آنکھ جو کہلی تو اوسنے اپنے تئین نہایت ہی پریشان پایا- کچھ دیر تک پلنگ پر سہما ہوا پڑا رہا اور جب دل زیادہ گہبرایا تو کوٹہی کے اوس طرف جدہر جمنا بہہ رہی تہی جا کے ٹہلنے لگا- صبح ہو چکی تہی- مشرق کیطرف آسمان کے کنارے پر سپیدۂ صبح نمایان تہا- جس طرح کوے یار مین دل عشاق بکہرے ہوتے ہین اوسی طرح آسمان پر ستارے بکہرے ہوئے تھے- آسمان ہجران نصیبون کی سوگواری کا سیاہ لباس اُتار رہا تہا- مہمانان شب کے رخصت ہونے کا پرحسرت عالم ستارون سے دیکہا نہ جاتا تہا- اپنی آنکھین بند کیے لیتے تھے- پروس کے شوالے کا چراغ جو رات بہر روشن رہچکا تہا اس وقت کسی جان ملب کیطرح ہچکیان لے رہا تہا- نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جہونکے برسات کے موسم مین جبکہ اُمس ہوا کرتی ہے بہت غنیمت معلوم ہوتے تھے- جس طرح رات بہر فراق یار مین نالہ و زاری کرنے والون پر اس ٹہنڈی سُہانی ہوا کے باعث غنودگی سی طاری ہو گئی تہی اوسی طرح ایک پوسانی صورت سے کوٹہی کی شمعین بھی خاموش ہونے لگی تہین- دریا خوب چڑہا ہوا تہا- اور کوٹہی کے صحن مین پانی آجانے کو دو ہی تین سیڑہیان باقی رہگئی تہین-

جمنا کا تیز دہارا لہرا لہرا کے کوشش کرتا تہا کہ سپیدۂ صبح کے عکس کو اپنے ساتھ بہا لیجائے- دُنیا والون سے رخصت ہوتا ہوا اندہیرا جہان مہمانان

شب کو اون کی بیوفائی کے ٹھکانون پر پہونچا رہا تھا ہان اوس نے دو چار
پیاری صورتین تارون کی چھان مین لب جمنا ہی لاکے کھڑی کر دی تھین
شوالے کے گھاٹ پر پانی کا زیادہ ہچکولے لینا نگاہون کو اپنی طرف متوجہ
کر لینے مین کسی کے چہرون کی جھنکار سے کم نہ تھا۔ نگاہین صبح کے اندھیرے
مین عجب لطف کے ساتھ اوس لہراتے پانی کے تھپیڑے کھا رہی تھین جو
شوخیون کے ساتھ مہوشون کے گورے پنڈون کو چھو چھو کے
بھاگتا تھا۔ یہ سمان اور یہ وقت دل بہلانے کے لیے کافی تھا مگر مہدی کی
نگاہ کے سامنے خواب کی تمام باتین پھر رہی تھین وہ فرخ کا بھاگنا۔ وہ
اوسکا پیچھے دوڑنا۔ وہ شیرون کا آنا۔ اور وہ فرخ کے نزع کا عالم یہ سب امور
اسکو پریشان کیے دیتے تھے مہدی دل مین کہنے لگا ہاے فرخ! کیا تمنے
ہمیشہ کے لیے ساتھ چھوڑ دیا؟ افسوس تمہارے دوستون کا کیا حال ہوگا
تمہاری مان کس طرح زندہ رہین گی؟ ہاے! تم اپنے بھائی مہدی سے ہمیشہ
کے لیے جدا۔ نہین یہ تو خواب تھا۔ خواب و خیال کا کیا اعتبار! فرخ ابھی
زندہ ہوگا۔ ہوگا نہین ہے۔ فرخ کی وحشت نے اوسے ہاتھ سے کھو دیا۔
دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہے۔ مین نے بڑا پریشان خواب دیکھا۔
ایسے خواب انسان کے خیالات پر برا اثر کرتے ہین۔ فرخ کو گئے ہوئے
آج کے دن ہوے؟ ہفتہ ایک اتوار دو دوشنبہ تین منگل چار بدھ پانچ
ہان آج پانچ دن ہوئے۔ خدا جانے کہان ہوگا! ادہر اودھر جنگلون کی سیر
کر رہا ہوگا۔ کیا جانے راتین کہان بسر کی ہون گی۔ اور دن کہان گزرے
ہونگے۔ یہ اوس کے سر پر کیا وحشت سوار ہوئی؟ ہاے! عشق بری
بلا ہے۔ فرخ کے دشمن بہت ہین۔ اوسکے بھائی جان کے خواہان ہین۔
اب جس روز سے فرخ گیا ہے تلاش کرنے مین کوئی کسر نہین اوٹھا رکھی
گئی۔ تمام گلی کوچے اور تمام قریب قریب کے جنگل سب چھان مارے۔
انکی والدہ جانتی ہین کہ مین بے فکر ہون۔ اور فکر کا حال تو خدا ہی خوب
جانتا ہے۔ مگر اونکا کہنا بھی حق بجانب ہے اونپر بن ہی ایسی گئی۔ اچھا اب

ذرا روز روشن ہولے تو پھر ڈہونڈہنے کی کوشش کرون" یہ کہکر مہدی پھر وقت کی دلچسپیون کی جانب متوجہ ہوا۔ اب چڑیان چہچہانے لگین تھین اور ستارے جھلملا جھلملا کے غائب ہوگئے تھے۔ ویسے ہی گھڑیال نے پانچ بجائے۔ اور اُدھر شوالے کے نیچے سیڑھیون پر نازک بدن نہانے والیونکا زیادہ جھرمٹ نظر پڑا۔ مہدی ان کیفیتون کو دیکھہ رہا تھا کہ اُسے کچھہ آہٹ معلوم ہوئی۔ پلٹ کے دیکھا۔

مہدی۔ "کون حسینی خانم!"

حسینی خانم۔ "جی حضور۔ بیگم صاحب نے پوچھا ہی کہ صاحبزادیکی کچھ خبر معلوم ہوئی؟

مہدی۔ "میری جانب سے تسلیمات عرض کرنا اور کہنا ابھی تک کچھ حال نہین معلوم ہوا"

حسینی خانم۔ "یا خدا اونکا کہین جلدی پتہ لگے" کیا کہون بیگم صاحب کا تو یہ حال ہے کہ دانا پانی مطلق حرام ہوگیا۔ رونے دہونے کے سوا کوئی کام نہین ہی"

مہدی۔ (آبدیدہ ہوکر) "تمام ڈہونڈھا مگر کسی طرف پتہ ہی نہین لگتا۔ تم جاؤ کہدینا کہ آپ گہبرائیے نہین۔ خدانے چاہا تو آج ہی کل مین پتہ لگا جاتا ہے"

حسینی خانم۔ (سلام کرکے) "تو مین جاتی ہون۔ یہی کہدونگی" حسینی خانم یہ کہکر چلی گئی

مہدی پھر ٹہل ٹہلکر عالم خیال سے باتین کرنے لگا" اب کدھر جاؤن؟ کہان تلاش کرون؟ کون جگہہ ڈہونڈھنے کو چھوڑ دی گئی ہے جہان اب جاؤن آج کا خواب کیسا پریشان تھا؟ ابتک یاد آجاتا ہی تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین یہ مجھے بھی معلوم ہے کہ خواب تھا اوسکا کچھ اعتبار نہین۔ مگر خدا جانے یہ کیا بات ہے کہ ایک گہبراہٹ سی ہے۔ ہزار دل بہلاتا ہون مگر طبیعت کی اُلجھن کسی طرح موقوف ہونے کو نہین آتی"۔ (آہٹ پاکر) کون ہے"

خدمتگار۔ (سامنے آکر) "جی مین ہون"

مہدی۔ "کیون؟"

خدمتگار۔ "ایک صاحب آئے ہین"

مہدی۔ (دل مین) "یہین بلالون؟ (ادہر اُدہر دیکھکر) اہاہا! دھوپ

پھیل گئی!" (خدمتگار سے) "دوسرے کمرے مین بٹھاؤ - مین ابھی آیا"
خدمتگار چلا گیا اور مہدی کچھ دیر کے لیے پھر فکر مین غرق ہو گیا - پھر چند منٹ کے بعد کوٹھی مین داخل ہوا "اخاہ! آغا صادق ہین - کیسے مزاج تو اچھا ہے ؟"
آغا صادق "الحمد للہ آپ کی عنایت"
مہدی "مدتون کے بعد ملاقات ہوئی - یہ اسوقت کہان آنکلے ؟"
آغا صادق "اب تو مین نے معمول کر لیا ہے کہ روز صبح کو تفریح کے لیے شہر سے باہر چلا جایا کرتا ہون - حضرت بڑا لطف حاصل ہوتا ہے اور سُنا آپ نے آج عجب اتفاق ہوا - وہ جو ظفر شاہ کی مسجد نہین ہے وہی جہان پر کہ انگریز اور انگریزنین گیند کھیلا کرتی ہین اوسکے ادہر جمنا کے کنارے تک جو جنگل چلا گیا ہے وہان رات کسی کو کسی نے مار ڈالا - خون ضرور ہوا ہے - مگر پتہ نہین چلتا کہ کون مار ڈالا گیا - سُنا ہے کہ ایک ہاتھہ کٹا پڑا ہوا ملا - اور خون کے تو جیسے پرنالے بہے ہین - مین ابھی تو وہین سے آتا ہون - خاص شہر مین تو یہ اندھیر ہو رہا ہے اب آپ ہی بتائیے کہ دور کیا حال ہو گا ؟"
یہ سُنکر مہدی کو رات کا خواب یاد آگیا فوراً اسکے چہرے سے حسرت برسنے لگی - (دل مین) "خدا کرے فرخ بخیریت ہو - مجھے اوسکے بھائیون سے اس بات کا بھی خوف ہے - ہاے! فرخ کے ہوش وحواس کہان گئے ؟" (ظاہر) "تو جناب آغا صاحب یہ بڑے اندھیر کی بات ہے - اب تو یہان کے بدمعاشون سے ڈرنا چاہیئے"
آغا صادق "کیا عرض کرون - میرے تو حواس نہین بجا رہے"
مہدی "خدا جانے کسکی زندگی پوری ہو گئی تھی ؟ ہان قاتلونکا بھی کچھہ پتہ لگا ؟"
آغا صادق "ابھی ٹھیک تو معلوم نہین - مگر دو ایک آدمی ماخوذ ہوے ہین - ایک تو جمنا کے کنارے ایک کرارے کی آڑ مین بیٹھا اپنے کپڑون سے خون دھو رہا تھا اور شاید پولیس کے آدمیون کو آتے دیکھکر تلوار پانی مین پھینکدی اور دوسرا تلوار لیے اوپر کھڑا تھا - اور تلوار پر جا بجا خون کے لوتھڑے بھی جمے ہوے تھے - دونون فوراً گرفتار کر لیے گئے ؟"
مہدی - کچھہ معلوم ہوا کون لوگ ہین ؟ لو اصغر علی بھی آگئے - انسے خوب پتہ لگے گا

کیون صاحب یہ شہر مین کیا ہنگامہ ہو گیا؟"

اصغر علی کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے پہلے تو ہزار کوشش کی مگر آواز مُنہ سے نہ نکل سکی۔ آخر اپنے تئین بہت سنبھال کے کہا دد بھائی کیا پوچھتے ہو؟ زندگی کا مزہ جاتا رہا"

مہدی۔ (اصغر علی کی طرف غور سے دیکھکر) "ارے بھئی بعد جلد بتاؤ کیا ہوا کیا؟"

اصغر علی۔ تمکو ابتک خبر نہین! ہاے اس جانگزا صدمے کے خبر سُنانا بھی میری قسمت مین لکھا تھا؟" (مہدی خود بخود چونک کے اُسکی طرف بغور دیکھنے لگا) "ہاے بھائی فرخ مار ڈالے گئے!"

خدا جانے یہ کس قیامت کا جملہ تھا کہ یک بیک سب طرف ایک مایوسی کا سکوت پیدا ہو گیا۔ ایک ایک کی صورت دیکھتا رہ گیا۔ چہرون سے ظاہر ہونے والی حسرتین ایکدوسرے سے اشارہ کرنے لگین چشم زدن مین کچھ ایسا انقلاب ہوا کہ ایک عالمگیر سناٹا ہو گیا۔ اور کوٹھی۔ باغ۔ دیوار۔ در۔ پھول۔ پتے۔ جس چیز کو دیکھو اوسپر بیکسی برس رہی تھی مہدی چند منٹ بیٹھا رہا۔ دل بھرا ہی آتا تھا مگر اُسنے بلا کا ضبط کیا اور نگاہ نیچی کیے فرخ کی تصویر جو عالم خیال مین اوسکی نظر کے سامنے پھر رہی تھی دیکھا کیا۔ اتنے مین مشتاق آیا اور آتے ہی اُس نے دروازے پر ایک چیخ ماری اور ڈاڑھین مار مار کے رونے لگا۔ مشتاق کے رونے کی آواز سُنکر مہدی سے بھی نہ رہا گیا وہ کُرسی سے اُٹھکے کھڑا ہو گیا۔ اور باواز بلند رونا شروع کیا۔ کوٹھی بزم ماتم ہو گئی۔ اور گریہ وبکا کی دلخراش آواز دروازون سے نکل نکلکر ہوا مین گونجنے لگی۔ صداے نالہ و فریاد محلسرا مین پہونچی۔ فرخ کی مان گھبرا اُٹھی۔ ایک آہ سرد بھری اور کہا "الٰہی میرے بچے کی خیر۔ حسینی خانم دوڑ دیکھو یہ کوٹھی سے رونے کی کیسی آواز آ رہی ہے۔ حسینی خانم باہر آئی۔ جب تک حسینی خانم باہر سے پلٹ کر آئے آئے اوس کا یہ عالم تھا کہ ایک پاؤن اس دالان مین تو دوسرا اوس دالان مین کسی طرف چین ہی نہین آتا تھا۔ اتنے مین حسینی خانم باہر سے آئی۔ خاموش مگر صورت پر حسرت برس رہی ہے اور آنکھون سے آنسو جاری ہین۔

فرخ کی مان۔ (زور سے فریاد کر کے) "ہے ہے! ارے یہ تو مین پہلے ہی سے

سمجھی تھی - ہائے میرے فرخ! ارے مین نہ سمجھی تھی تو مجھے یون دغا دیگا - ارے میرے نازون کے پالے! (حسینی خانم کی طرف ایک جوش حسرت سے دیکھکر) اے حسینی خانم جوکچھہ کہنا ہو کہو - ارے مین اپنے بچے کی سنانی تو سُن لون "

حسینی خانم - (شور کرکے) ہے ہے! بی بی مین کیونکر کہون - میری زبان تک کیونکر آئے گا - ہائے! ظالم دشمنون نے گھر ہی تباہ کردیا " فرخ کی مان نے اتنا سُننا تہا کہ ایک چیخ ماری اور غش کہا کے گرپڑی - تمام محل مین کہرام مچ گیا - مھدی کی مان لپک کر گلاب پاش اوٹھا لائی - آنکھون سے برابر ٹپ ٹپ آنسو ٹپکتے جاتے تھے - مگر گلاب چہڑکا - تھوڑی دیر کے بعد فرخ کی مان کو ذرا ہوش آیا - مصلحتاً نالہ و فریاد موقوف کیا گیا - اور عورتین اپنے اپنے ذہن کے موافق فرخ کی مان کا دل بہلانے کی کوشش کرنے لگین -

ادہر کوٹھی مین جب سب کو رونے سے ذرا سکون ہوا تو مھدی نے کہا لے اب رونا تو عمر بھر کے لیے ہے - تجہیز و تکفین کی فکر کرنی چاہیئے "

اصغر علی " تجہیز و تکفین کس کی کیجیے گا! لاش کا بھی پتہ ہو - مین نے کیا کوئی بات اوٹھا رکھی ہے - رات کو جب مین اونہین ڈہونڈھ ڈھونڈھ کے واپس آیا تو حیدر ایک لڑکا ہے اوسنے کہا کہ فرخ شام کو ظفر شاہ کی مسجد کے صحن مین تن تنہا بیٹھے تھے اوسوقت تو مین جا سکا نہین صبح پو پھٹتے ہی وہان پہونچا دیکھا تو ایک ہنگامہ برپا ہے پولیس کے آدمی رات ہی کو پہونچ گئے تھے مگر کوئی یہ کیا جانے کہ فرخ تھے - جاکے دیکھا تو ایک ہاتھ کٹا ہوا پڑا ہے - لاش کا کہین پتہ نہین - خون بہت بہا ہوا زمین پر پڑا تھا - ہاتھ مین ایک فیروزے کی انگوٹھی تھی اوسپر نظر پڑنا تھی کہ قیامت ہوگئی - فرخ کے ہاتھ مین بھی مین نے یہی انگوٹھی دیکھی تھی - برقندازون نے لاش کے تلاش کرنے مین کچھہ اوٹھا نہین رکھا مگر پتہ نہ لگنا تھا نہ لگا - خدا جانے ظالمون نے کہان چھپا دی ہے - اسوقت دریا مین بھی جال پڑ رہے ہین مگر مجھے لاش ملنے کی اُمید نہین -

آغا صادق " مجھے اسکی خبر ہی نہ تھی - افسوس کیا صدمہ ہوا ہے - فرخ کا سا آدمی اب ہونا مشکل ہے - وہ شہید ہوئے مگر ہائے! اپنے دوستون کو عمر بہر کا

داغ دے گئے۔"

مشتاق "مرنا برحق ہے۔ انسان دنیا مین کیا کیا سامان کرتا ہے اور خود دیکھو تو سب ہیچ ہے۔"

آغا صادق "برحق برحق کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوے اور مہدی کی رخصت ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوئے

اصغر علی۔ (مہدی کے کان مین) اور آپ نے یہ بھی سُنا کہ یہ کام کس کا ہے؟

خود فرخ کے بڑے بھائی صاحب۔ ایک وہ اور ایک اور شخص دو آدمی ماخوذ بھی ہوے ہین۔ سُنا ہے کہ کوئی اور بھی تھا مگر پتہ نہین لگا بھاگ گیا"

مہدی "اجی یہ تو مین پہلے ہی سمجھا ہوا تھا"

مشتاق "مسودنا! اے حضرت وہی ہین۔ اُنکے سوا اور کوئی نہین ہو سکتا مین نے تو راستے مین سُنا تھا۔ شہر بھر مین تہلکہ مچا ہوا ہے بلکہ مجھ سے لوگون نے یہ بھی کہا تھا کہ اُنکے بڑے بھائی ہی نے مار ڈالا"

مہدی "ہاے فرخ تو گئے مگر ان ظالمون سے اب ہم سمجھین گے۔ میان صغر علی تم کو بھی گواہی دینا ہوگی بھئی اور بھی جسکو اسکا حال معلوم ہو اُسکو گواہی پر آمادہ کرنا۔ اجی مین چاہتا ہون کہ ان دونون سے بدلہ لون"

اصغر علی "یہ سب خدا نے چاہا تو ہو ہی رہے گا۔ خدا خود اوس خون ناحق کا بدلہ لے گا۔

پانچوان باب

فرخ کی پھوپھی "نصیبن کیا بجا ہوگا؟

نصیبن "اے بیوی ابھی تھوڑی دیر ہوئی تین بجے تھے مگر ابھی دہوپ بہت تیز ہے بدلی بڑے زور سے اوٹھی ہے خدا کرے برس جاے"

فرخ کی پھوپھی "ہان ایک دھ چھینٹا پڑ جاے تو ٹھنڈا ہو۔ نعوذ اللہ کس غضب کی اُمس ہے"

نصیبن "ٹھنڈک ہو جائیگی مگر بیوی ابھی کام بہت سے پڑے ہین بڑا ہرج ہوگا"

فرخ کی پھوپھی "اے ہان۔ اب دن ہی کے رہگئے ہین۔ آج بدھ ہے اور سنیچر کو برات آئیگی اور ابھی سامان بہت باقی ہے۔ خدا کرے بڑے بھائی آجائین مین نے تو منجھلے بھائی کو بھی بلایا تھا مگر وہ آج کچھ کام بتاتے تھے۔ لو پانی برسنے لگا

یا اللہ شکر۔ اب تو بڑے بھائی کے آنے مین بھی مجھے شک ہے نصیبن سب دروازے کھول دو" دروازے کھول دیے گئے۔

فرخ کی پھوپھی "اے اُدھر کے دالان مین بوچھار جاتی ہوگی نصیبن شہزادی سے پکار کے کہدو ادھر نکل آئین وہان اکیلی کیا کر رہی ہین؟ میرا تو اس لڑکی سے ناک مین دم آ گیا۔ ماتجھے بیٹھ چکی ہے مگر پردہ مین کسی طرح دل ہی نہین لگتا۔

نصیبن "نہین بیوی وہ تو پردے سے پانون بھی نہین باہر نکالتی ہین اسوقت اُدھر چوکی پر گئی تھین۔ خدا جانے کیا دل مین آیا کہ اُدھر ٹھہر گئین (پکار کے) اے صاحبزادی وہان بوچھار آتی ہوگی ادھر نکل آئیے دیکھیے آپ کی امی جان بلاتی ہین" شہزادی الڑھ پن کے ساتھ پائنچے ہاتھ مین اوٹھائے دالان سے باہر نکلین اور ایک چلبلی چھین کی ادا سے کیچڑ سے بچا بچا کر پاؤن رکھتی سمٹ سمٹ کر مینھ سے بچنے کی کوشش کرتی آئین اور پردے مین چلی گئین۔ تھوڑی دیر مین پانی برس کے نکل گیا۔ اسوقت ایک عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ قدرت نے نہایت ہی دلچسپ سمان باندھ رکھا تھا۔ برسنے والی کالی گھٹا کو ہوا اُڑا لے گئی تھی مگر سفید منتشر ٹکڑے آسمان پر پھیلے ہوے تھے۔ نکھری دھوپ سفید سفید مینھ سے دھوئی دیوارون پر بڑا لطف دکھا رہی تھی۔ آفتاب کی کرنون کو جیسے پانی نے دھو دیا تھا۔ کیونکہ اونکی نازک روشنی کو نگاہ بڑی خوشگواری سے دیکھتی تھی۔ آسمان کی نیلگونی جسے دن کی تپش کے بخارات نے میلا کر دیا تھا خوب پاک و صاف ہو گئی تھی۔ ہر چیز سے ایک تر و تازگی ظاہر ہونے لگی۔ ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکون سے اُمس موقوف ہوئی اور پسینے خشک ہوئے۔

فرخ کی پھوپھی "اب خوب ٹھنڈک ہو گئی"

نصیبن "بیوی صبح سے کس شدت کی گرمی تھی"

فرخ کی پھوپھی (سامنے دیکھکر) لو بڑے بھائی تو آ گئے اور منجھلے بھائی بھی

دونون بھائی آئے اور کمرے مین بیٹھ گئے۔

فرخ کی پھوپھی:۔ اے بھائی تم غفلت کرتے ہو اب فقط تین ہی چار روز رہگئے ہین۔ ان مین کیا کرلوگے؟ ابھی زیور بہت سا باقی ہے۔ جوڑے بھی اب تک سب تیار نہین ہوے۔ چالون کو تم سے کئی دفعہ کہہ چکی ہون مگر تمنے کچھ فکر نہ کی۔"

بڑے بھائی:۔ "تو گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ سب ہو جایگا۔ ابھی وہ دن آنے دو۔ خدا نے بڑی تمناؤن سے یہ خوشی کا دن دکھایا ہے۔" منجھلے بھائی بولے نصیبن تھوڑا پانی پلادو۔

فرخ کی پھوپھی:۔ "یہ پانی پینے کا کونسا وقت ہے۔ اسوقت تو خدا نے ٹھنڈا کردیا۔"

منجھلے بھائی:۔ "مجھے آج کچھ پیاس ہی بہت ہے۔ یہ جو تھا گلاس ہے یہ کہکر نصیبن سے گلاس لیکر پانی پیا اور منہ پونچھکے:۔ شادی تو ہو ہی جایگی مگر آج مین نے ایک ایسی خبر سنی ہے کہ مجھے بڑی فکر پیدا ہوگئی۔ بڑے بھائی اور فرخ کی پھوپھی دونون حیرت و اضطراب کے ساتھ صورت دیکھنے لگے۔

منجھلے بھائی:۔ "سنتا ہون فرخ نے بڑی آوارگی اختیار کرلی۔ اوس کی نسبت کبھی ایسی باتین آج تک نہین سنی گئی تھین۔ مگر مجھے یقین نہین آتا سنتا ہون کسی عورت کے پیچھے آوارہ و سرگردان پھرا کرتا ہے۔"

فرخ کی پھوپھی:۔ ہاے یہ میری تقدیر کی خطا ہے اوسکی خطا نہین۔ مگر بھائی سچ کہتی ہون جو کہین میری شہزادی کے دل کو کچھ صدمہ پہونچا تو میری زندگی اجیرن ہو جائے گی۔"

بڑے بھائی:۔ "ابھی کوئی تشویش کی بات نہین ہے۔ لوگ فرخ کے دشمن ہو ہی رہے ہین کسی نے غپ اڑا دی ہوگی۔ اوس کے مزاج مین ایسی آوارگی ہی نہین ہے۔ مجھے کبھی نہ یقین آئے گا۔ تم بسم اللہ کرکے نکاح پڑھواؤ مین خوب طرح سے دریافت کرلون گا تم اطمینان رکھو۔"

ایک ماما باہر سے سرپیٹتی آئی اور کمرے کے پاس پہونچکر زور سے ایک دو ہتڑ سر پہ مارا اور کہا "بیوی لٹ گئی۔ ہاے ظالمون نے کہین کا نہ رکھا۔"

سب لوگ حیرت سے دیکھنے لگے "کیا ہوا کیا؟ کچھ مُنہ سے تو کہو۔ آخر بتاؤ تو"
ماما "ارے وہ بات کیسے مُنہ سے نکالون! ہائے میرے اللہ۔ ارے ان
بجرانا مرگون سے خدا سمجھے! ہائے! دولہا کو مار ڈالا"
فرخ کی پھوپھی۔ (سر پیٹ کر) ارے میری قسمت مین یونہین لکھا تھا۔ ہائے
خدا دشمنون کو بھی ایسی قسمت نہ دے۔ ارے میری قسمت اونپر بھی
اثر کر گئی۔ ہائے! ہائے! ہائے! میری بچی! ارے لوگو مین کیا کرون!
ہائے مین لُٹ گئی۔ لوگو مین اپنی بچی کے دولہا کو کہان پاؤنگی؟" یہ کہکر
پردہ نوچ کے پھینک دیا اور شہزادی سے جا کے لپٹ گئی۔ شہزادی
کی صورت سب سے بڑی حسرت کی نمونہ ہو رہی تھی۔ اوس کا کم سنی کا
بھولا چہرہ بہت بڑا ضبط کر کے یاس و حسرت کو شرم و حیا کے دامن مین
چھپا رہا تھا۔
منجھلے بھائی۔ (آنکھون سے آنسو پونچھکر) آیئے بھائی صاحب باہر چلکر
اس خبر کو دریافت تو کر آئین۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ یک بیک آسمان سرپر
پھٹ پڑا" دونون باہر گئے۔
فرخ کی پھوپھی "ہائے مجھ بدنصیب کو یہ دن دیکھنا بدا تھا! ارے میری
بچی! مجھے بھی بیٹھے بیٹھے بیوہ ہوگئی۔ ارے لوگو مین اپنی فریاد کس کے
پاس لے جاؤن؟ ہائے یہ کن سنگدلون کا کام تھا؟ ارے اوسکے ساتھ
میری جان بھی لے لی" تمام محل مین کہرام مچ گیا۔ ماما اصیلین کھڑی ہو ہو کے
سر پیٹنے لگین آہ و زاری کی صدا آسمان تک بلند ہوئی ایک ایک کو سمجھاتا
تھا مگر سمجھنے کا ہوش کسی کو بھی نہ تھا۔
دونون بھائی باہر سے آئے۔ بہن کو سمجھا بجھا کے بٹھایا۔
بہن "یہ ہوا کیا؟"
بڑے بھائی۔ (رو کر) کیا بتاؤن کہ کیا ہوا۔ اس ضعیفی مین کلیجے پر اتنا بڑا داغ
اوٹھانا لکھا تھا۔ بس یہی ہوا"
بہن "بھائی خدا کے لیے جلدی کہو تم کیا دریافت کر آئے؟"

بڑے بھائی سے کچھہ کہا نہ گیا زبان بند ہوگئی منجھلے بھائی نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا دہبن ہماری اور تمہاری قسمت مین یہی لکھا تھا۔ فرخ کو اوسکے بھائیون نے مارڈالا۔ مسعود پکڑا بھی گیا ہے۔ ہای بین مسعود کو ایسا نہ سمجھا تھا اتنی بڑی سنگدلی اور شقاوت کا کام اوسکے بھائی کے ساتھہ دیکھیے یہ زمانہ کیا کیا کرتا ہے یہ زمانہ جو نہ کرے تھوڑا ہے اور عداوت کس بات کی؟ بس اسی شادی کی۔ جانتے تھے کہ ہمارے ساتھہ ہوگی۔ اور اُڑا ئے کو بے انتہا دولت ہاتھہ لگے گی۔ بس مارڈالا۔ اب ذلت کے ساتھہ گرفتار ہوے ہین۔ شہر بہر لعنت بھیج رہا ہے۔ دودن مین پہانسی ہوگی اسکی خبر ہی نہ تھی۔ ایسے آنکھون پر پردے پڑ گئے"

فرخ کی پہوپہی" ان ظالمون کو مین اپنی لڑکی دونگی۔ لاکہہ برس تو یہ ہوگا نہین اب اسکی شادی ہوچکی۔ فرخ نے اس کے پیچھے اپنی جان دی تو وہ اب کیا کسی اور کی ہوکے رہے گی۔ ہاے شہزادی تو بیوہ ہوگئی۔ وہ عمر بہر یون ہی بیٹھی رہے گی۔ مقصود سمجھتا ہوگا کہ مین اکیلا رہگیا ہون اب اور کون ہے؟ شہزادی کو مین بیاہ لاؤنگا۔ یہ ہو چکا۔ ہاے! میری شہزادی تیرا شوہر ایک مظلوم شہید ہے"

مان کی یہ تقریر سنکے شہزادی کے چہرے سے ایک بشاشت ظاہر ہونے لگی۔ اوسکو یہ اطمینان ہوگیا تھا کہ اپنے مظلوم شوہر کی سوگواری مین عمر بسر کرنے کا موقع ملا۔ ہاے! اس بہولی کم عمر سوگوار کے دل سے کوئی پوچھے کہ اوسپر کیا گزری۔

چھٹا باب

عدالت کی کرسی پر ایک یورپین مجسٹریٹ بیٹھا ہے۔ تمام عملہ اپنے اپنے کام مین مشغول ہے۔ انسپکٹر پولیس کی رپورٹ پر ایک قتل عمد کا مقدمہ پیش ہوا۔ استغیث کا اظہار شروع ہوا۔ دو مجرم سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے کھڑے ہین۔

حاکم "تمہارا کیا نام ہے؟"
مستغیث "مہدی"
حاکم "تم مقتول کا کون ہے؟"
مہدی "بھائی"
حاکم "کیسا بھائی؟"
مہدی "وہ میرا سوتیلا بھائی تھا"
حاکم "کیا تمکو یقین ہے کہ انہین لوگون نے مارڈالا!"
مہدی "بے شک! فرخ کی جان کا دشمن ان لوگون کے سوا کوئی نہ تھا یہ مدت سے اوس کی جان لینے کی فکر مین تھے۔ ایک مرتبہ کوٹھی مین فرخ پر حملہ ہوا تھا اور رات کے وقت کوئی شخص ننگی تلوار لیے گھس آیا تھا مگر گرفتار نہ ہوسکا۔ اور دریا مین کود کے بھاگ گیا۔ خود فرخ کو اوس مرتبہ انہین لوگون پر شک ہوا تھا۔"
حاکم "یہ لوگ فرخ کا کیون دشمن ہوگیا"
مہدی "اول تو وہ لایق تھا تمام خاندان اوسکی عزت کرتا تھا۔ اور یہ لوگ بالکل آوارہ ہین۔ ان کی صحبت سے خاندان کے لوگ احتراز کرتے ہین۔ دوسرے ان دونون مین سے ایک کی خاندان کی ایک لڑکی کے ساتھ شادی ٹھہری تھی۔ مگر اوسکی آوارگی ہی کے سبب سے نہ ہوئی اور فرخ کے ساتھ اوسکی شادی دو چار روز مین ہونے کو تھی۔ ان لوگون نے اسی حسد مین اوس کو مارڈالا"
حاکم "کیا مجرم بھی فرخ کے قرابتدار ہین"
مہدی "اوسکے سگے بھائی ہین"
حاکم "اچھا تم کیونکر ثابت کرسکتا ہے کہ فرخ کو مسعود اور مقصود ہی نے مارڈالا؟"
مہدی "پولیس کے کانسٹبل جنھون نے مجرمونکو ماخوذ کیا ہے اونکی شہادت ثابت کرسکتی ہے"
حاکم "پولیس کا کون کون کانسٹبل مجرمون کو گرفتار کیا"
مہدی "شیخ خدا بخش اور نراین سنگھ اور منا یہ تین آدمی وہان موجود تھے"

حاکم "اچھا تم جاؤ شیخ خدا بخش کو حاضر کرو" خدا بخش حاضر ہوا۔
حاکم "تم بیان کرو کہ تم نے ان لوگونکو کس طرح گرفتار کیا ؟"
خدا بخش "صبح ہو چکی تھی اور ابھی ستارے نکلے ہوئے تھے مین اودہر نکلا
اُس روز میری پچھلی نوکری تھی ذرا مین جنگل مین بڑھا تو مجھے بہت سا خون بہا ہوا معلوم
ہوا اور ایک ہاتھ بھی کٹا ہوا پڑا تھا۔ نراین سنگھ اور منا کی نزدیک ہی آواز آئی
مین نے لپک کے اُنکو ساتھ لیا اور جنگل مین تلاش کرنا شروع کیا۔ جمنا کنارے
دُور سے دو آدمی کھڑے ہوئے نظر آئے ہم تینون اودہر بڑھے تو ایک کہین
جنگل مین بھاگ گیا۔ خدا جانے وہ کون تھا مگر (ایک مجرم کیطرف اشارہ کرکے)
انکو ہمنے گرفتار کیا۔ وہان دیکھا تو ہمین ایک اور آدمی معلوم ہوا جو بیٹھا پانی مین
اپنا دامن دہو رہا تھا۔ دامن مین خون بھرا تھا اور وہان پہلے آدمی کے ہاتھہ مین
تلوار تھی اور اوسپر خون کے لوتھڑے جمے ہوئے تھے۔ بس ہمنے دونو نکو گرفتار
کر لیا۔ اُس آدمی کے ہاتھ مین بھی تلوار تھی جو اپنا دامن دہو رہا تھا۔ مگر ہم کو
دیکھکر پانی مین پھینک دی"
حاکم۔ (مجرمون کی طرف دیکھکر) "تمکو کچھ ان سے پوچھنا ہے"
مسعود۔ (خدا بخش سے) "تمنے تلوار ہاتھہ مین دیکھی تھی ؟"
خدا بخش "ہان تمکو پانی مین پھینکتے دیکھا اور وہ تلوار پھر پانی سے نکلی بھی"
مسعود "یہ تمنے کیونکر جانا کہ ہمارے ہاتھہ مین خون ہی کے دھبے تھے ؟"
خدا بخش "اُنکا رنگ خون کا سا تھا" مسعود چپ ہو گیا۔
حاکم "بس ؟ اچھا دوسرے کانسٹبل کو لاؤ" نراین سنگھ حاضر ہوا۔
حاکم "تمکو اس خون کے بارے مین کیا معلوم ہے ؟"
نراین سنگھ "جو کچھ خدا بخش نے بیان کیا اُس سے زیادہ ہمکو کچھ نہین معلوم"
حاکم "تمکو ان دونون پر قاتل کا شبہہ ہوا تھا"
نراین "حضور شبہہ کیسا ہمکو یقین ہے"
حاکم "اچھا تم جاؤ۔ اب منا کا اظہار لینے کی کوئی ضرورت نہین" (مہدی کیطرف
دیکھکر) "تمہارا اور کون گواہ ہے"

مہدی "جی ہان اصغر علی کی شہادت باقی ہے"
حاکم "اصغر علی کو بلاؤ" اصغر علی آیا۔
حاکم "تم اس معاملے مین کیا دیکھا تھا؟"
اصغر علی "فرخ کا کئی روز سے پتہ نہ تھا رات کو مجھے معلوم ہوا کہ فرخ ظفر شاہ کی مسجد مین تھے صبح سے پہلے ہی کچھ رات رہے مین وہان پہونچا مجھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی تو دو قدم جی کڑا کر کے جنگل مین چلا گیا۔ ایک لاش پڑی دیکھی ابھی اچھی طرح ٹھہرنے بھی نہ پایا تھا کہ دور سے کچھ آدمی مجھے دوڑتے آتے معلوم ہوئے مین ڈر کے بھاگا پھر مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا۔ صبح کو گیا تو ایک ہاتھ ملا اور لاش کا پتہ نہ تھا۔ اوس ہاتھ کی انگلی مین ایک انگوٹھی تھی جسے دیکھکر مین نے پہچانا کہ یہ فرخ کا ہاتھ ہے"
حاکم "تم کہہ سکتے ہو کہ کس طرف کا ہاتھ کٹا تھا؟"
اصغر علی "اسوقت گھبراہٹ مین مین نے اسکا خیال نہین کیا"
حاکم۔ (مجرمون سے) "تم کچھ جرح کرے گا؟"
مسعود "نہین"
اسکے بعد مجرمون کا اظہار شروع ہوا۔ پہلے مسعود کا اظہار لیا گیا اور آغا ہٹا دیے گئے۔
حاکم "ول تمہارا کیا نام ہے"
مجرم "مسعود"
حاکم "تم کہان کا رہنے والا ہے؟"
مسعود "حضور مین اسی شہر مین رہتا ہون"
حاکم "یہ کون آدمی مارڈالا گیا؟"
مسعود "مین نہین جانتا ہ"
حاکم "او تم نہین جانتا"
مسعود "جی حضور مجھے کیا معلوم کہ کون مارڈالا گیا"
حاکم "تم رات کو وہان کیا کرنے گیا تھا؟"
مسعود "مین ایک عمل پڑھا کرتا ہون اوس مین ایک شرط ہے کہ دریا مین

غسل کرکے نسان ۱۰ بجے رات سے صبح کی نماز کیوقت تک ـ ہاں بلکہ میں آدھی رات سے اُٹھکر جاکے جمنا میں نہاتا ہون اور ظفر شاہ کی مسجد میں میں اکیلا پڑھا کرتا ہون"

حاکم "عمل کیا؟"

وکیل مدعاعلیہ "ایک قسم کی اسپر بچول محنت ہے"

حاکم "اوہم سمجھا اچھا تم سے مقتول سے رشتہ داری ہے"

مسعود "جی میرا بھائی تھا۔ سگا بھائی اولسی سو آپ سمجھ سکتے ہین کہ مین قاتل نہین ہوسکتا"

حاکم "تم ابھی بولا تھا ہم نہین جانتا کون آدمی مار ڈالا گیا"

مسعود چپ رہگیا۔ وکیل سرکار نے کھڑے ہوکر کہا "مین امید کرتا ہون کہ عدالت اس امر کا خیال رکھیگی"

حاکم "تم سے اُس سے کچھ دشمنی تھا؟"

مسعود "دشمنی کیسی؟ وہ میرے سگے بھائی تھے"

حاکم "تم بتا سکتا ہے کہ اُسکو کون مار ڈالا"

مسعود "اب مین کسکا نام لے لون"

حاکم "اوسکا کوئی دشمن تھا؟"

مسعود "مین نہین جانتا"

حاکم "تمہارے ساتھ اور کون تھا؟"

مسعود "وہ میرے ایک دوست ہین"

حاکم "اوسکا کیا نام ہے؟"

مسعود "لوگ آغا کہتے ہین"

حاکم "وہ کیا کام کرتا ہے؟"

مسعود "اُنکے یہان اکھاڑا ہے ہم لوگ کثرت کرنے جایا کرتے ہین"

حاکم "تم تو کہا تھا ہم اکیلا جایا کرتا ہے" مسعود نے گھبرا کے سر کھجلانا شروع کیا۔ ہتکڑیون سے جھنکار کی آواز نکلی اوسکے بعد کہا ہان آج رات کو مین نہین ساتھ لیتا گیا تھا"

حاکم "آج کس لیے تم اوسکو ساتھ لے گیا تھا؟"

مسعود (ادہر اُدہر دیکھکر جس سے لاجوابی کا ثبوت ہوتا تھا) یونہین"

وکیل سرکار: "اوٹھنکر۔ عدالت اس امر کا بہی لحاظ رکھے"
حاکم: "تمہارے ساتھہ کوئی اور بہی تہا؟"
مسعود: "کوئی نہین"
حاکم: "تمہارے ساتہی کی تلوار پر خون کیسا جما تہا؟"
مسعود: "رات کو جنگل مین ایک بہیڑیے کا سامنا ہو گیا تہا۔ اونہون نے اوسکو زخمی کیا اوسی کا خون تہا۔ بہیڑیا چوٹ کہاکے بہاگ گیا"
حاکم: "کیا تمہارے پاس بہی تلوار تہا؟"
مسعود: "جی نہین"
حاکم: "پولس کا آدمی تو بولتا ہے کہ تمہارے پاس تہا۔ اور تم جمنا مین پہینک دیا"
مسعود: "جہوٹ کہتا ہے"
حاکم: "تم نہین پہینکا تہا تو اوس جگہ پانی سے تلوار کیون نکلا؟"
مسعود: "مین نہین جانتا۔ کسی اور کی تلوار ہوگی؟"
حاکم: "تمہارے دوست کے پاس لیسنس ہے؟"
مسعود: "نہین"
حاکم۔ "پہر تلوار اوسکے پاس کیون تہا" کچہہ جواب نہین۔
حاکم: "او۔ اچہا تمہارا دوست رات کیون تلوار لیکے تمہارے ساتھہ گیا تہا"
مسعود: "یہی بہیڑیے کے خوف سے"
حاکم: "کیا تم پہلے سے جانتا تہا کہ تمکو بہیڑیا ملے گا؟"
مسعود: "نہین مگر جنگل مین اکثر خوف رہا کرتا ہے"
حاکم: "تم کو یہی خیال تہا تو کیا تم روز تلوار لیکر عمل پڑہنے جایا کرتا تہا؟"
مسعود: "نہین تو"
حاکم: "او! تو تم اوسی دن بہیڑیے سے ڈرتا تہا" مسعود لاجواب ہو گیا۔
حاکم: "اسکو لیجاؤ۔ دوسرا مجرم حاضر کرو" پولیس کے جوان مسعود کو لے چلے۔ وہ زنجیرین کہڑکہڑاتا ہوا عدالت کے کٹہرے سے باہر نکلا اور بعد چند منٹ کے آغا حاضر ہوئے۔ سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے ہوئے آکے کٹہرے مین کہڑے ہوئے۔

حاکم۔ "تمہارا کیا نام ہے؟"
آغا۔ "مجھے آغا کہتے ہین"
حاکم۔ "تم وہان کیا کرنے گیا تہا"
آغا۔ "مسعود کے ساتھ چلا گیا تہا"
حاکم۔ "کیا کرنے گیا تہا"
آغا۔ "رات کو سیر کرنے کے لیے گئے تھے"
حاکم۔ "اور بہی کبہی گیا تھا"
آغا۔ "جی اکثر نکل جایا کرتے تھے؟"
حاکم۔ "روز نہین جایا کرتا تھا؟"
آغا۔ "نہین"
حاکم۔ "تمہارا تلوار پر خون کیسا جما تھا؟"
آغا۔ "راستے مین سیار نہین کُتا مِلا اور زور سے مجہپر جہپٹا مین نے تلوار ماری اور چلاتا بہاگا"
حاکم۔ "مسعود کے پاس بہی تلوار تہا"
آغا۔ "نہین"
حاکم۔ "فرخ سے تم سے کچھ عداوت تہا"
آغا۔ "مجھسے کیا کام۔ مین تو مسعود کے ساتھ چلا آیا تھا؟"
مہدی کا وکیل۔ "عدالت اس امر کو خوب غور سے سمجھے۔ پورا ثبوت ہوتا ہے"
حاکم۔ "کیا مسعود سے کچہ عداوت تہا؟"
آغا۔ "مجھے نہین معلوم"
حاکم۔ "مقصود بہی تمہارے ساتھ تہا"
آغا۔ "نہین"
حاکم۔ "مسعود دریا مین کیا کر رہا تہا؟"
آغا۔ "مجھے نہین معلوم"
حاکم۔ "تم اوپر کہڑا دیکھہ رہا تہا اور تمکو نہین معلوم؟"
آغا۔ "مین اور طرف دیکھتا تہا" حاکم نے اوسکے بعد آغا کے لیجانیکا حکم دیا۔ مجرمون کا

اظہار ہوچکا تو مجسٹریٹ نے فرد قرار داد جرم تیار کی اور مجرمونکو سنائی گئی جسکا مضمون یہ تہا" تمہارے اوپر مستغیث اور اسکے گواہونکے اظہارات کی بنا پر تم تینونپر جرم عاید ہوتے ہین - ایک تو یہ کہ تمنے قتل عمد کیا - دوسرے یہ کہ بغیر لیسنس کے تمہارے پاس اسلحہ برآمد ہوے تیسرے یہ کہ اصغر علی پر جسوقت تم اقدام قتل عمد کے مرتکب ہوے - اب تمکو موقع دیا جاتا ہے کہ اپنی بریت کے اگر کچہہ ثبوت تم دے سکتے ہو تو پیش کرو اور اگر کسی گواہ کو حاضر عدالت کرانا چاہتے ہو تو عدالت اوسکو طلب کر سکتی ہے"

مجرمون نے کسی ثبوت کے دینے سے انکار کیا اور نہ کسی گواہ کا نام بتایا - تہدی کے وکیل نے کہڑے ہوکے کہا" اگر شہادتون کا لحاظ نہ بہی کیا جاے تو مسعود اور آغا دونون شخص اپنے اظہارات سے آپ ہی جرم کا ثبوت دیتے ہین مسعود کے ہاتہہ مین تلوار ہونا پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہوگیا - آغا کے ہاتہہ مین تلوار تہی - قطع نظر اسکے کہ باوجود لیسنس نہ ہونے کے ہتہیار رکہنے کا ایک دوسرا جرم انپر ثابت ہوتا ہے اسکی کوئی وجہ نہین بتائی جا سکتی کہ یہ لوگ کیون تلوارین باندہکر گئے تھے - تلوار مین جو خون بہرا تہا اوسکی نسبت اظہار ہے کہ بہیڑیے کا خون تہا - مگر خود آغا نے کہا کہ کتے کا خون تہا - اوسی کیفیت اُس خون کی سمجہنا چاہیے جسکو مسعود اپنے دامن سے دہو رہا تہا - حالانکہ ڈاکٹر کے تجربہ سے دونون جگہ انسان کا خون تہا مسعود کو بہی فرخ کے ساتہہ عداوت ضرور تہی جو مختلف شہادتون سے ثابت ہوچکی ہے پہر مجرمون مین سے ایک شخص کا بہاگ جانا بہی ثابت ہوچکا - اوسکے سوا کوئی دوسرا شخص ہو ہی نہین سکتا - غرض میری راے مین عدالت کا انصاف اسی طرح پر ثابت ہوسکتا ہے کہ وہ تینون مجرمونکو مناسب سزا دینے کی کوشش کرے" اسکے بعد وکیل سرکار نے اُٹھکر یون تقریر شروع کی" اسمین ذرا شک نہین کہ مسعود اور آغا دونون قتل عمد کے مرتکب ہوے ہین - اگر اس مقدمے مین اور شہادتین نہ ثابت ہوتین تو بہی فقط مدعا علیہا کا اظہار ہی ثبوت جرم کے لیے کافی تہا - ہان ایک یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ مقتول کی لاش نہین ملی - اُسکو پولیس نے بہت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ لگا - صرف ایک ہاتہہ ملا جسکی انگوٹھی سے مقتول کے طرفدارونکو معلوم ہوا کہ فرخ کی لاش ہے - باہمی عداوت کا مقتضا بہی یہی ہے کہ

اُن لوگون کے ہاتھ سے جو اُس جگہہ پر ماخوذ ہوی فرخ ہی قتل کیا گیا ہوگا علاوہ
برین مہدی کا گواہ نمبر۳- اصغر علی نامے اسبات کو ثابت کر چکا ہے کہ کچہ تھوڑی ہی
دیر پیشتر اُسنے پوری لاش دیکھی تھی مگر قاتلون کو آتے دیکھکر اپنی جان کے خوف
سے واپس آیا- غرض اگر یہ نہی ثابت ہو کہ کون شخص مارا گیا تو بہی مجرم ضرور قاتل
ہین اور اُنکے ہاتھ سے بیشک کوئی مارا گیا ہے- غرض یہ دونون مجرم قتل عمد کے
مرتکب ہوے ہین- مقصود کے مجرم ہونے کے متعلق مجھے کلام ہے کیونکہ اُسکے
شریک ہونے کا ثبوت نہین اور دور کے قیاس پر عدالت کسیکو سزا دینا چاہے
تو انصاف سے بعید ہوگا" مدعا علیہا کا وکیل کھڑا ہوا اور اُسنے کہا "مین اسکی
کوئی وجہ نہین دیکھتا کہ عدالت کس ثبوت پر میرے موکلون کو مجرم قرار دیسکتی ہی
مقتول کا پتہ نہین صرف ایک کٹا ہوا ہاتھ ملا ہے- اسکو دیکھکر کسطرح کہا جاسکتا
ہے کہ جس کا ہاتھ ہے وہ شخص قتل ہی کر ڈالا گیا- قتل عمد کا الزام لگانا عدالت کی
ایک بہت بڑی جرأت ہوگی- عدالت پہلے دریافت کرلے کون شخص قتل کیا گیا اور
وہ کس کا ہاتھ ہے تب کوئی کارروائی ہوسکتی ہے- یہ بات ضرور تسلیم کیجاتی ہے
کہ مسعود کا دامن اور آغا کی تلوار خون آلودہ تھی مگر اس سے یہ پتہ نہین چلتا کہ ان
دونون نے اگر کسی پر حملہ بھی کیا ہے تو آیا اوسکو قتل کر ڈالا یا فقط اوس کا ہاتھ
کاٹ لیا- ہان یہ جرم البتہ ثابت ہوسکتا ہے کہ مدعا علیہون مین سے ایک بلا لیسنس
ہتھیار رکھنے کا مجرم ہے- میرے نزدیک انصاف یہی چاہتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر
ایک بالکل بری کیا جاے اور مدعا علیہ نمبر دو کو بغیر لیسنس ہتھیار رکھنے کی سزا
دیجاے- عدالت ہنوز ایک شک کی حالت مین ہے اور شک مین وہ کوئی
حکم قطعی نہین دیسکتی ہے اور مقصود تو بالکل بری ہے" وکیل سرکار پھر اوٹھا اور
کہا "مدعا علیہ کے معزز وکیل نے شاید شہادت نمبر ۳ کا خیال نہین کیا- اس شہادت
سے صاف ثابت ہوگیا کہ مقتول کی لاش دیکھہ لی گئی اور وہ ایک وقت مرا ہوا پایا
گیا- پس عدالت کے یقین کرلینے کو اسقدر کافی ہے"

حاکم نے کہا "بیشک عدالت کو بہی انصاف اسمین معلوم ہوتا ہے کہ فرخ ضرور
قتل کیا گیا- اگر وہ نہ ہو تو کوئی اور سہی مگر مجرم خون کے مرتکب ضرور ہوے ہین"

اتنے مین مدعا علیہا کے وکیل کو کسی نے لاکے ایک خط دیا اور اوسنے پڑھکر فوراً اُسے عدالت مین پیش کر دیا سر رشتہ دار نے خط پڑھکر سُنایا۔ "کرمفرمائے بندہ زاد لطفہ تسلیم - مین زندہ ہون اور مجھے کسی نے نہین مارا - مین نے سُنا کہ میرے قتل کی خبر مشہور ہوئی اور مسعود اور مقصود ماخوذ ہین - گو وہ میرے دشمن ہین مگر مین نہین چاہتا کہ کوئی میرے لیے ماخوذ ہو۔ مین نے یہ بھی سُنا کہ آپ اُن دونون کے وکیل ہین لہذا آپ کو تکلیف دیتا ہون کہ اس خط کو عدالت مین پیش کر دیجیے - زیادہ نیاز -

"راقم فرخ بقلم خود"

حاکم - "یہ عجب بات ہے۔ فرخ کا کوئی خط پہچانتا ہے؟ اُسے لاؤ" مہدی طلب کیا گیا اور اُسنے دیکھتے ہی کہا "یہ خط تو بیشک فرخ ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے" اوسنے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور دونون کی تحریر کو ملایا - ذرا بھی فرق نہ تھا -

حاکم "یہ خط کہان سے آیا ہے؟"

مہدی "لفافہ پر ڈاکخانے کی مہر دیکھکر) لاہور سے آیا ہے"

وکیل سرکار "اس خط سے کوئی فائدہ نہین حاصل ہو سکتا - عدالت نے اسکا تو ابتک یقین کیا تھا کہ فرخ ہی قتل کیا گیا ہے - مگر اوسکے نزدیک قتل ثابت ہو گیا لہذا مجرمون کو اس خط سے کوئی مدد نہین مل سکتی - اب اُمید کیجاتی ہے کہ نسبتاً زیادہ کارروائی موقوف کر دیگی"

حاکم - بیشک میرے نزدیک بھی ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے - اب ۱۰ اگست کو فیصلہ سُنایا جائیگا۔"

ساتوان باب

فرخ اپنی کوٹھی سے نکلکے ایک بیخودی کے عالم مین چلا جاتا ہے۔ دل مین کہتا ہے خوب نکل آئے او دُنیا تجھکو سلام ہمنے تو تجھکو چھوڑ دیا - ساری رشتہ داریان - ساری دوستیان - سارے تعلقات سارے منصوبے یکقلم سب نذر ہو گئے - آزادی حاصل ہو گئی - خیال جانان کا مزہ خوب حاصل ہوگا۔ بہت اچھا ہوا وہان یہ خرابی تھی کہ غیرون مین خیال جانان کو آنا پڑتا تھا - ہان ہان یہی وجہ تھی کہ وہان میری پیاری معشوقہ کا خیال میرے دل مین بہت کم آتا تھا وہ تو بڑی باعفت اور پاکدامن اور شریفانہ عصمت والی ہے اوس کا خیال بھی غیرون مین نہین آسکتا تھا خیر اُن لوگون سے تو اب نجات مل گئی جو خیال یار کے

آنے مین مخل ہوا کرتے تھے۔ ہان مگر اوسکا خیال خود میرے دلمین کیون آتا ہی؟ مین
بھی تو نامحرم ہون۔ کیا عشق نکاح بھی کردیا کرتا ہی؟ نہین ایسا تو نہین ہی ہاے اتو آ
وہ میرے دلمین بھی نہ آئے گی۔" فرخ کے چہرے پر یکایک حسرت برسنے لگی بڑی مایوسی کے
ساتھ سر جھکا لیا۔ "دیکھون دلمین اُسکا خیال ہی" ایک لمحہ پھر اپنے دلمین آپ ہی غور کرتا رہا۔
"نہین بالکل نہین۔ ہای اُسکے ہر ہر کونے مین ڈہونڈھ ڈالا کہین نہین ہی" یہ جملہ
کہتے وقت فرخ کی آنکھ سے دو ایک آنسو ٹپک پڑے۔ آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا تو اپنے تئین
ایک سنسان میدان مین پایا کچھ تھکن کچھ اُس پچھلے خیال کی مایوسی۔ کچھ گھربار اور
عزیز و آشنا کے چھٹنے کا فطری اور نیچرل غم و الم ان سب باتون نے ملکر ایسا اثر ڈالا کہ
پاس ایک شہتوت کا درخت تھا۔ فرخ اُسکے سائے مین ایک بڑے پتھر سے تکیہ لگا کے
بیٹھ گیا اور ادہر اُدہر نظر دوڑانے لگا۔ سامنے شمال کیطرف ایک خوبصورت پہاڑی
تھی جو دور سے نہایت ہی سڈول اور خوشنما نظر آتی تھی۔ فرخ کے قریب سے اُس پہاڑی
تک ناہموار زمین چلی گئی تھی جسپر نگاہ دوڑاؤ تو نظر بڑی بڑی چٹانون کی ٹھوکرین کہاتی
ہوئی جاتی تھی۔ دہوپ تیزی پر تھی اور آفتاب نصف النہار سے کچھ مغرب کیطرف
ہٹ گیا تھا۔ میدان کی اونچی اونچی چٹانون کے مغربی پہلو کڑی دہوپ مین چمک
رہے تھے اور اُنکے مشرقی جانب کچھ تھوڑا سا سایہ پڑا ہوا نظر آتا تھا۔ جس مین
بعض بعض جگہ کوئی کوئی جنگلی خرگوش ستانے کے لیے بیٹھا ہوا تھا۔ گائین
بھینسین ادہر اُدہر پھیلی ہوئی تھین۔ اور دہوپ مین پژمردہ ہوتی ہوئی گہانس کو
ڈہونڈھکر چر رہی تھین۔ چرواہے کہین کہین درختون کے نیچے اپنی کملی بچھائے
لیٹے تھے۔ ہرطرف سناٹا تھا۔ طیور بھی درختون کے پتون مین چھپے ہوے
چپ چاپ بیٹھے تھے۔ آواز آتی تھی تو مویشیون کی جو چرتے چرتے بعض دفعہ
بول اوٹھتے تھے۔ ہوا بھی رکی ہوئی تھی دور دور پر ادہر اُدہر کوئی سیاہ گنبد
نظر آجاتا تھا جسکے نیچے اگلی دُنیا کے لوگ آرام کر رہے تھے۔ فرخ ایک تو اتنی دور
چلنے سے ماندہ ہوگیا تھا دوسرے اوسکے خیالات نے بھی اُسے بہت کچھ تھکا دیا
تھا کچھ دیر اس وحشت ناک سمان کی کیفیت دیکھکر پاؤن پھیلا کے لیٹ گیا لیٹنا
تھا کہ نیند آگئی۔

ہائے! عشق عجب چیز ہے۔ یہ وہی فرخ ہے جسکو ابھی کچھہ دیر پہلے اپنی کوٹھی کی عمدہ سجی ہوئی مسہری اور ہوادار ٹھنڈے کمرے مین نیند نہین آتی تھی۔ اب دیکھو کس آرام سے جلتی ہوئی زمین پر ایک پتھر کا تکیہ لگائے سو رہا ہے یہان اُسکے خدمتگار نہین ہین کہ اولسنے پنکھا کھینچنے کو کہے۔ اُسکے دوست نہین ہین کہ اُنکی بامذاق باتون مین دل بہلے۔ باغ نہین ہے کہ تر و تازہ اور خوشنما پھول اوسکی دلچسپی کا ذریعہ ہون مگر خدا جانے عشق نے کیا دلبستگی پیدا کر دی کہ وہ بڑے چین سے سو رہا ہے۔ دیر کا تھکا ماندا آنکھہ کب کھلی؟ جب اوسکی نگاہ کو سیر کرانے کے لیے دھوپ کی گرم روشنی کے عوض چاندنی تمام میدان مین کھیت کیے ہوے تھی۔ رات کا پہلا پہر گزر چکا تھا۔ گو کسیطرف سے گھڑیال کی آواز نہین آتی تھی مگر تقریباً نو بج چکے ہونگے۔ فرخ آنکھہ ملتا ہوا اوٹھا اور اپنی لمبی نیند پر کسی قدر حیرت کی دلمین کہا اب رات ہوگئی آؤ گھر ملپٹ چلین۔ سب کا اضطراب ایکطرف والدہ نہایت بیتاب ہو رہی ہونگی۔ نہین۔ مین نے تو سب کو چھوڑ دیا۔ اب دُنیا مین میرا کوئی نہین ہے۔ تو پیاری ہائے! اُسکا نام کون؟ میری بدنصیبی دیکھو کہ نام بھی نہین معلوم۔ غرض وہی ہے۔ اتنی دیر سو یا کیا وہ خواب مین بھی نہین آئی۔ ہائے! اُسکی پاکدامنی اُسے اجازت بھی نہ دے گی کہ میرے خواب و خیال مین آئے" یہ خیال کرکے چاندنی پر نظر ڈالی تو بالکل بے لطف معلوم ہوئی۔ اوس کی روشنی پر ایک ایسی بھیانک تیرگی غالب آگئی کہ فرخ کو خوف معلوم ہونے لگا۔ سہم کے کہنے لگا "لوگ سچ کہتے ہین کہ فراق کی رات بڑی ڈراونی ہوا کرتی ہے۔

فرخ ایسا خوفزدہ ہوا کہ دل مین سوچنے لگا مین اب رات کہان بسر کرون؟ چاندنی مین ایک سیاہ گنبد کسی قدر نزدیک معلوم ہوا۔ وہ اوٹھہ کھڑا ہوا اور اُسی طرف کو روانہ ہوا۔ ہر ہر قدم پر ڈرتا جاتا تھا اور قدم بڑھائے چلا جاتا تھا۔ راستے کے نشیب و فراز جگہ جگہ پر اُگی ہوئی خار دار جھاڑیون سے اُسکو بڑی تکلیف ہوئی۔ گو اُسکے انگریزی کپڑون پر کانٹے کم موثر ہوتے تھے مگر خواہ مخواہ جھاڑیون سے بچنے اور بڑے بڑے چٹانون کے طے کرنے مین کچھہ غیر معمولی

وقفہ ہو ہی جاتا تھا۔ آخر یہ سب مصیبتین جھیلکر اُس مقبرے مین پہونچگیا۔ فرخ کے داخل
ہوتے ہی اُسکے اندر سے کوئی جانور زور سے نکل کر بھاگا۔ نیچے کے حصے مین جنگلی
کبوترون نے آشیانے لگائے تھے وہ بھڑکے اور آشیانے چھوڑ چھوڑ کر بھاگے
ان باتون سے اگرچہ فرخ کسی قدر خوفزدہ ہوا مگر دل کڑا کر کے اندر کی پختہ مگر ٹوٹی
ہوئی قبر سے تکیہ لگا کے بیٹھ گیا۔ چمگادڑون کے اُڑ اُڑ کر آنے جانے اور
در و دیوار کی بے مرمتی اور بالکل غیر آبادی مین واقع ہونے کے باعث اس
مقبرے کی اندرونی صورت مُہیب ہو رہی تھی۔ اتنے مین ہوا چلی اور بجلی چمکنے
لگی۔ بادل زور سے گرجنے لگا ہوا نے تھوڑی دیر فرّاٹے بھرے ہونگے کہ
ابر خوب گھر آیا۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ چاندنی غائب ہو گئی۔ آسمان کالے کالے
ابر کے باعث نہایت ہی مُہیب معلوم ہونے لگا۔ مقبرے مین یہ کیفیت
تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا تھا۔ فرخ کو اور خوف معلوم ہوا۔ فرخ اگر اپنی معشوقہ
کے خیال مین غرق ہو جاتا تو اُسے خبر ہی نہ ہوتی۔ مگر اب اوس کے ذہن مین
تھا کہ میری پاکدامن معشوقہ کا خیال ہی مجھ سے ناخوش کے دل مین نہ آئے گا غرض
وہ خوفزدہ ہو کے مقبرے سے ٹٹول ٹٹول کے باہر نکلا۔ اور میدان مین آکر
بیٹھ گیا۔ یا رب شب تیرہ بڑی مُہیب چیز ہے یہ اوپر کالا کالا کیا نظر آتا ہے
اُف وہ اتنا لمبا [illegible] کیا عاشقی مین مجھے بھوت پلیت کا بھی قائل ہونا پڑیگا
نہین مین اسکا قائل نہین مگر سامنے یہ کیا چیز ہے [illegible] بھوت وغیرہ دنیا مین
اگر ایسی چیزین ہین تو اس مقام پہ انکا ہونا ضروری ہے [illegible] پانی زور سے برسنے
لگا۔ فرخ بھیگ گیا اوٹھا اور پھر مقبرے کو چلا متفکر تھا کہ دروازہ کہاں ہے یہ
زور سے بجلی چمکی اور وہ لپک کر دروازے کے پاس پہونچگیا پہلے وحشت
سے مقبرے کی اندرونی بھیانک صورت کو دیکھا مگر پھر دل مضبوط کر کے
اندر چلا گیا۔ موسلادھار مینھ پڑنے لگا۔ فرخ اندر لیٹ گیا۔ کچھ دیر تو ڈرتا
رہا مگر آخر یاد جانان نے اوس کا دل بہلانا شروع کیا۔ بس اتنے سہارے
کی ضرورت تھی بہار کے جوان نے اسی دھن مین صبح کر دی۔
[illegible] نکل چکا تھا۔ آسمان کھل گیا تھا اور چاندنی اپنی پوری

روشنی سے لق و دق سنسان میدان کو نورانی بنائے ہوے تھا۔ مگر آفتاب کی ابتدائی روشنی سے جو مشرق کی جانب نمودار تھی اوس کی روشنی پھیکی اور ماند پڑتی جاتی تھی۔ ستارے آنکھون ہی آنکھون مین رخصت کی ایک مایوسانہ نگاہ سے زمین کی کیفیتون کو دیکھہ رہے تھے۔ چڑیون نے آشیانون سے چہچہانا شروع کیا۔ اور کوّے اپنی کرخت اور سب پر غالب آواز سے صبح کی نمودار ہونے کی خبر ہر طرف پہونچانے لگے۔ فرخ نے مقبرے سے نکلکر یہ کیفیت دیکھی اور دل مین کہنے لگا "اب مین کہان جاؤن ؟ گو صحرا نوردی مین خیال جانان سے زیادہ لطف حاصل ہونے کی اُمید تھی مگر پیاری معشوقہ کے ملنے کی آس ہے تو شہر ہی مین۔ وہین چلنا چاہیے" یہ کہہ کے فرخ شہر کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی دُور گیا ہوگا کہ کہنے لگا "نہین شہر مین لوگ پہچان لین گے پھر اونکے ہاتھہ سے نجات ملنا دشوار ہو جاے گی" راستے ہی سے پلٹا اور ادہر اُدہر پہاڑیون کے دامن اور چٹانون کے پہلوؤن مین بیٹھہ بیٹھکر شام کر دی۔

فرخ نے اس حالت ہی مین تین دن گزار دیے۔ باہر کی سڑکون کے کنارے کنارے شہتوت پھیلے ہوے تھے۔ بس انہین کے اوپر اُسکی زندگی تھی۔ یہ تین روز اوس کے دل مین نئے نئے مختلف خیالات پیدا کرتے رہے۔ کبھی وہ شہر کا قصد کرتا کبھی گھر کا۔ اور صحرا نوردی کا شوق سب پر غالب آجاتا تھا۔ چوتھے روز نہ رہا گیا شہر مین آیا۔ شام تک ظفر شاہ کی مسجد کے قریب والے جنگل مین رہا۔ کبھی مسجد مین آیا اور کبھی پہر جنگل مین چلا گیا شام ہو چکی تو وہ کوے جانان کی طرف چلا۔ راستے مین دل ہی دل مین طرح طرح کے خیالات آتے تھے اور چلے جاتے تھے آخر کہنے لگا اُس مکان سے تو مجھے نفرت ہو گئی اُسی مین مہدی نے ایک فاحشہ کو میری معشوقہ کے مقام پر لاکر اوسکی عصمت پر دھبّہ لگانے کی کوشش کی تھی۔ نہین مین اوس مکان کو نہ دیکھون گا۔ یہ کہا اور راستے ہی سے پلٹ پڑا۔ پہر اوسی مسجد کو چلا۔

جنگل بہار پہ تہا۔ چاندنی کا عکس اُسکی منتشر ٹہنیوں سے چھن چھنکر بڑے لطف کے ساتھہ زمین پر پڑ رہا تہا اور تنہا ایک فرخ تہا جو اس چاندنی کا لطف اوٹہانے کے لیے ہر طرف پہرتا تہا۔ دُور سے ایک صورت نظر آئی "یا اللہ یہ کون ہے؟ اور دیکھو آگے بڑہتا آتا ہے کیا بہاگ جاؤن؟ مگر مین تو یا و جانان مین سربکف ہو رہا ہون" "تم کون ہو؟"

فرخ اپنا خیال پورا ابہی نہین کر چکا تہا کہ وہ شخص سر پہ آ پہونچا اور چلا کے پوچہا تم کون ہو؟"

فرخ نے غور سے دیکہا تو ایک شخص معمولی کپڑے پہنے ہوے نظر پڑا اوس نے کہا "میری نہ پوچھیے مین تو ایک وحشی مزاج آدمی ہون۔ آپ اپنی تعریف کیجیے آپکا اسم شریف؟"

شخص "محمد حسین کہتے ہین جنگل مین ڈر معلوم ہوتا تہا خوب ہوا آپ سے ملاقات ہو گئی"

فرخ "آپ یہان کس غرض سے آئے تہے؟"

محمد حسین "حماقت اور کیا عرض کرون۔ دو گہڑی دن رہے یہان پاس کے باغ مین تفریح کے لیے چلا آیا تہا بڑہتے بڑہتے جمنا کے کنارے چلا گیا وہان کچہ ایسا دل لگا محویت کے عالم مین سیر دیکہتا رہا بس اب وہان سے اوٹہا ہون آئیے چلیے"

فرخ "میرا آپ کا کیا ساتھہ مین خدا جانے کہان جاؤن گا۔ ہان ایک بات عرض کرتا ہون؟ آپ قبول فرمائین تو مین بڑا ممنون ہونگا"

محمد حسین "فرمائیے فرمائیے۔ مین بسر و چشم حاضر ہون"

فرخ "حضرت مین آپکی صحبت سے اپنے تئین چھپایا چاہتا ہون اور یہ میرے کپڑے مجہت نہین چھپنے دیتے۔ اگر آپ اتنی تکلیف گوارا کرین کہ میرے لباس کو آپ قبول کرین اور اپنے کپڑے مجھے مرحمت فرمائین تو مین نہایت ممنون ہونگا مگر اس وضع کو آپ کیون پسند کرنے لگے"

محمد حسین "میرا تو اس مین کوئی ہرج نہین بلکہ مین نے بارہا انگریزی کپڑے پہنے بہی ہین جب سے مین نے انگریزی شروع کی تہی جو سبھی زمانے تہے جب

ان کپڑون کا شوق پیدا ہوگیا تھا مگر ؤ ۃ ایسی کیا ضرورت ہے کہ آپ ان کپڑون کو جُدا کرنا چاہتے ہین؟"
فرخ "کوئی تو ضرورت تھی ہواب آپ مہربانی کرکے قبول فرمالیجئے"
محمد حسین "مجھے کچھ انکار نہین" اسکے بعد دونون نے باہم کپڑے بدل لیے۔ فرخ نے محمد حسین کے کپڑے پہنے اور محمد حسین نے فرخ کا کوٹ ڈاٹا"
فرخ۔ (انگلی سے ایک فیروزے کی انگوٹھی اُتار کے) ہان لیجیے اسے بھی آپ قبول کیجیے مین ان سب چیزون کو اب فضول سمجھتا ہون"
محمد حسین "مجھے لینے مین انکار نہین مگر بے ضرورت اس کی مجھے جرأت نہین ہوسکتی"
فرخ "آپ لین تو سہی یقین کرین ان چیزون کو بالکل فضول سمجھنے لگا ہون آپ نہ قبول کرینگے تو مین پھینک دون گا۔ لہذا مناسب ہی ہوگا اگر آپ قبول فرمالین" محمد حسین نے انگوٹھی لے لی اور فرخ اوس سے رخصت ہوکے روانہ ہوا۔
محمد حسین "پھر مین چاہون تو آپ سے کہان نیاز حاصل ہوگا"
فرخ "نہین اب مجھ سے کبھی ملاقات نہ ہوگی۔ مین ایک خانہ بدوش آدمی ہون۔ یہ کہہ کے چل دیا۔ اتنے مین ابر گھر آیا اور اندھیرا چھا گیا۔
مسعود اپنے دوست آغا اور بہادر علی کے ساتھ فرخ کی خبر سُنکر یہان آیا تھا محمد حسین کو دُور سے دیکھا۔ اندھیرے مین صرف کپڑون اور وضع کا خیال کرکے سبھون نے محمد حسین پر حملہ کیا اور دو ہی چار وارون مین اوس کا کام تمام کر دیا۔
آغا کی تلوار سے غریب محمد حسین کا ہاتھ کٹ کے دُور جا گرا اور مسعود نے اُسکے سر پر بڑا گہرا وار کیا جس سے وہ تیورا کر گرا گرتے ہی تینون آدمیون نے تلوارون سے قیمہ قیمہ کر ڈالا۔ ویسے ہی اونکو کچھ آہٹ معلوم ہوئی اور مصلحتاً جنگل مین چھپ گئے۔ کئی گھنٹے تک وہ خوف سے نہین نکلے
آخر اوسکی لاش اوٹھالے گئے اور جمنا کی ریتی مین ایک پوشیدہ مقام پر

دفن کردی اور اوپر سے بالو برابر کرکے پانی اُلیچکے بہا دیا کہ بالو بالکل برابر ہو جاے۔ بیچارا محمد حسین بے گناہ بے قصور مارا گیا۔ پو پھٹنے کے بعد اوسکی لاش قتل گاہ سے اوٹھائی گئی تھی اس بیکسی پر یہان کوئی رونے والا نہ تھا۔ ہان شبنم کے قطرے جو سوگوار آسمان کی آنکھون سے ٹپکے تھے وہ البتہ دیر تک ہری ہری گہانس پر جھلکتے رہے۔

فرخ نے اس مقام سے نکلکا قصد کیا اب دہلی کی طرف رُخ ہی نہ کرونگا اوسے کیا معلوم کہ محمد حسین پر کیا گزری۔ وہ دہلی سے روانہ ہوا اور تیسرے روز میرٹھہ پہونچا۔ میرٹھہ کی لمبی اور کشادہ سڑک پر اپنے دل ہی دل مین پیاری معشوقہ سے باتین کرتا چلا جاتا تھا کہ بائین طرف سے آواز آئی۔

"حضرت تسلیم"

فرخ نے اضطراب کے ساتھہ پلٹ کے دیکھا۔ ایک شخص کی صورت نظر پڑی جو اوسکی طرف دیکھہ رہا تھا۔ فرخ نے بہت غور کیا کہ یہ کون شخص ہے مگر کچھہ یاد نہ آیا۔ اوس شخص نے پھر پوچھا "آپ کا اسم شریف"

فرخ۔ "میرا نام فرخ ہے مگر مین نے آپ کو پہچانا نہین"

شخص۔ "مجھکو آپ سے نیاز تو نہین حاصل مگر مین نے غالباً آپ کو دہلی مین دیکھا تھا"

فرخ۔ "جی ہان دیکھا ہوگا۔ مین تو دہلی رہتا ہی تھا۔ کیا آپ کا مکان بھی وہین ہے؟"

شخص۔ "ہان میرا بھی مکان دہلی مین ہے۔" مین آج ہی کی ڈاک گاڑی مین وہان سے آیا ہون۔ آپ نے اپنا نام فرخ بتایا نہ؟"

فرخ۔ "جی"

شخص۔ "مجھے حیرت ہے کہ اسلم کا رئیس زادہ وہان تین روز ہوے مار ڈالا گیا شہر بہر مین تہلکہ مچا ہوا ہے۔ اوسی کے دو بہائی مسعود اور مقصود قتل عمد کے جرم مین ماخوذ ہوے ہین۔ ظفر شاہ کی مسجد نہین ہے؟" وہ سرکاری باغ کے پاس اوسکے نزدیک جو جنگل ہے اوس مین یہ حادثہ ہوا۔

فرخ حیرت سے اوس شخص کی صورت دیکھنے لگا اور کچہ دیر بعد کہا مین واقف

نہین ہون وہ کوئی اور فرخ ہونگے"
شخص- معاف کیجیے گا۔ مین نے ایک دفعہ اُن مرحوم کو دیکہا تہا آپ پر اونہین کا دہوکا ہوا وہ بہی دہلی مین رہتے تھے اور آپ ہی کی ایسی صورت تہی۔ اچھا تو رخصت۔ چلا گیا۔
فرخ- (دل مین) "عجیب خبر سُنی۔ میرے ہی بہائی گرفتار ہین اوسی روز مین ہی رات کو اوس جنگل مین تہا۔ خدا جانے کسکو مار ڈالا۔ بیچارا محمد حسین تو نہین مار ڈالا گیا۔ وہ میرے کپڑے بہی پہنے تہا۔ اوسی پر میرا دہوکا ہوا ہوگا مگر لاش سے نہ کہُل گیا ہوگا۔ شاید لاش چہپا دی ہو۔ ہاے محمد حسین کے ساتھہ مین ہی نے دشمنی کی۔ اوسکو مسعود مقصود نے نہین مارا اوس کا قاتل خود مین ہون۔ اب مسعود کے بچانے کی ترکیب کرنی چاہیے وہ میرے ہی قصاص سے اپنی جان دیتا ہے۔ گو حقیقت مین خدا کسی اور مظلوم کا بدلہ لیتا ہے مگر نام تو میرا ہے۔ ہان اب یہان نہی ٹھہرنا ٹہیک نہین یہان بہت لوگ مجھے جانتے ہونگے اور اس قتل کے حادثہ کی خبر سُنین گے تو مجہکو کسی طرح اون سے رہائی نہ ملے گی۔ یہ کہہ کے فرخ میرٹھہ سے باہر نکلا اور پیادہ پا آگے روانہ ہوا۔ غرض صحرا نوردی کرتا اور رہ اوہ عشق کی کڑی منزلین جہیلتا لاہور پہونچا ... پہونچ کے فرخ ٹھہر گیا پہلے اوس نے ایک خط مسعود کے وکیل کو ... بہیجا جو اس سے پہلے عدالت کے سامنے پیش ہوا تہا اور ایک مسجد مین سکونت اختیار کی۔ محلہ کے عالی ہمت مسلمانون کی فیاضیون پر بسر کیا کرتا اور دن بہر شہر کی سیر اور کوچہ گردی مین بہلایا کرتا۔

آٹھوان باب

مہدی لاہور کے بازارون مین سیر کر رہا ہے ہر ہر مقام پر ٹھہر کر تردد کے ساتھہ غور سے دیکہتا جاتا تہا۔ دل مین کہہ رہا ہے "اب کہان تلاش کرون؟ اتنا بڑا عالی شان شہر کسی سے جان پہچان نہین۔ کدہر جاؤن۔ کس سے ملون۔ فرخ کی وحشت ان دنون بہت زورون پر ہے۔ نہ تو وہ ہوٹل مین

ٹھہرا ہوگا۔ اور نہ کسی کے مکان پر ملنے کی اُمید؟ یہ تو ممکن نہین کہ کسی کے گھر پر ٹھہرا ہو اور پہر خدا جانے یہان ہو بھی کہ نہ ہو کون ٹھکانا؟ چلا۔ یا ہو جس کے مزاج مین وحشت سما گئی اوس کی باتون کا کون قیام اور ابھی اُسکا کیا اعتبار کہ وہ زندہ ہے مسعود اور اُسکے وکیل کا کون ٹھکانا؟ جعلی خط بنا لیا ہو۔ مگر سمجھہ مین نہین آتا ۔ خط تو فرخ کے ہاتھہ کا تہا۔ یہ کون آتا ہے؟ مجھے تو فرخ ہی معلوم ہوتا ہے۔ ہان کوٹ بھی اوسی کا معلوم ہوتا ہے وضع کے علاوہ صورت بھی اُسی کی سی ہے" وہ شخص بالکل قریب آ گیا۔ نہین۔ بڑا دہوکا ہوا۔ یہ تو کوئی اور شخص ہے۔ کہین پتہ نہین لگتا۔ کیا مجھے مایوس ہی پلٹنا پڑیگا"

مہدی جسوقت ریل سے اُترا تہا اُسی وقت سے دو بجے تک برابر سڑکون اور گلیون کی خاک اُڑاتا پہرا مگر فرخ کا کہین پتہ نہ لگا۔ ایک تو پہرتے پہرتے تھک گیا تہا۔ دوسرے بھوک کا غلبہ ہوا۔ مجبوراً سرا مین جاکے ٹھہر گیا اور کوئی بندوبست نہین ہو سکتا تہا بازار سے پوریان منگوا کے کہائین۔ کچھہ دیر لیٹا رہا۔ اور پہر اوٹھہ کے فرخ کی تلاش مین روانہ ہوا۔ ایک گھنٹہ بہر سڑکون پہ پھرا آخر دل مین کہا "فرخ کی طبیعت آباد مقامون مین نہ لگتی ہوگی۔ آؤ شہر سے باہر نکل کے صحراؤن اور جنگلون مین ڈہونڈہون" یہ خیال کر کے مہدی شہر کے پھاٹک سے باہر نکلا اور دیر تک میدانون مین پھرا کیا" اہاہا! کیا ٹھنڈی ہوا ہے! انسان کیسا ہی متفکر ہو یہان ضرور دل بہل جائے" نگاہ اوٹھا کے جو دیکھا تو وقت بھی کچھہ ایسا سہانا تھا کہ دل بے اختیار ہو گیا۔

اسوقت تقریباً ساڑھے چھہ بجے ہونگے برسات کے دن اس وقت تمام ہی ہونے کو ہوتے ہین۔ رخصت ہونے والا زرد مایل آفتاب اپنی دھوپ کا سنہرا زیور پہنا کے دُنیا کے قدرتی حُسن و جمال کی بہار نگاہ واپسین مین سے دیکھہ رہا تہا۔ درختون کے سائے کسی کے زلفون یا ہماری اُمیدون کی طرح اپنی حد سے بڑھتے جاتے تھے۔ آفتاب کی

مانند اور تھکی ہوئی کرنین اُن پتون پر پڑرہی تھین جنکی سبزی ہوائے سرد کے باعث
زیادہ شگفتہ ہوگئی تھی - دریائے راوی بڑے زور شور سے جنوب کی جانب
بہا چلا جاتا تھا - بارش نے راوی کے حوصلے اسقدر پورے کردیے تھے کہ وہ
جیسے اپنے کنارون سے اُبلا پڑتا تھا - اُس پار کے لمبے لمبے درختون کے لمبے
سائے جا بجا سطح آب پر پھیلے ہوئے تھے - اور اُن کے بیچ بیچ مین آفتاب
کی شعاعین اپنی جھلک دکھارہی تھین مگر ہوائے سرد کے جھونکون سے پانی
کا لہرانا آفتاب کی شعاعون اور درختون کے سایون دونون کو ملاکر نہایت
دلفریب کیفیت دکھارہا تھا - طیور اپنا اپنا ہوا کا راستہ کچھ عجیب جوش اور
اضطراب کے ساتھ طے کرتے جاتے تھے - مویشی صحرا سے واپس جارہے
تھے - شمال کیطرف شہر لاہور کی بعض بلند عمارتین اور مسجدون کے مینار
دکھائی دیتے تھے اور ان کی سفیدی پر زردی مایل دھوپ بڑی خوشنمائی
سے پڑرہی تھی -

یہ دلچسپ کیفیت دیکھکے مہدی سے نہ رہا گیا وہ دریا کے کنارے کچھ دیر
کے لیے ٹھہر گیا - ایک شخص کو دیکھا کہ کچھ فاصلے پر بیٹھا دریا مین وضو کررہا ہے
اس شخص کی پابندی اصول مذہب سے مہدی کے دل مین اسلامی جوش
پیدا ہوا - دل مین کہنے لگا "افسوس ہے ہماری قوم پر کہ خدا کے یاد کرنے
کے ان آسان اور مناسب طریقون کو بھی بالکل بے توجہی سے دیکھتی ہے
ہمارے موجودہ نوجوان عموماً ارکان مذہب سے بے پروا ہین - اس سے
کچھ دنون پہلے نسل اسلامی اگر فرایض مذہب سے لاپروا بھی تھی تو اپنی سستی
اور کاہلی کے باعث - مگر موجودہ تعلیم یافتہ نسل ایک تمرّد اور تحقیر کے
ساتھ چھوڑتی جاتی ہے اسلام کے لیے اس سے زیادہ بے وقعتی کا کون
زمانہ ہوگا کہ اوسکے فلسفیانہ اصول پر خود اوسکی کمظرف اور ناسمجھ نسل استہزا
کرے" اب مہدی نے دیکھا تو وہ شخص وضو کرچکا تھا اور کسیقدر فکرمندی اور
بے توجہی کے ساتھ رومال سے مُنھ پوچھ رہا تھا - آخر اوسنے اپنا رومال بچھایا
اور نیت باندھ کے نماز پڑھنے کو کھڑا ہوگیا - مہدی بھی پانی کے قریب گیا اور

بیٹھکر وضو کرنے لگا۔ دل مین کہتا جاتا تھا "اللہ اکبر! عبادت کے لیے یہ کتنا
مناسب وقت ہے! اصل تو یون ہے کہ اگر مزاج مین ذرا بھی صلاحیت ہو تو
اسوقت کی دلربا کیفیتین دیکھکر انسانی فطرت کا مقتضا ہے کہ پروردگار عالم کو
یاد کرنے لگے واقعی یہ وقت خالق ارض وسما کی کاریگریان پیش کرنے کے لیے ہر
جگہہ کو فطرت کی ایک نمایش گاہ بنا دیتا ہے۔ سبحان اللہ جل جلالہ" مہدی وضو کرکے
اُٹھا اور مُنہ پوچھتا ہوا ادہر کو روانہ ہوا جدہر وہ شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ جب تک
مہدی پہونچے پہونچے وہ دوسرے سجدے مین جا چکا تھا مہدی نے جھٹ پٹ
اوسکے پیچھے نیت باندھی اور سجدے مین چلا گیا۔ وہ شخص اُٹھا اور دوسری رکعت
شروع کی جیسے ہی اوسنے باواز بلند قراءت شروع کی مہدی کو سخت حیرت
ہو گئی۔ تعجب اور خوشی دونون کے یک بیک پیدا ہو جانے سے مہدی کو نماز
بہولی جاتی تہی۔ اوسکی نگاہ بار بار کن انکھیون سے امام کی صورت دیکھنا چاہتی
تھی مگر نماز نے بے بس کر دیا۔ وہ نماز کے واسطے ہاتھہ باندھے کھڑا دل مین
کہہ رہا تہا "یہ آواز تو بالکل فرخ ہی کی معلوم ہوتی ہے۔ این ذرا فرق نہین!
فرخ ہی تو نہین ہے؟ کن انکھیون سے دیکھا صورت صاف نہین معلوم
ہوئی۔ خدا کرے فرخ ہی ہو۔ آواز مین کسی مقام پر فرق نہین ہے۔ خوب
ملاقات ہوئی" غرض کسی طرح نماز مین مہدی کا دل نہین لگتا تھا۔ امام نے
نماز پوری کی اور سلام پھیر کر دعا مانگنے لگا۔ اور مہدی کی چونکہ ایک رکعت
چھوٹ گئی تہی وہ اوسکے پورا کرنے کے لیے اوٹھہ کھڑا ہوا۔ امام نے دعا سے
فراغت کرکے پلٹ کے دیکھا کہ کون شخص اوسکے ساتھہ نماز پڑھ رہا ہے مگر
دیکھنا تھا کہ نقش حیرت ہو کے رہگیا۔ دل مین "یہ تو مہدی ہے۔ بڑی خرابی
ہوئی۔ اب مجھے اسکے ہاتھہ سے نجات ملنا دشوار ہے عجب طرح پر ملاقات
ہوئی۔ آؤ جب تک یہ رکعت پوری کرے مین کسی طرف چلدون۔ مگر اب
کہان جا سکتا ہون" یہ ایک عجیب وقت تھا۔ اُدہر مہدی جلدی جلدی
رکعت تمام کرنے کی فکر مین تھا اور دل مین ہزارہا شوق جوش مار رہے تھے
ادہر فرخ دل ہی دل مین شرمندہ تھا چلے آنے کے بہانے سوچ رہا تھا

مگر کوئی بات مین نہ آتی تھی۔ آخر مہدی کو فرض سے فراغت ہوئی اور سلام پھیرتے ہی جو کام پہلے اوسنے کیا یہ تہا کہ ایک بے اختیاری کی عجلت سے بیٹھے ہی بیٹھے فرخ سے لپٹ گیا۔ دونون کچھ دیر تک بغلگیر رہے۔ فرخ نے اپنے شانون پر کچھ گرمی اور نمی پائی جس سے وہ سمجھا کہ مہدی کے آنسو بہ رہے ہین آخر فرخ نے مہدی کو جدا کیا۔ دونون نے ایک دوسرے کو کچھ ایسی حسرت و اندوہ کی نگاہ سے دیکھا کہ دل ہی جانتے تھے۔

مہدی۔ "واہ فرخ! واہ! تم سے ایسی اُمید نہ تھی۔ تم کیا جانو کہ جن لوگون کو تم چھوڑ آئے ہو اونپر کیا گزر گئی۔ یون تو سب ہی حسرت نصیب ہو رہے ہین مگر تمہاری والدہ۔ ہائے اُنکی حالت بیان نہین ہوسکتی۔ مجھے تو حیرت ہے کہ اس وقت تک زندہ کیون بچین بس اسکے سوا اور کیا کہا جائے کہ تم کو دیکھ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنا اُنکی قسمت مین تہا۔

فرخ۔ (آبدیدہ ہوکے) "تم کیون میرے دلکو صدمہ پہونچاتے ہو۔ ہائے تم سے مین نے پہلے ہی کہدیا تہا کہ مین اب وہ فرخ نہین ہون۔ ہائے پہلے تمکو میری صحبت مین خوشی حاصل ہوتی تھی مگر اب افسوس کے سوا کچھ نہین ہے۔

مہدی مین تمہین بہت عمدہ صلاح دیتا ہون کہ دل کڑا کرکے ایک ہی دفعہ میری جانب سے صبر کرلو۔ اب میری صورت۔ میری حالت۔ میرا نام یاد کرکے سوا غم و اندوہ کے تمکو کچھ نہ حاصل ہوگا۔ کیون اپنی عیش کو خاک مین ملاتے ہو اماں جان کی خدمت مین میری طرف سے ہاتھ جوڑکے کہدینا کہ اب آپ یہی سمجھے کہ فرخ گیا۔ یہ صحیح ہے کہ مجھے اُنکی اطاعت کرنا چاہیے مگر ہائے جب مین اپنے بس مین بھی ہون۔"

مہدی۔ "اب یہ نہ ہوگا۔ فرخ تم سوچو تو کہ کتنون کو بے چھری حلال کر آئے ہو۔ تمہاری والدہ ایک طرف۔ تمہاری پھوپھی ایک طرف۔ اونکا یہ عالم ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے روتے ہی گزرتی ہے۔ کہتی ہین کہ اپنی لڑکی کی اب کہین شادی ہی نہ کرونگی اُسکی عمر یون ہی رنڈاپے مین گزر جائیگی۔ وہ تو کہو کہ تمہارے خط سے کچھ آنسو پچھے ورنہ خدا جانے اب تک کیا ہو گیا ہوتا۔ سب تو سینہ

اپنے ساتھہ کیا اُس معصوم کی بہی زندگی خراب کردوگے جو تمہارے ساتھہ منسوب تہی؟ ہان یہ معاملہ کیا تہا آجتک کچہہ حال نہین کہلا۔ کون مارڈالا گیا؟ اور تمہاری انگوٹھی اس کے ہاتہہ مین کیون نکلی؟"

فرخ۔ (استعجاب سے) "میری انگوٹھی تھی؟"

مہدی "لاش تو ملی نہین۔ مگر ایک ہاتہہ کٹا ہوا ملا جسمین تمہاری فیروزے کی انگوٹھی تھی۔ اس سے لوگون کو تمہارا دہوکا ہوا۔ خداوند کریم نے بڑی مہربانی کی کہ مین اب تم کو صحیح وسالم دیکھتا ہون۔

فرخ "ہاے میرے دہوکھے مین میرا ایک دوست مارڈالا گیا۔ اوس نے مجہپر بڑا احسان کیا تہا دیکھو مہدی یہ مین اوسی کے کپڑے پہنے بیٹھا ہون اور اوسکے بعد فرخ نے ساری داستان بیان کی جسپر مہدی نے نہایت افسوس کیا

فرخ "کیا اچہا ہوتا کہ مین ہی مارڈالا جاتا"

مہدی "دیکھو ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالو خدا نے بڑا فضل وکرم کیا"

فرخ "ہاے جب دیدار جانان ہی نہ نصیب ہوا تو جینا مرنے سے بدتر ہے"

مہدی "دیدار جانان نہ سہی مگر دیدار جانان کی اُمید مین جینا مرنے سے اچہا ہے؟"

فرخ "کیا بات کہی ہے! مہدی۔ کیا تم بہی کبہی عاشق ہوچکے ہو؟ یہ تو تم نے عاشقون کے دل کی بات کہی"

مہدی "عاشق تو نہین ہوا مگر عشاق کے خیالات سے کسیقدر واقف ہون"

فرخ "تم جانتے ہو تو پہر مجہے کیون اُن تعلقات مین دوبارہ پہنسانا چاہتے جنہین مین چہوڑ چکا ہون۔ کیا تم نہین جانتے کہ میرے دلمین کیسے کیسے خیالات گزرتے ہون گے؟"

مہدی "ہان مین جانتا ہون کہ وہان چلنے کو تمہارا دل کسی طرح نہ منظور کرتا ہوگا مگر میرے نزدیک مذہب عشق مین کسی کی دل شکنی نہین جائز ہے۔ عشاق ہمیشہ اسکا خیال رکہتے ہین کہ کسی کو اُن سے صدمہ نہ پہونچے"

فرخ "اسی لیے تو مین نے بے تعلقی اختیار کرلی"

مہدی "مگر جب اس بے تعلقی ہی سے کسی کی جان پر بن جاے تو؟"

فرخ "پھر اسکی کیا تدبیر کر سکتے ہون؟"
مہدی "تدبیر! اسے یہ نہین سنتے کہ تمہارے اختیار مین ہے" فرخ چپ ہو گیا
مہدی کی کوشش سے اپنی فرودگاہ کو پلٹایا۔ بڑی مشکلون سے مہدی نے فرخ کو
اس بات پر آمادہ کیا کہ دہلی واپس چلے اوسنے بڑی عمدہ عمدہ حکمتون سے
فرخ کی راے کو پلٹا۔ اوسکو یہ بھی یقین دلایا تہا کہ وصال یار یا دیدار جانان کی
بہی کچھ امید ہو سکتی ہے تو خاص دہلی مین اور یہی خیال ہے جسپر عشاق اپنی
زندگی بسر کیا کرتے ہین۔ غرض فرخ نے اوسکے دل سے حامی بہر دی۔
اب یہ بات قرار پائی کہ تہوڑی رات رہے جو ٹرین جاتی ہے اوسی پر دہلی کو
روانہ ہون۔ مہدی دلمین نہایت ہی خوش تہا کہ اپنے سفر مین اوسے کامیابی ہوئی
فرخ کے خیالات کچھ اور ہی طرح کے تھے۔ اول تو کبھی اسکا دل جانے کو کہتا تہا اور
کبھی نہ جانے کو۔ اور جانے کی صورت مین طرح طرح کے خیالات دلمین پیدا ہوتے
تھے "والدہ سے کیا کہونگا؟ چچا کو کیا جواب دونگا؟ پہوپہی جان کو بہنین کی تو اونکو
کیا منہ دکہاونگا؟" اب رات زیادہ آگئی۔ دس بجنے کی آواز رات کی ہوا مین
گونجی۔ بچہونے پر جاکے لیٹنے کا وقت تہا خصوصاً ان دونون کو لیٹ رہنے
کی زیادہ ضرورت تہی۔ کیونکہ کچھ رات رہے اسٹیشن پر پہونچنا تہا۔ دونون لیٹے
اور آپس مین مختلف باتین شروع کین جو فقط نیند آنے تک دل بہلانے
کے لیے ہوا کرتی ہین۔
فرخ "پھر او مسعود والے مقدمے کا کیا فیصلہ ہوا؟"
مہدی "بہت برا مقدمہ تہا۔ بڑی بڑی کوششین کی گئین مگر مسعود کا بچنا
مشکل ہے۔ حاکم کی راے انکے خلاف ہے۔ تمنے بچا دیا تہا مگر کسی کا خون
بے بدلہ لیے نہین جاتا ہے۔ مقصود بچ گئے مسعود کے ساتھ ایک اور آوے۔"
فرخ "این سو گئے؟ مہدی۔ مہدی؟"
مہدی۔ (چونک کر) "ہان"
فرخ "باتین کرتے ہی کرتے سو گئے؟ مسعود کے ساتھ اور کون ماخوذ ہوا ہے؟"
مہدی "مین آج دن کو اتنا پہرا کہ بالکل شل ہو گیا ہون۔ وہ نہین جنکے وہان

اکھاڑا تھا؟ اجی وہی نام لو؟ جسکے ہان مسعود اور مقصود بہی کسرت کرنے جایا
کرتے تھے؟ ہان ہان آغا"

فرخ "آغا؟"

مہدی "ہان - ہان وہی - وہ بہی اُنکے ساتھ ماخوذ ہوے تھے دونونکے ہاتھہ مین
تلوار بہی تہی - اور آغا کی تلوار تو خون آلودہ دیکھی گئی مسعود بہی پناہ امن دریا مین
دہو رہے تھے - بہاگ نہ"

فرخ "پھر سو گئے؟ مہدی؟ اچہا سو رہئے وہ ہان خوب یاد آیا - وہ میری دونون
کتابین تو اوس مسجد ہی مین ہین جہان مین رات کو رہا تہا - ایک تو خیر مگر مثنوی کا
نسخہ نہایت اچہا ہے ویسا خوشخط اور نسخہ ملنا مشکل ہے - یون چہاپے کی بہت
ملتی ہین مگر اوسکی کیا بات ہے صبح کو جانے کی فرصت نہ ہوگی اسی وقت لا رکہون"
یہ کہکر فرخ اوٹہا کپڑے پہنے اور چلنے کو ہوا -

مہدی کا نوکر "کیا کہین تشریف لے جائیے گا؟"

فرخ "مین ابہی آیا - ایک کتاب لانا ہے لے آؤن پہر صبح کو فرصت نہ ہوگی"

نوکر "تو مین ہمراہ چلون؟"

فرخ "مین ابہی آیا - تمہاری کون ضرورت ہے" یہ کہہ کے چلا گیا - دم بہر کے بعد مہدی
کا نوکر بہی پڑ کے سو رہا -

قاعدے کی بات ہے کہ تہکن مین بڑی گہری نیند آتی ہے - دم بہر مین گہڑیالی نے
دو بجا دیے اور مہدی نے بیدار ہوکے پلنگ ہی پر سے آدمی کو جگایا اور کہا
جلدی اسباب باندھکر چلنے کی تیاری کرو" "این فرخ کہان ہین؟ چارپائی
تو خالی پڑی ہے"

نوکر "جی وہ رات کو ایک کتاب لینے کو گئے تھے مین نے کہا مین بہی چلون کہنے
لگے تمہاری ضرورت نہین مین ابہی آتا ہون - خدا جانے کیا ہوا کہ ابہی تک نہین آئے"

مہدی (برہم ہوکر) "تو عجب بیوقوف ہے یہ نہ سمجہا کہ وہ وقت کتاب لانے کا کون تہا
ہائے! ارے کمبخت مجہی کو جگا دیا ہوتا"

مہدی نہایت ہی پریشان ہوا اور دل مین کہ بڑی خرابی ہوئی - فرخ ہاتھہ آکے

نکل گیا۔ اب اوسکا پتہ نہ لگیگا۔ ہاے مین یہ نہین سمجھا تہا کہ اوسکے دل سے
اوس نے حامی بھری ہے"۔ تھوڑی دیر مین صبح ہو گئی۔ مہدی فرخ کی تلاش
مین روانہ ہوا مگر کہین پتہ نہ لگا۔ دو چار روز تک مہدی تو وہین پڑا رہا اور اندرون شہر
اور بیرون شہر کی خاک چھانتا پھرا۔ مگر فرخ کا کہین سراغ نہین ملا۔ آخر مجبور ہوکے
پانچوین دن وہان سے دہلی کو روانہ ہوا۔

نوان باب

فرخ جسوقت سرا سے مہدی کو سوتا چھوڑ کے روانہ ہوا تھا اوسوقت دس بج چکے
تھے اپنے باہر نکلکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آسمان خوب صاف ہے تارے کھلے
ہوے ہین۔ برسات کے تارون سے رات نہایت دلفریب سمان دکھا رہی ہے
بازارون کا آخری وقت ہے۔ دوکانین بہت سی بند ہو چکی ہین اور باقی بند ہوتی
جاتی ہین۔ دوکاندار اپنی اپنی دوکانون کے تختے لگا رہے ہین۔ کوئی کوئی غریب
دوکاندار اتفاقی ضرورت سے سودا خریدنے والون کی آس مین بیٹھا ہے
نیند کے غلبے سے آنکھین بند ہوئی جاتی ہین۔ چونک چونک کے ٹمٹماتے ہوے
چراغ کی صورت دیکھ لیتا ہے۔ روز دیر تک دوکان کھلی رکھنے والے حلوائی
آدمیون کے ہاتھ تو مٹھائی بیچ چکے اب اپنے اعتقاد مین جنون کی خریداری کی
اُمید مین دوکان کی رونق کو دوبالا کرکے بیٹھے ہین۔ بازارون کا شور غل کم
ہو گیا ہے۔ سڑکین اکثر جگہ آدمیون سے خالی ہوتی جاتی ہین۔ ہوا سے سرد
دیر کی اُمس کے بعد چلی ہے جسکے سر سر جھونکے پر سچے معتقدان مذہب خدا کا شکر
کرتے ہین چاند ابھی نہین نکلا مگر اُسکی روشنی اُفق مشرق مین نمودار ہے۔ مسجدون
کے دروازے بھی بند ہو گئے ہین کیونکہ مینھ کے خوف کے باعث مسلمان نماز
عشا سے جلدی جلدی فراغت کرکے اپنے گھرون کو جا چکے تھے۔ اور خدام
مسجد دروازے بند کرکرکے آرام سے لیٹ چکے ہونگے وہ سناٹا شروع
ہو چکا ہے جو بارہ بجے رات کے بعد سے صبح تک دنیا کو سست اور ساری
دلچسپیون سے خالی ثابت کرتا ہے فرخ سرا سے نکل کے ایک بڑی سڑک پر چلا

جاتا تھا کہ ایک اوس وضع کے آدمی نظر آئے جو چودھوین صدی ہجری مین
ہندوستان مین مہذب سمجھے جاتے ہین۔ فرخ تو اوٹھین ایک معمولی آدمی نظر آیا
مگر وہ فرخ کی نگاہ مین ایک اوس وضع کے آدمی معلوم ہوے جو فرخ کو کسی زمانے
مین پسند تھی۔ اگرچہ فرخ اب اگلے خیال کا آدمی نہ تھا مگر دل مین شوق ہوا کہ اون
ملکر کچھہ باتین کرے۔ فرخ نے بڑھکے سلام کیا مگر وہ متوجہ ہی نہ ہوے۔

فرخ۔ (دوبارہ) "یا حضرت تسلیم" اُن صاحب نے دیکھا مُنہ پھیر کر اور طرف دیکھنے لگے۔

فرخ۔ "حضرت آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون"

شخص۔ "کیون! ان سولائزڈ مین تم کیون عرض کرتے ہو؟"

فرخ۔ "کچھہ عرض کرنا بھی گناہ ہے؟"

شخص۔ "او ہم ایسی فضول باتین نہین سُننا چاہتا"

فرخ۔ "آپ نے یہ کیونکر سمجھہ لیا کہ مین ان سولائزڈ ہون"

شخص۔ "تمھاری وضع سے ایسا معلوم ہوتا ہے"

فرخ۔ "تو جب تک آدمی کوٹ پتلون نہ پہنے جاہل رہتا ہے؟"

شخص۔ "بیشک ایسا ہی جب انگریزی پوشاک کے فائدے معلوم ہوگئے تو نہ پہننا بڑی بیوقوفی ہے"

فرخ۔ "تو ہم اپنی ہی قومی وضع کی اصلاح کیون نہ کرلین؟"

شخص۔ "او۔ بغیر انگریزی وضع اختیار کیے ہم ترقی نہین کرسکتے"

فرخ۔ "اسکو تو آپ تسلیم ہی کرینگے کہ ہمین اپنی قوم اور ملک کو ترقی دینا چاہیے"

شخص۔ (جلدی جلدی بولکر) ہان۔ ہان۔ بس بس۔ ہمارا بھی خیال ہے"

فرخ۔ "لیکن انگریزی لباس اختیار کرنے مین تو انگریزی وضع کی ترقی ہوئی۔ ہماری
وضع کا اور تنزل ہوگیا ہمارے ملک کو جب ہی ترقی ہوسکتی ہو جب ہم اسکی وضع کو زیادہ رواج دین"

شخص۔ "خیر ہر سے آپ کے اختلاف رائے سہی مگر آپ مجھے معاف کیجیے گا۔
نادانستگی کے باعث مین بڑی کج خلقی سے پیش آیا تھا"

فرخ۔ "اس کا تو مجھے بالکل خیال نہین۔ مگر آپ کی زیارت ہوجانے سے
مجھے آج اپنے ملک کی تعلیم یافتہ جماعت کے حال پر بڑا افسوس معلوم
ہوا شاید اس لباس کا اثر ہوگا کہ انسان اپنے ملک اور قوم کو جا تو روز نگے

بدتر سمجھنے لگتا ہے پہلے اس وضع کو بہتر سمجھ کے مین نے خود ہی اختیار کرلیا تہا اور کیا عجب کہ مین نئے بہی اپنی قوم کے لوگون سے کج خلقیان کی ہون انسان کا قاعدہ ہے کہ اپنی کج خلقی کا اثر خود اوسپر نہین محسوس ہوتا۔ لیکن اب مین نے عہد کیا کہ پورے طور پر انگریزی وضع نہ اختیار کرونگا۔ زور زور سے دونون باتین کرتے ہوے روانہ ہوے۔

اسوقت سڑک پر بہت کم کسی کی صورت نظر آتی تہی۔ کچہہ دور آگے بڑھ کے بائین طرف ایک گلی مین داخل ہوے۔ گو ستارون کی ضعیف روشنی سے کچہہ راستہ معلوم ہوجاتا تہا مگر اندھیرا بہت غالب تہا کسی نے زور سے سیٹی بجائی اور ویسے ہی پانچ چہہ آدمیون کے شور کرتے ہوے آنے کی آواز معلوم ہوئی فرخ ایک طرف کسی تنگ گلی مین ہورہا اور وہ مہذب صورت کے آدمی بدحواس آگے بہاگے۔ شور کرنے والون کی جماعت اونہین کے پیچھے بڑھی چلی گئی۔ فرخ دل مین کہنے لگا "یہ عجیب بات ہے خدا جانے یہ کیا معاملہ تہا۔ اور یہ کون لوگ تھے مجھے خیال ہوتا ہے کہ یہ جو صاحب مجہہ سے باتین کررہے تھے انسے کسی سے عداوت ہے۔ مجھے تو یہان کسی سے شناسائی بہی نہین"

فرخ انہین خیالات مین تہا کہ وہ لوگ پلٹے آتے معلوم ہوے فرخ قریب ہی گلی مین چھپا کھڑا رہا۔ وہ لوگ قریب پہونچے تو شاید کوئی اون کا ساتھی نہین کہڑا تھا۔ اوسنے پوچھا "ارمان مقصود کیا ہوا؟"

مقصود"کیا کہین بہائی بہادر علی فرخ ہاتہہ مین آکے نکل گیا"

بہادر علی" افسوس! ہم تو سمجھے تہے کہ مسعود کا بدلہ لے لین گے مگر کچہہ نہ ہوا"

مقصود" دہلی سے آنا ہی اکارت ہوگیا"

بہادر علی" اوس خط سے فرخ کو زندہ سنکر جتنا افسوس ہوا تہا اوسی قدر خوشی تہی کہ مسعود کا بدلہ لے لیا مگر کچہہ فائدہ نہ ہوا"

مقصود" مگر چاہے کچہہ ہو مجھے بے بہائی صاحب کا بدلہ لیے چین نہ پڑے گا"

اسکے بعد سب آگے بڑھتے چلے گئے فرخ دل مین نہایت پریشان ہوا کہنے لگا "یہ لوگ اب تک میرے خون کے پیاسے ہین۔ ہاے جب مجھے وصال یار بہی

نہین نصیب ہوتا تو ان لوگون کے ساتھہ سے میرا مارڈالا جانا ہی اچھا ہے۔ مجھے اپنی جان دینے مین کوئی عذر نہین اگر انکی آرزو اسی مین پوری ہوتی ہے تو شوق سے پوری کرین مگر مجھہ سے یہ نہ ہوگا کہ اوس پیاری زندگی کو جو آرزوے یار مین صرف ہوتی ہے خود ہی نذر اجل کر دون۔ اب مجھے یہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ پھر دہلی جاؤن۔ جب یہان یہ حال ہے تو وہان اور بہی خرابیان پیدا ہونگی۔ خیال جانان مین ہر وقت اور ہر گھڑی رخنہ اندازیان ہونگی اب مہدی کے ہاتھہ سے نکل ہی آیا ہون کسی اور طرف چلدون"

فرخ اُس گلی مین آگے کو روانہ ہوا۔ وہ مسجد جہان جاتا تہا نزدیک تہی اوس کے دروازے پر پہونچگیا۔ دروازہ بند تہا۔ پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اور زور سے پکارا۔ ایک طالب علم جو دروازے کے پاس والے حجرے مین رہتے تھے اونہون نے جواب دیا مگر کروٹ بدل کے پھر سوگئے۔ فرخ نے انکی آواز سنکر تہوڑی دیر تامل کیا مگر جب وہ نہ آئے تو پکارا۔

فرخ "جناب مولوی صاحب!"

مولوی صاحب۔ (چونک کے) "آیا۔ آیا" یہ کہکر مولوی صاحب نے آکر کُنڈی کھولدی اور بڑبڑا کر کہا آپ تو روز آدھی رات کو آیا کرتے ہین اور مین اس وقت غافل سوجاتا ہون۔ ابھی ابھی مطالعہ دیکھکر چراغ گل کیا تہا اور ذرا آنکھہ لگ گئی تہی"

فرخ "تو تکلیف کرکے آپ ذرا کھڑے رہیے مین اپنی دونون کتابین لیکر اسیوقت چلا ہی جاؤنگا ضرورت ہی ایسی پڑگئی۔ اب مین نہین ٹھہر سکتا۔ غرض فرخ نے اپنی کتابین لین اور مسجد سے باہر نکلا۔ اور تہوڑی دیر مین آبادی سے باہر نکل گیا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے اور ماہتاب مشرقی آسمان پر ذرا بلند ہوآیا تہا۔ چاندنی کہیت کرچکی تہی۔ شبنم زیادہ پڑرہی تہی۔ فرخ نے تہوڑی ہی دور جاکے غور کیا تو کپڑے نم تھے۔ اب وہ رات کے سفر کا عادی ہوگیا تہا اور شب تار مین بہی تنہا سفر کرتے ہوے اوسے ڈر نہین معلوم ہوتا تہا غرض وہ ایک بیخودی کے عالم مین قدم بڑھائے چلا گیا۔ اسوقت وہ مہدی کو بالکل بھولا ہوا تہا۔ دل مین کچھہ باتین کرتا تہا تو وہ بہی یاد جانان کی ہوتی تھین

اور نگاہ اوٹھاکر دیکیتا تہا تو بہی سامنے پیاری معشوقہ کی نظر فریب صورت ہی نظر آتی تہی - آخر چاندنی زرد پڑتے پڑتے نذار دہوگئی اور ستارے دیکہتے ہی دیکہتے سب جہلملا جہلملا کے غائب ہوگئے دیر تک بسیرے ہی سے شور کرنے کے بعد چڑیون نے آشیانون سے نکل نکل کے پر پہٹ پہٹانا شروع کیے مسجد کہین قریب نہ تہی - ورنہ اذان کی آواز بہی آجاتی ہان کسی طرف سے شوالے کے گہنٹے کی آواز البتہ آرہی تہی - ہمارا رات کا مسافر ایک درخت کے نیچے بیٹھہ گیا بیٹھنا تہا کہ کسل نے لٹا دیا - اور لیٹنا تہا کہ آنکہہ لگ گئی -

آزادی کی نیند تہی اور وہ بہی اون آنکہون مین جنھین رات بہر یار کی خیالی پیکر تصویر کی زیارت مین جاگ کر کٹی تہی - فرخ سویا تو کہین جاکے دوپہر کو آنکہہ کہلی - جب ایک گائے کڑی دہوپ سے بچکر سائے مین پناہ لینے کے لیے اس درخت کے نیچے آکے زور سے چلائی - وہ اوٹہا اور آگے روانہ ہوا - الغرض فرخ نے یونہین پا پیادہ سفر کرکے وہ تمام مسافت طے کرلی جو دریاے راوی اور دریاے چناب کے درمیان مین تہی پانچوین چھٹے روز وہ رام نگر پہونچا اور وہان سے حدود کشمیر مین داخل ہوکر جمون پہونچا - جمون سے فرخ آگے بڑھا تو تین چار روز بعد ایک شہر کی عمارتین دیکہکر باہر ہی کسی پہاڑی کے دامن مین ایک چٹان پر بیٹھہ گیا اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تہا - طیور بسیرون مین جانے کے لیے دُور دُور سے آکے جمع ہوگئے تھے اور شور کر رہے تھے - زرد زرد دھوپ پہاڑون کی چوٹیون پر سنہرا رنگ پھیرے ہوے تہی - کہرا دھوئین کی طرح تمام اطراف وجوانب مین پھیلا ہوا تہا - فرخ نے مثنوی مولانا روم نکال کے جوش و خروش کے ساتھ پڑھنا شروع کی - اسکی خوش آوازی سُنکر ایک کشمیری مسلمان پاس آکر کہڑے ہوگئے فرخ نے اونہین بلاکے پاس بٹھا لیا - تہوڑی دیر تک مثنوی پڑھکر بند کی اور اپنے نئے ملاقاتی کیطرف متوجہ ہوا -

فرخ "اسم شریف ؟"

شخص "جلال الدین - آپ کہان سے تشریف لاتے ہین ؟"

فرخ "آپ اسکو نہ پوچھیے"

جلال الدین۔ "آخر آپ کا وطن مالوف کس شہر مین ہے؟"
فرخ۔ "دہلی مین"
جلال الدین۔ "اور اسم شریف"
فرخ۔ "مجھے فرخ کہتے ہین"
جلال الدین۔ "حضرت آپ کیا خوب مثنوی پڑہتے ہین"
فرخ۔ "اس شہر کا کیا نام ہے"
جلال الدین۔ "یہ اسلام آباد ہے"
فرخ۔ "اسوقت اس شہر کا نام سُنکر بڑا افسوس ہوا"
جلال الدین۔ "افسوس کس بات کا؟"
فرخ۔ "افسوس کی بات نہین ہے کہ مسلمان لوگ اسلام آباد مین رہکر بھی اپنے مذہبی امور کو آزادی سے نہ ظاہر کر سکین؟ اور اونپر اسوجہ سے ظلم ہو کہ وہ مسلمان ہین! خدا جانے برٹش گورنمنٹ کیون ایسی غافل ہے جس آزاد گورنمنٹ کو عام اصلاح اور عدل و آزادی کا دعوی ہو اوس کی جانب سے غفلت کا ہونا تعجب کا باعث ہے۔"
جلال الدین۔ "واقعی آپ نے صحیح فرمایا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ عام طور سے اذان نہین دے سکتے ہین اور بقول آپ کے اور سب طرف سے تو یاس ہی یاس نظر آتی ہے۔ فقط ایک انگریزی حکومت کی انصاف پسندیون پر امید لگائے بیٹھے ہین دیکھیے کب ان مصیبتون سے نجات ملتی ہے"
فرخ۔ "اس کے تو مین خلاف ہون۔ مین قومی حکومت زیادہ مناسب خیال کرتا ہون مجھے اس کی تو خواہش نہین ہے کہ انگریزی سلطنت مین کشمیر بھی داخل ہوجاے مگر یہ بات اتنا چاہتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ اپنے اعلے اختیارات کے استحقاق سے گورنمنٹ کشمیر کے پولیٹیکل اصول کی ترمیم کسی قدر تنبیہ کے ساتھ کرتی رہے۔ ہندوستان کے اخبارات اس پر زور دے رہے ہین مگر بعض ایسے بھی ہین کہ اپنے مسلمان بھائیون پر چھریان چلتے دیکھتے ہین اور اسی مین خوش ہین"

جلال الدین "واقعی آپ کی راے نہایت مناسب ہے دیکھیے خدا کب وہ دن لاتا ہے۔ مین ہندوستان مین کوئی پانچ چھ برس رہا تہا۔ وہان کے لوگون کی آزادیان دیکھکر اور تمام مذہب والون کو اپنے مذہبی جوش وخروش کو آرزو سے ظاہر کرتے دیکھکر مجھے اپنے ملک کے مسلمانون کی بیکسی اور بے بسی پر بڑا رحم آیا۔ اکثر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اب اندہیرا ہوگیا شہر مین تشریف لے چلیے"

فرخ "آپ تشریف لے جائیے میرا آپ کا کون ساتھ ؟"

جلال الدین "اے نہین صاحب یہ نہ ہوگا۔ آپ میرے مہمان ہین"

غرض فرخ بہزار خرابی جلال الدین کے مکان پر گیا دو چار روز کے بعد اُس نے وہان سے روانہ ہونے کا قصد کیا مگر جلال الدین نے کسی طرح اجازت نہ دی آخر فرخ نے یہان ایک معمولی معلم گری کی نوکری کرلی اور کئی مہینے یہین رہا۔

فرخ کو یہان ہر وقت اپنی معشوقہ کو یاد کرتے ہی گزرا کرتی تہی آرزوے وصل مین جیتا تہا اور خیال جانان سے دل بہلاتا تہا۔ آخر وحشت نے پہر زور کیا دل مین کہنے لگا مین یہان رہنے اور نوکری کرنے نہین آیا ہون اب دل یہان نہین لگتا کسی اور طرف چلنا چاہیے" غرض ایک دن جوش وحشت مین چل کہڑا ہوا اور سری نگر مین پہونچا۔ جلال الدین کو اوس سے اس عرصے مین نہایت اُنس ہوگیا تہا وہ ازحد ملول تھے۔

فرخ جیسے ہی سری نگر مین پہونچا اتفاقاً اس کے ایک کلاس فیلو جن کا نام علی اصغر تہا ملے اور دیکھتے ہی دوڑ کے لپٹ گئے۔ علی اصغر کو دہلی سے آئے ابھی سات آٹھ ہی مہینے ہوے تھے۔ اُن سے تہدی سے بہی ملاقات ہوگئی تہی اور فرخ کے تمام حالات سے واقف تھے۔ اپنے دوستون کی تحریرون سے اونہین فرخ کی مفقود الخبری کا حال بہی معلوم ہوچکا تہا مصلحتاً اونہون نے اپنی واقفیت کو ظاہر نہین کیا۔

علی اصغر "فرخ تم کہان ؟"

فرخ:۔ سفر کا شوق ہوا یہین چلا آیا"
علی اصغر:۔ آئیے میرے یہان تشریف لے چلیے"
فرخ:۔ نہین۔ میرا یہان قیام کا ارادہ نہین ہے"
علی اصغر:۔ بجا۔ تو آپ جانے بھی پائین گے؟"

غرض علی اصغر نے بڑے خلق کے ساتھ حیلے کر کرکے فرخ کو دو مہینے تک اپنے مکان پر روک رکھا۔ فرخ روز روانگی کا قصد کرتا تھا اور وہ روک لیتے تھے علی اصغر نے فرخ کو ایسا موقع ہی نہ دیا کہ وہ تنہا چل دے۔

دسوان باب

مہدی فرخ کی کوٹھی مین ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ صورت پر پریشانی برستی ہے۔ چہرہ مجسم حیرت ہو رہا ہے۔ میز پر دونون کہنیان ٹیک کر آگے کو جھک گیا ہے۔ دونون ہاتھ میز پر رکھے ہین۔ اور پریشان خیالات کے ساتھ ناامیدی و یاس کے آثار بشرے سے ظاہر ہین۔ وہ دل مین کہہ رہا ہے "افسوس اب تو ہمین ذرا شبہہ نہین رہا کہ فرخ سے دائمی مفارقت ہوگئی۔ اسکی وحشت اب اوسے پھر دہلی آنے کی اجازت نہ دیگی۔ خدا جانے کہان ہوگا۔ ہاے! اس طرح امیرانہ ٹھاٹھ سے پرورش پایا ہوا شخص کوہ و صحرا مین پا پیادہ پھرے نہ معلوم کیا حال ہوگا۔ پیرون مین چھالے پڑگئے ہون گے آہ! فرخ تم مجھے بالکل بیدست و پا کر گئے۔ کس عمدہ اصول سے خاندانی نزاعون کے دفع کرنے کی بنا ڈالی تھی۔ بس اتنی ہی کسر رہگئی تھی کہ نکاح ہوجاے ایک فرخ کی ذات سے کیا کیا امیدین تھین۔ گویا میرے بمبئی سے آنے کی غایت ایک فرخ کے دم سے وابستہ تھی۔ اب تو میرا یہان رہنا بالکل بیکار ہوگیا فرخ کی والدہ بڑی دلدہی اور اصرار کرتی ہین مگر وہ خود ہی اپنی مصیبت مین مبتلا ہو رہی ہین۔ فرخ کا تھوڑا صدمہ ہوا خدا دشمن کو بھی اس مصیبت مین نہ ڈالے۔ مجھے اس امر کی بڑی فکر ہے کہ مجھکو اب اپنے لیے کیا" (کچھ آہٹ پاکے) کون؟ سامنے کا دروازہ کھلا۔ کوئی توانا اور موٹے تازے ہاتھ پیر دیکھا

آدمی اندر داخل ہوا۔
مہدی۔ "اخاہ! جناب آغا صادق صاحب ہین۔ آئیے تشریف رکھیے۔
یہ کہتا ہوا مہدی اوٹھ کھڑا ہوا۔ آغا صاحب آئے اور مہدی کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔
مہدی۔ "مزاج مبارک"
آغا صادق۔ "الحمدللہ۔ آپ کا مزاج شریف"
مہدی۔ "شکر ہے۔ جب سے فرخ چلے گئے کبھی ایک گھڑی بھر کو بھی آرام نہین نصیب ہوا۔ بس مزاج کا یہی حال سمجھ لیجیے"
آغا صادق۔ "ہان اونکا پتہ نہین لگا؟ کیا صدمہ ہوا ہے۔ یہ گھرانہ ہی تباہ ہو گیا۔ آپ غور تو کیجیے کہ تین بھائیون اور بہن کی ساری اُمیدین ایک فرخ کے دم سے تھین"
مہدی۔ (آبدیدہ ہوکے) کیا عرض کرون کہ یہ کیسا سانحہ ہوا ہے"
آغا صادق۔ "اُنکی والدہ کا کیا حال ہے"
مہدی۔ "میری زبان مین طاقت نہین کہ اُنکی بیتابی اور بیقراری کا حال بیان کرون رات دن روتے ہی گزرتی ہے۔ غذا مطلق چھوٹ گئی۔ مین جانتا ہون کہ جب سے فرخ گئے اوسوقت سے آج تک کسی نے اونکو ہنستے نہ دیکھا ہوگا"
آغا صادق۔ "خدا اُنکو صبر عطا کرے" (دروازے کیطرف دیکھکر) کون آتا ہے۔ مشتاق برآمد ہوا۔
مہدی۔ (اودہر دیکھکر) مشتاق ہین۔ آؤ مشتاق بیٹھو" مشتاق بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
آغا صادق۔ "ارے بھئی مشتاق! تمنے کچھ پتہ نہ لگایا کہ فرخ کہان گئے ہین؟"
مشتاق۔ "خدا اُنکو بخیر و عافیت واپس لائے۔ یقین جانیے سب اونکے زندگی بےمزہ ہوگئی۔ اپنے حد بھر کوشش کرتا ہون باقی حصول مقصد خدا کے ہاتھ ہے"

مہدی "مشتاق تمنے دروازہ کُھلا ڈالدیا ہوا بہت تیز چل رہی ہے"
آغا صادق "رہنے بھی دیجیے جاڑے کے موسم مین ہوا دنکو ناگوار نہین گزرتی"
مشتاق "دیکھیے اصغر علی آتے ہین"
مہدی "کئی روز کے بعد آتے ہین - آغا صاحب آجکل طبیعت نہایت گھبرایا کرتی ہے - کوئی صاحب ازراہ کرم تشریف لے آتے ہین تو گھڑی دو گھڑی کو دل بہل جاتا ہے"
اصغر علی - (کمرہ مین داخل ہوکے اور صاحب سلامت اور مزاج پرسی کے بعد) آج چند دن کے بعد حاضر ہوا ہون - کیا کہون فرصت ہی نہین ملتی تھی اور ایک جبر ایسی ضروری عرض کرنا تھی کہ تین دن سے روز آنے کا قصد تھا مگر موقع نہین ملا"
مہدی "اور یہ مقام بھی دُور پر واقع ہے - انسان اور کام کا ہرج کرے تو یہان آئے"
آغا صادق "چلیے اب اُدھر دریا کیطرف چلکے بیٹھین"
مہدی "بہتر - اگرچہ آج کل باہر بیٹھنے کا موسم نہین ہے - مہدی کے حکم پر خدمتگارون نے اُس طرف کرسیان ڈال دین اور سب جلکے وہین بیٹھے -
اس وقت تقریباً تین بجے ہونگے - چیزون کا سایہ خود اون کے برابر ہوگیا تھا - نماز ظہر کا وقت ختم ہونے کو تھا - سردی جو دوپہر کے وقت کم ہوگئی تھی اب پھر زور پکڑتی جاتی تھی - آفتاب کی گرمی ہمارے دلون کیطرح سُست پڑ گئی تھی - بہت چھوٹا سا دن کچھ اس روا روی کے ساتھ آخر ہوگیا تھا کہ بہت لوگ ابھی بارہ بجنے ہی کے گمان مین تھے دُنیا کے کاروبار اجرا کرنے والے دن کی کوتاہی سے بتنگ آگئے تھے کیونکہ بہت کم ایسے تھے جو اپنا پورا کام کرتے جاتے ہون - اسوقت لب دریا بیٹھکر کچھ دیر سب دوستون نے دریا کی روانی کی سیر کی اور پھر باتین شروع کین -
مہدی - (اصغر علی کی طرف دیکھکر) وہ کونسی خبر فرماتے تھے آپ کہتے تھے؟

اصغر علی۔ "ہان خوب یاد دلایا آپ نے مجھے خیال ہی نہین رہا تھا۔ وہ جس زمانے مین آپ فرخ کے لیے لاہور مین تشریف لے گئے تھے مجھے معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ اُنھین دنون مقصود دو ایک بدمعاشون کو ساتھ لیکر وہان گیا تھا مین نے اُڑتا سُنا ہے کسی روز رات کو اونھون نے فرخ پر بھی حملہ کیا مگر فرخ کسی طرف کو نکل گئے۔ مقصود کہتا ہے میرے بھائی کو تو پھانسی ہو ہی گئی اب مین جب تک مسعود کا بدلہ فرخ سے نہ لے لونگا دم نہ لونگا۔ مگر فرخ کو خدا نے دو دفعہ ان ظالمون کے ہاتھہ سے بچایا۔"

مھدی۔ "اس خبر سے تو مجھے آپ نے تشویش مین ڈالدیا۔ کچھہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کس روز مقصود نے فرخ پر حملہ کیا تھا؟"

اصغر علی۔ "اب یہ تو مجھے ٹھیک نہین معلوم ہوا۔"

مھدی نے اس خبر کو سُنکر متفکر صورت بنائی اور گردن جُھکا کے سوچنے لگا۔ "خدا جانے یہ کس روز کا ذکر ہے؟ فرخ سے جس روز مجھہ سے ملاقات ہوئی اوس سے پہلے تو یہ واقعہ نہین ہوا ورنہ فرخ مجھہ سے ضرور ذکر کرتا۔ اور اوس روز کے بعد مجھے یقین نہین کہ فرخ لاہور مین ہو۔ مین نے ہر گلی کوچہ چھان ڈالا۔ یہ ممکن نہین کہ فرخ وہان ہوتا اور مجھے نہ مل جاتا ہو نہو اوسی روز کا ذکر ہو جس رات وہ مجھے سوتا چھوڑ کے چلا گیا تھا۔" باآواز اصغر علی سے "یہ آپ کو معلوم ہوا کہ رات کو حملہ ہوا تھا کہ دن کو؟"

اصغر علی۔ "ہان یہ تو سُنا ہے کہ رات کو حملہ ہوا تھا۔"

مھدی۔ (دل مین) "بس اوسی روز کا ذکر ہے۔"

اتنے مین خدمتگار نے مھدی کو ایک خط لاکے دیا اور کہا "حضور ڈاکیا دے گیا ہے۔"

مھدی نے خط کا لفافہ پڑھا مگر کچھہ نہ معلوم ہوا کہ کس کا لکھا ہے۔ لفافہ چاک کیا اور آہستہ آہستہ پڑھنے لگا۔ آغا اور اصغر علی اور مشتاق مھدی کی صورت دیکھنے لگے۔ مھدی جو جو اس خط کو پڑھتا جاتا تھا وہ وہ اوسکے چہرہ سے مسرت کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے ابھی خط پڑھ نہین

ہوا تھا کہ مہدی نے د فور مسرت سے سب کی طرف دیکھکر کے کہا " لیجیے حضرت آپ سب صاحبون کو مبارک !"

اصغر علی " بعد جلد فرمائیے۔ خط بھیجے پورا کر لیجیے گا "

مہدی " مین آپ سب صاحبون کو خط ہی سُنائے دیتا ہون " یہ کہہ کے مہدی نے خط پڑھنا شروع کیا " شفیقی جناب محمد مہدی صاحب دام لطفہ بعد تسلیم کے بعد اشتیاق مدعا طراز ہون کہ ان دنون میرے معزز دوست فرخ صاحب یہان وارد ہوے چونکہ مین اونکے حالات جانتا تھا بلطایف الحیل اونھین روک رکھا۔ آپ اس خط کے دیکھتے ہی یہان تشریف لائیے۔ آپ آجائین گے تو مجھے اُمید ہے کہ سمجھانے بوجھانے سے واپسی وطن پر راضی ہو جائین گے زیادہ نیاز۔

کمترین علی اصغر۔ از سری نگر۔ کشمیر۔ مورخہ۔ ماہ سنہ ھ

یہ خط دیکھ کے سب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مہدی کہنے لگا " تو اب روانگی کا قصد کرنا چاہیے۔

علی اصغر صاحب نہایت معقول آدمی ہین یہ بڑا کام کیا جو فرخ کو روک لیا۔ آپ سب صاحب تشریف رکھین مین اندر اطلاع کر آؤن۔ فرخ کی الدہ کو فوراً یہ خوشخبری سُنانا چاہیے اُنکی جان مین جان آجائے گی۔ ذرا اطمینان ہو گیا تو ونکو ایک قسم کی تسلی و تشفی ہو جائے گی۔

یہ کہہ کے مہدی اندر چلا گیا۔

گیارھوان باب

کوئی چالیس پینتالیس برس کی شریف عورت ایک محلسرا مین بیٹھی ہے آس پاس کچھ اور عورتین جمع ہین۔ اس شریف عورت کی صورت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہجوم حسرت و اندوہ عمر بھر کی عیش و عشرت کو پامال کیے ڈالتا ہے۔ زندہ دلی اور شگفتہ طبعی چہرے سے ظاہر ہونے والی یاس پر قربان ہوئی جاتی ہے۔ اتنے مین ایک ماما نے آکے عرض کیا۔ حضور وہ تشریف لائی

ہین۔ جعفری بیگم ابھی ابھی فنس سے اوتری ہین" مگر وہ شریف عورت ایسے رنج والم مین ڈوبی ہوئی تھی کہ ماما کو کچھہ جواب نہ دیا۔ وہ دل سے غمگین ہو ہو کر یہ باتین کر رہی تھی "اب یہ غم مرتے دم تک پیچھا نہ چھوڑے گا فرخ نے مجھے کہین کا نہ رکھا۔ ہاے میری شہزادی جب اوس کی بھولی بھولی صورت پر مایوسی برستے دیکھتی ہون کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتے ہین۔ اسکے ننھے کلیجے پر خدا جانے کیا گزرتی ہوگی۔ رات دن دل ہی دل مین کڑھا کرتی ہے۔ بھولی ناسمجھہ اپنے دل کا حال کہے تو کس سے کہے؟ ہاے یہی میرے نصیبون کا لکھا تہا۔ کیسی کیسی آرزوئین تھین کہ شہزادی کا دولھا دیکھونگی وہ سب آرزوئین خاک مین مل گئین۔ اکیلی بیٹھہ بیٹھہ کے رویا کرتی ہے اوس کی روئی روئی ہوئی آنکھین دیکھہ کر میرے دل مین نشتر سے چبھنے لگتے ہین۔ ہاے کیا کرون؟"

فرخ کی پھوپھی ان پریشان خیالات مین اسقدر ڈوبی ہوئی تھی کہ اوسکو معلوم بھی نہ ہوا اور جعفری بیگم کمرے کے اندر پہونچ گئین۔ جعفری بیگم نے آکے مؤدبانہ سلام کیا۔ فرخ کی پہوپہی نے سر اوٹہا کے دیکھا اور کہا "جیتی رہو آؤ بیٹھو"

جعفری بیگم فرخ کی منجھلی چچی کی اوسکے میکے کی طرف سے سگی بھانجی تھین۔ انکی عمر کوئی ۲۵ برس کی ہوگی۔ اور صورت کے اعتبار سے نہایت ہی حسین اور صاحب جمال تھین۔ غرض وہ آکر بیٹھہ گئین۔

فرخ کی پھوپھی "اچھی تو رہین؟"

جعفری بیگم "آپ بزرگونکی دعا سے سب طرح خیر و عافیت ہے"

فرخ کی پہوپہی۔ (ایک بیتابی کیساتھ) "ہاے تمنے دیکھا ہمین فرخ کیسا بھوت مار گیا؟"

جعفری بیگم۔ (آبدیدہ ہوکے) "جی ہان خدا کی قسم ایسا صدمہ ہوا ہے کہ کچھہ عرض نہین کر سکتی"

فرخ کی پہوپہی "میری شہزادی کے دل پر جو گزرتی ہے اوسکو بس وہی جانتی ہے دوسرے کو کیا خبر۔ ایسی حالت رہی تو اوسکی جان کا خدا ہی حافظ ہے"

جعفری بیگم "اے اسمین بھی کسی کو شک ہے؟ شہزادی کا تو جس قدر حال غیر ہو تعجب ہے"

فرخ کی پھوپھی "میری بچی تو ابھی بالکل بھولی بالی ہے۔ اسکو دنیا کے رنج وغم سے کچھہ سروکار ہی نہ تھا اوسپر تو بیا بیا بھد سر پڑا ہے تو یہ حال ہے کہ نہ کسی سے کچھہ کہتی ہے اور نہ سنتی ہے بس ایک ایسی چپ سادھ لی ہے کہ ھزار بیتا بیون پر بالا ہے۔"

جعفری بیگم "ہوا ہی چاہے۔ فرخ کا کہین پتہ بھی لگا؟ خدا جانے کہان چلے گئے کل مین اونکی والدہ سے ہان گئی تہی۔ کیا کہون دم بدم رونے کے سوا جیسے اور کوئی کام نہین ہے کل تک تو پتہ نہین لگا تھا۔"

فرخ کی پھوپھی "بہن ایسی ہی قسمت ہوتی تو رونا کس بات کا تھا۔ نصیبن کہتی نہین ہوا اندھیرا ہوگیا کسی سے کہو کنول روشن کر جاے۔"

جعفری بیگم "خدا اونھین بہت جلد مقصد مراد کے ساتھہ واپس لائے۔"

فرخ کی پھوپھی "جعفری بیگم ہاے! اب تم ہی بتاؤ کیا کرون؟ مجھے تو کچھہ نہین بن پڑتی ہے۔"

جعفری بیگم "آپ نے بھی کچھہ اسپر غور کیا۔ آخر کیا ارادہ ہے؟"

فرخ کی پھوپھی "مین نے تو ہزار سوچا مگر کوئی بات نہین بن آتی۔ کچھہ تم ہی بتاؤ؟"

جعفری بیگم "یہ کوئی ایسی بڑی بات نہین آخر کنواری لڑکی کو کب تک لیے بیٹھی رہیے گا؟ کہین اور ٹھہر جاے تو دیکھہ بھال کے کر دیجیے۔"

فرخ کی پھوپھی "اول تو اب مجھے یہ منظور ہی نہین کہ شاہزادی کا ہاتھہ کسی اور کے ہاتھہ مین پکڑا دون اور مانا کہ کہین کر دون پھر تمہین بتاؤ کہان کرون نگوڑا زمانہ ایسا آنکے لگا ہے کہ ہونہار لڑکون کا جیسے کال ہوگیا۔ مان باپ لڑکون کو لاڑ پیار کے مارے پڑھاتے لکھاتے نہین اور پڑھائین گے بھی تو وہ علم کہ لڑکا ملاؤن مین مل جاے نہ کمانے کا سلیقہ آئے نہ کچھہ پیدا کرنے کے ڈھنگ معلوم ہون۔ بس اسی قابل ہو جاے کہ عمر بھر مسجدون کی روٹیان توڑا کرے۔ اے بہن کے ایک شاعر بین جالی۔ انہون نے زمانے کا حال دیکھہ کے کیا اچھا شعر کہا ہے۔ ؎

بیٹی جھینکنا کو بکو گھر بہ گھر ہے ۔ ۔ ۔ بہو کو ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے

اب مجھ سے تو یہ نہو گا کہ اپنی لاڈلی شہزادی کو آنکھین بند کر کے کسی کے حوالے کر دون۔"

جعفری بیگم۔ "ہان حضور صاحبزادی کے دشمن کچھ ایسے دو پہ نہین ہین۔"

فرخ کی پھوپھی۔ "پھر اب تمہین بتاؤ عزیزہ تمہین کون لڑکا ہے جسکو تم شہزادی کے لائق سمجھتی ہو۔"

جعفری بیگم۔ "میرے نزدیک مقصود ہی لائق ہے۔ آخر اوسمین کونسی بات بری ہے۔ اور بدنام کرنے کی تو بات ہی اور ہے۔"

فرخ کی پھوپھی۔ "ہے ہے۔ دیکھو جعفری بیگم مقصود کا نام میرے سامنے نہ لو مجھے اوسکا نام سنکے بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ ہائے تم اوسے لائق کہتی ہو جسنے اپنے سگے بھائی کے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ وہ دوسرے کے ساتھ کیا کریگا وہ تو خدا ہی سے کے لاہور جانے سے اتنا ہی معلوم ہوا کہ فرخ دنیا مین موجود ہے۔ اونہون نے اپنی طرف سے اوسکے دشمنون کی جان لینے مین کیا کچھ کسر اوٹھا رکھی تھی۔ یہ مجھ سے کوئی امید نہ رکھے کہ اپنی پیاری لڑکی مقصود کو بیاہ دونگی۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ فرخ زندہ ہے بس جس دن وہ آجائے گا اوسی کے ساتھ شہزادی کی شادی ہوگی۔ چاہے ادہر کی دنیا اودہر ہو جاے مگر میری شہزادی کی شادی اور کسی کے ساتھ نہ ہونا تھی نہ ہوگی۔ جعفری بیگم پھر کبھی تم اوس کا ذکر نہ کرنا۔"

شہزادی تھوڑی دور پر پاندان پر گردن جھکائے بیٹھی نازک نازک ہاتھون سے ڈلیان کتر رہی تھی۔ جس وقت جعفری بیگم نے مقصود کا نام لیا چاہیے تھا کہ وہ شرما کے اور گردن جھکا لیتین مگر نہین اونہون نے ایک ایسی نگاہ سے دیکھا جو حسرت افسوس کے ساتھ بڑی ناراضی اور برہمی کے آثار بھی دکھا رہی تھی۔ صورت سے ظاہر ہوتا تھا کہ دل مین کوئی ایسا خیال جوش کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ وہ ضبط نہین کر سکتین مگر وہ شرم و حیا جو معمولی ہندوستانی کنواری لڑکیون کی زبان روکتی رہتی ہے اوس نے اوسوقت شہزادی کا منہ نہ کھلنے دیا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ کمرے کی گھڑی مین ٹھن ٹھن کر کے آٹھ بجے ویسے ہی قریب کی مسجد مین اذان کی آواز

آئی۔ فرخ کی پہوپہی ایک دوشالہ اوڑھکر کمرے سے باہر نکلی آسمان گہرے کی وجہ سے دہندلا نظر آتا تہا۔ ایک آدھ ستارا جو نظر ہی آتا تہا تو اوسکی روشنی بالکل ماند تہی۔ چاندکی روشنی دشمنون کے دلون کی طرح مکدر تہی۔ رات تہی تو چاندنی مگر موسم سرما کے باعث اندہیری معلوم ہوتی تہی مارے سردی کے بدن کانپا جاتا تہا کسی کام کے لیے ہاتہہ باہر نکالنا انتہا سے زیادہ کہلتا تہا۔ فرخ کی پہوپہی نے تھرتھرا کے کہا "اے ہے کس غضب کا جاڑا پڑتا ہے" اسپر نصیبن نے کہین دُور سے چلا کے کہا "اے بیوی سُنتی ہون کل بہت برف پڑی"

اتنے مین ایک عورت فرخ کی پہوپہی کے قریب آئی اور بڑے ادب سے جُہک کے آداب بجالائی۔

فرخ کی پہوپہی "کون! حسینی خانم تم اتنے وقت کہان آئین۔ خیریت تو ہے؟"

حسینی خانم "جی ہان سب خیریت ہے۔ ایک خوشخبری سُنانے آئی ہون حضور انعام لونگی"

فرخ کی پہوپہی "ہمارا انعام دینے کے قابل مُنہ ہی نہین رہا۔ وہ جو انعام کا حیلہ تہا وہ ہی نہین"

حسینی خانم "اے حضور خدا نے سُن لی۔ آج ایک خط آیا ہے۔ صاحبزادے کا پتہ معلوم ہوگیا۔ آپ کی بہاوج صاحب نے یہی خوشخبری سُنانے کو بہیجا ہے دوڑتی ہوئی آئی ہون"

فرخ کی پہوپہی "(خوش ہوکے) آخر کچہ یہ بہی معلوم ہوا کہ کہان سے خط آیا ہے؟"

حسینی خانم "کشمیر سے"

فرخ پہوپہی "اے ہے۔ فرخ کشمیر پہونچگیا۔ خط کسنے لکہا ہے؟"

حسینی خانم "کوئی اُن کے دوست وہان تھے دیکہتے ہی اپنے گہر لے گئے اور حیلہ بہانہ کرکے اُنکو روک لیا اور یہان لکہہ بھیجا۔ آج مہدی میان رات کی ریل پر جائینگے۔ خدا کرے جلدی آجائین"

فرخ کی پہوپہی۔ (دونا ہاتہہ اوٹھا کر) "یا اللہ کروڑ کروڑ بار تیرا شکر ہے۔ تونے میری

بیکسی پر رحم کیا" فرخ کی پھوپھی کو اس سے زیادہ کیا خوشی ہو سکتی تھی۔ اسنے
دوڑ کر کمرے مین گیسن اور سب کی طرف دیکھکر کہا۔
"دیہو لوبیٹین مبارک۔ میرے فرخ کا پتہ لگ گیا۔ بس وہی تین روز مین
آیا چاہتا ہے۔ اب مین شادی مین ذرا تامل نہ کرون گی۔ وہ آیا چاہتا ہے
بس دن تاریخ دیکھکر نکاح پڑھوا دونگی۔ اس مین چاہے کوئی خوش ہو چاہے
ناراض ہو"

یارہوان باب

فرخ اپنے دوست علی اصغر کے مکان مین سوتے سوتے جاگ پڑا آنکھین
ملتا ہوا پلنگ پر اوٹھہ کے بیٹھ گیا۔ دروازے کی راہ سے دیکھا کہ ستارے
کھلے ہوے ہین مگر کسی نادم شخص کیطرح اُن کی نظر فریب آب و تاب پر ایک
بے لطف سفیدی ظاہر ہو رہی ہے۔ فرخ نے پہلے ستارون کی سفیدی
کا خیال ہی نہ کیا اور سمجھا کہ ابھی رات زیادہ باقی ہے لیکن جب شہر کے
شوالون سے گھنٹون کی آوازین ہوائے سرد کے ہلکے ہلکے جھونکون کے
ساتھ آئین تو متحیر ہو کے کمرے سے باہر نکلا۔ اور مشرق کی طرف نظر غور سے
دیکھنے لگا۔ سفیدۂ صبح کی لمبی لمبی روشنی دیکھ کے معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی
فرخ اگرچہ رات بھر اپنے جوش عشق کی فکرون مین ڈوبا رہا تھا اور پچھلے
کو جاکے کہین آنکھہ لگی تھی مگر اوس وقت کی کیفیتین ایسی دلچسپ تھین
کہ وہین باہر صحن مین ٹہلنے لگا۔

یہ وقت مصلحتاً نہایت ہی دلکش پیدا کیا گیا ہے۔ اسی وقت تمام
عالم ایک گہری غفلت اور بیخودی کے سکوت کے بعد اپنے کاروبار مین
مشغول ہوتا ہے۔

دُنیا کا ہر ذی روح اسی وقت اوس غایت کے حاصل کرنے کی جانب
مصروف ہوتا ہے جس کے واسطے اوسے قدرت نے پیدا کیا ہے اسی
وقت کی دلچسپیان ہین جو قریب قریب تمام عالم کو میٹھی نیند سے جگا کے

اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہین۔ غرض رفتہ رفتہ ستارون کی صورت زیادہ گھبرائی ہوئی نظر آنے لگی۔ اور ملیورنے چھپا چھپا کر عالم کی خاموشی کو دفع کیا۔ اورنئے جاگے ہوؤن کے کانون مین گھنٹون کی آوازین بہرہوتین ہر چیز کو ایک آزادی حاصل تھی۔ اور کسی نہ کسی ذریعہ سے اپنے موجود ہونے کی اطلاع اہل عالم کو کررہا تہا۔ خاموش تہین توشہر کی مسجدین جن مین سے آذانون کی آوازین نہین آتی تہین اور مسلمانون کے اقبال کی طرح ایک بیکسی کے ساتھہ خاموش پڑی تہین۔

اسوقت کی حالت نے فرخ کا دل ذرا بہلادیا۔ اور اُسے اتنی مہلت ملی کہ اپنی پیاری معشوقہ کے خیال سے دل کو کسی اور جانب متوجہ کرے کسی طرف سے اذان کی آواز نہ آنے کا خیال کرکے وہ افسوس کرنے لگا اوسنے اوس گورنمنٹ کی حالت پر نہایت خوف اور عبرت سے نظر ڈالی جو اپنے ناجائز تعصب پر ایک وسیع مذہب کی آزادی کو بھینٹ چڑہائے دیتی ہے۔

اب روشنی زیادہ غالب ہوگئی اور ستارے بالکل غائب ہوگئے آفتاب کی کرنین اُن درختون کی خوشنما پتیون پر پڑین جو کشمیر کو جنت نظیر ثابت کیے ہوئے ہین۔ صحن کے کسی کونے مین ایک سنہری کرسی پڑی تہی فرخ اوسپر بیٹھ گیا۔ قاعدہ ہے کہ جو ہر وقت کسی کام مین لگے رہنے کا عادی ہے گھڑی بہر بہی بیکار بیٹھنے مین اوس کا دل اولجھنے لگتا ہے۔ فرخ ہر لحظہ خیال جانان مین ڈوبا رہتا تہا اس وقت دم بھر بے یاد جانان بیٹھا تو آپ کو کچہ بہولا بہولاسا معلوم ہونے لگا۔ آخر ضبط نہ ہوسکا اور جاکے کمرے سے مثنوی مولانا روم اوٹھا لایا مثنوی کے چند اشعار پڑھے ہونگے کہ اوسکے دوست علی اصغر زنانے مکان سے باہر تشریف لائے۔

علی اصغر۔ "ہاہاہا! آج تو آپ سویرے ہی سے باہر صحن مین نکل کے بیٹھے ہین"

فرخ۔ (مثنوی بند کرکے) "ہان۔ آج تڑکے ہی آنکھہ کھل گئی تہی۔ دل گھبرانے لگا تو مثنوی لے کے بیٹھہ گیا۔"

علی اصغر "تو آپ نے مثنوی بند کیون کر دی؟ اچھا آئیے اندر بیٹھکر پڑھیے مجھے مثنوی شریف سُننے کا نہایت ہی شوق ہے عجب دلکش کلام ہے"

فرخ۔ (کھڑے ہوئے) سبحان اللہ جو دل ذرا بھی اثر پذیر ہو اوس کے مذاق کے موافق مثنوی سے بڑھکر دُنیا بھر مین کوئی کتاب نہین ہے" غرض دونون کمرے مین داخل ہوئے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ فرخ نے مثنوی علیحدہ رکھدی۔

علی اصغر "نہین صاحب کچھ پڑھیے تو سہی فضول باتون سے اچھا ہی ہوگا"

فرخ نے مثنوی اوٹھائی اور شروع مین کچھ اشعار چھوڑکر پڑھنا شروع کی۔

فرخ۔ (جھوم کر) "در غم ما روزہا بیگاہ شد + روزہا با سوزہا ہمراہ شد"

علی اصغر "ہائے کس درد اور کس بیتابی کا شعر ہے"

فرخ۔ (کچھ دور تک نظر سرسری طور پر دوڑا کر) "ہائے ہائے! فرماتے ہین مولانا سُنیے گا۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما	اے تو افلاطون و جالینوس ما

علی اصغر۔ (زور سے کلیجہ پکڑ کے) "اُف! اوس وقت جی چاہتا ہے کہ انسان کپڑے پھاڑ کے جنگل کو نکل کھڑا ہو" فرخ یہ شعر پڑھکر کچھ ایسا بیتاب ہوا کہ آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اوسنے بار بار انھین اشعار کو ایک بے اختیاری کے ساتھ پڑھنا شروع کیا اور آخر خاموش ہو کے کسی فکر مین غرق ہو گیا۔

علی اصغر "آگے بڑھو چپ کیون ہو رہے؟"

فرخ "بہتر" پانچ چھہ ورق بے پروائی کے ساتھ اُلٹ گیا۔ ایک مقام پر ٹھہر کے اور زانو پر ہاتھہ مار کے کہنے لگا "ہائے ہائے ملاحظہ فرمائیے۔

گفت لیلیٰ را خلیفہ کان توئی	کز تو مجنون شد پریشان و غوی
از دگر خوبان تو افزون نیستی	گفت خامش چون تو مجنون نیستی
دیدۂ مجنون اگر بودے ترا	ہر دو عالم بیخطر بودے ترا
باخودی تو لیک مجنون بیخود ست	در طریق عشق بیداری بد ست

اتنے مین ایک خدمتگار آیا جسکی طرف فرخ اور علی اصغر دونون دیکھنے لگے۔

علی اصغر "کیون؟ کیا ہے؟"

خدمتگار "حضور ایک صاحب تشریف لائے ہین"
علی اصغر "کون صاحب ہین! آخر تم نہین پہچانتے؟"
خدمتگار "جی مین نے تو او نہین کبھی نہین دیکھا"
علی اصغر "تو یہان بھیج کیون ندیا؟"
خدمتگار "وہ خود ہی نہین آتے - آپ کو باہر بُلاتے ہین"
علی اصغر "کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کون صاحب ہین" فرخ سے "آپ تشریف رکھیے مین ذرا باہر ہو آؤن"
فرخ "بسم اللہ" علی اصغر باہر نکلا اور نکلتے ہی ایک شخص کو دیکھتے ہی لپٹ کے لپٹ گیا " اخاہ! سب خیر و عافیت تو ہے؟"
شخص " الحمد للہ"
علی اصغر "آپ خوب موقع پر آگئے"
شخص "آپ کا اشارہ ہوتا اور مین نہ آتا!"
علی اصغر " آئیے اندر آئیے - وہ بھی بیٹھے ہین مگر آپ کا او نہین گمان بھی نہو گا"
دونون اندر داخل ہوے - فرخ اس نئے شخص کو دیکھ کے ایسا بدحواس ہوا کہ گھبرا کے کھڑا ہو گیا اور یہ شخص جاتے ہی اسکے گلے سے لپٹ کر آبدیدہ ہو اور کہنے لگا "فرخ تمسے بڑھکر سنگدل دنیا مین کوئی نہوگا - ہمارا جوش محبت بڑا ظالم ہے"
فرخ (آنکھون سے آنسو بہا کر) مہدی ہاے اس کمبخت دل کے ہاتھون مجبور ہون مین اپنے اختیار ہی مین نہین ہون - تم جاہے ظالم کہو چاہے کچھ کہو - مگر میرا دل میرے قابو مین نہین ہے"
مہدی "آخر اس ظلم کی کوئی انتہا بھی ہے؟"
فرخ " نہین - کیونکہ مجھے اپنے دل کی بے اختیاری کی کوئی انتہا نہین معلوم ہوتی"
دسترخوان بچھایا گیا اور سبھون نے بیٹھ کے کھانا کھایا - کھانے سے فراغت کر کے علی اصغر نے کوئی ضرورت بیان کی اور اٹھ کے چلا گیا - فرخ اور مہدی مکان مین تنہا رہگئے فرخ نے پہلے اپنی والدہ اور اعزا کی خیر و عافیت پوچھی اسکے بعد ادھر ادھر کی باتین دریافت کرنے لگا -
فرخ "آپ کا یہان آنا کیونکر ہوا؟ مجھے آپکے یہان آنے کا گمان بھی نہ تھا"

مہدی۔ "آپ کی کشش کھینچ لائی"
فرخ۔ "کیا ان یہان کچھ ضرورت تھی؟"
مہدی۔ "اس سے زیادہ کیا ضرورت ہوگی کہ آپ یہان موجود تھے"
فرخ۔ "آخر آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یہان موجود ہون"
مہدی۔ "اب کیا بتاؤن؟ معلوم ہو گیا یہان کے بعض آدمی گئے انکی زبانی معلوم ہو گیا"
فرخ۔ "خیر کہیے مسعود کے مقدمے مین کیا ہوا؟ مجرم تو سنگین تھا"
مہدی۔ "آپ کو اب تک نہین معلوم ہوا؟ ایک زمانہ ہوا اُسکو پھانسی ہو گئی۔ آپکی والدہ کو مسعود کا بڑا ہی صدمہ ہوا۔ ہزار نالایق ہو مگر اولاد کا صدمہ نہین برداشت ہو سکتا۔ واقعی اونہون نے بڑا ہی ضبط کیا۔ نہ آنسو بہائے نہ روئین دھوئین فقط افسردہ دلی کے ساتھ چُپ ہو کے رہگئین۔ مگر آپ کی جُدائی کا صدمہ اون سے کسی طرح نہین سہا جاتا۔ اتنے دن ہو چکے ہین اور آج تک یہ عالم ہے جیسے آج ہی یہ تازہ غم نصیب ہوا ہے"
فرخ۔ "مہدی! حقیقت مین مین بڑا نالایق ہون میرے ہی سبب سے بھائی کی جان گئی۔ اور مین نے اماجان کو ہمیشہ کا داغ دیا"
مہدی۔ "نہین نہین یہ نہ کہو۔ ہمیشہ کا نہین۔ تم اب چل کے اپنی اماجان کا کلیجہ ٹھنڈا کرو گے"
فرخ۔ (ذرا تامل کر کے) "کیا مجھے پھر جانا ہوگا؟"
مہدی۔ "بیشک والدہ کو الگ رہنے دو۔ کیا تم کو دیار جانان کی کشش بھی اپنی طرف نہین کھینچتی؟"
فرخ۔ "اسی خیال سے مین کئی مرتبہ دہلی کی طرف روانہ ہونے کو آمادہ ہو گیا تھا مگر وہان مجھے آرام سے بیٹھنا نہ نصیب ہوگا۔ ایک تو خیال جانان سے کچھ تنہائی مین خوب باتین ہوتی ہین۔ دوسرے مقصود ایسا دشمنی پر تُلا ہوا ہے کہ دہلی جا کر مجھے روز جھگڑے فساد مین مبتلا ہونا پڑے گا۔ ہان جس روز آپ سے لاہور مین ملاقات ہے"
مہدی۔ "قطع کلام ہوتا ہے۔ وہان تو آپ نے مجھے خوب چکمہ دیا"

فرخ:۔ اسی کو بیان کرتا ہون جس روز آپ سے لاہور مین ملاقات ہوئی تھی اوس روز رات کو مین اپنی دو کتابین لینے کے لیے آپ کے وہان سے آتا تھا کہ راستے مین ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ انگریزی خیالات کے آدمی تھے اور اونکی وضع بھی انگریزی۔ میرے ساتھ باتین کرتے ہوئے ایک گلی مین چلے جاتے تھے کہ معلوم ہوا کچھ لوگ ہمارے پیچھے شور کرتے چلے آتے ہین۔ وہ تو بھاگے اور مین ایک کونے مین ہو رہا۔ جب وہ لوگ پلٹے تو اون لوگون کی باہمی باتون سے معلوم ہوا کہ وہ بیچارے میرے ساتھی تو بھاگ کے بچگئے اور وہ غوغا کرنے والے مقصود اور اوس کے دوست تھے۔ یہ تو حال ہے پھر مین دہلی مین گھڑی بھر بھی آرام سے بیٹھونگا؟“

مہدی:۔ ”ہان ابھی آنے سے پہلے مین نے بھی اسکا تذکرہ سُنا تھا مگر لاحول ولا قوة مقصود کیا کریگا؟ آپ مطمئن رہیے۔ مین سب انتظام کرونگا۔“

فرخ:۔ ”اور لوگ آ آکے میری آزادی اور میرے خیالات مین خلل انداز ہونگے۔“

مہدی:۔ ”نہین۔ مین آپ کے لیے تنہائی کا پورا بندوبست کر دونگا۔“

فرخ:۔ ”یہ بھی نہ سہی مجکو وصال یار کیطرف سے بالکل یاس ہے۔ اور جب اوسکی اُمید ہی نہ رہی تو دہلی میری نگاہ مین بالکل سنسان ہے۔ وہان میرا دل نہ لگیگا۔“

مہدی:۔ ”انسان کو کبھی نا اُمید نہ ہونا چاہیے ساری دُنیا ایک اُمید کے سہارے پر ہے۔ اور خصوص عشاق کی تو زندگی ہی اُمید پر منحصر ہوتی ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ ایسا کلمہ زبان سے نکالتے ہین! فرخ دیکھو تم مایوس ہرگز نہ ہونا۔“

اتنی دیر مین علی اصغر نے آکے مہدی سے پوچھا ”کہین سیر کو تو نجائیگا؟“

مہدی:۔ ”میری بہت بڑی سیر یہی فرخ ہین مین کہین نہ جاؤنگا۔ کل انشاء اللہ انکو ہمراہ لے کے دہلی کو روانہ ہونگا۔“

علی اصغر:۔ ”کل ہی؟ اب آپ آئے ہین تو دو چار روز یہان سیر کیجیے۔ کیون فرخ تمہاری کیا راے ہے؟“

فرخ:۔ ”میرے نزدیک کل کیا، پرسون کیا۔ مین تو دہلی جانا چاہتا ہی نہین

علی اصغر "یہ بالکل خلاف ہے۔ نہین بیشک آپ کو جانا چاہیے۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے؟"
علی اصغر "معقول! وطن جا کے انسان کیا بنا—"
مہدی "قطع کلام ہوتا ہے۔ وہان آپ اپنی والدہ کی جان بچا لینگے۔ یہ کوئی کام ہی نہین ہے؟"
علی اصغر "نہین صاحب آپ ضرور جائین گے۔"
غرض فرخ جبراً و قہراً راضی ہو گیا اور یہ تجویز ٹھہری کل صبح ہی کو روانہ ہو جانا مناسب ہے۔

تیرہوان باب

فرخ کی مان اپنی حاسراکے صحن مین بیٹھی ہے۔ آس پاس اور عورتین ہین۔ مہدی کی مان بھی پاس ہے۔ مہدی اور اوسکی ہمدردیون کے باعث اب خاندان کو نہ اوس سے وہ کدورت باقی رہی تھی اور نہ اوسکی مان سے عورتون کو ایسی وحشت ہوتی تھی۔ آپسمین فرخ کی باتین ہو رہی ہین۔
فرخ کی مان "مہدی کو گئے کے دن ہوے؟ تم کو گنے ہین نہ؟ جمعہ جمعہ آٹھ ہفتہ نو اتوار دس پیر گیارہ منگل بارہ بدھ تیرہ۔ آج تیرہ دن ہوے خدا کرے میرا فرخ آتا ہو! راستے مین ہوگا۔"
مہدی بیگم "آج ہی کل مین آیا چاہتے ہین۔"
مہدی کی مان "اے آیا ہوا سمجھو!"
فرخ کی مان "مہدی کے دن کے بعد آنے کو کہہ گئے تھے۔"
مہدی کی مان "تیرہوین چودھوین دن آنے کو کہہ گئے تھے۔"
مہدی بیگم "بس تو ہو گئے۔ آج نہین کل آجائین گے۔"
اُمراؤ بیگم "خدا اصل خیر سے لائے۔ ہے ہے! کیا مصیبتین اوٹھائی ہونگی۔"
فرخ کی مان "خدا کرے میرا فرخ مل گیا ہو!"
مہدی بیگم "اے اب کچھ اس مین بھی شک ہے؟"
فرخ کی مان "ایک دفعہ پہلے بھی تو مہدی گئے تھے مگر آخر مایوس ہی پھرے۔"

مهدی بیگم "اب ایسی بات زبان سے نہ نکالنی چاہیے میرا تو دل کہتا ہو کہ مهدی کو فرخ بھی مل گئے ہونگے اور آج ہی کل مین آیا ہی چاہتے ہین"

حسینی خانم۔ (دوسرے کسی کام کو چھوڑ کر) "آمین! آمین!"

فرخ کی مان "میرا دل تو کچھ ایسا خراب ہو گیا ہے کہ جب خیال آتا ہے کسی ایسی ہی بات کا خیال آتا ہے"

امراؤ بیگم "بالکل ہوا ہی چاہے ۔ مگر اب تو خوشی کا وقت ہے۔ فرخ آکے تمھارا سارا غم والم دور کر دینگے"

فرخ کی مان "اے کیا بجا ہوگا؟"

مهدی بیگم "مین جانتی ہون دوپہر ڈھل گئی ہوگی۔"

فرخ کی مان گھبرا کے "اے حسینی خانم دیکھو تو گھڑی مین کیا بجا ہے؟"

اسوقت دوپہر بج چکی تھی۔ وہ وقت تھا جبکہ موسم سرما مین لوگون کو اس سے زیادہ گرمی حاصل ہونے کی امید نہین رہتی۔ پچھلی رات کی سردی کے باعث لوگون کے شل اور بیکار ہاتھ پانون اس وقت کی حرارت مین کھل گئے تھے۔ آفتاب اپنی پوری بلندی پر چڑھکر نیچے کو جھک چلا تھا موجودہ موسم مین عمدہ طور پر کام کرنے کا یہی ٹھیک وقت تھا۔ موسم خزان کی ہوا کے تیز جھونکے باہر نکلنے والون کو پریشان کیے دیتے تھے تیز ہوا کے صرصرے اثر سے بڑے بڑے درختون کے وہ سوکھے ہوے پتے جنکے کھڑکھڑانے کی آوازون ہر سنی اڑ اڑ کر دور کے مکانون مین گرتے تھے۔ آدمیون کے جسم مین اس ہوا نے نہایت یبوست پیدا کر دی تھی جوانون کی جلد پر کھجلانے سے جو سفیدی ظاہر ہوتی اوسکو دیکھ کر جوان پنڈون کی بدتر دگی بوڑھون سے کم نہین معلوم ہوتی تھی۔ بعض نازک اندام تک سے نازک نازک سرخ اور آب حیات سے لبریز ہونٹ ظالم موسم کے ہاتھون رطوبت کو ایسے ترس گئے کہ جا بجا سے چھٹے جاتے تھے اور مسکراتے مسکراتے ان زخمون کے صدمے سے یک بیک منہ سمیٹ کر اونکا ایک تازہ ادا سے سسکی بھرنا مزے دیجاتا تھا۔ مگر جو کچھ ہو

اس موسم کا یہ نہایت عمدہ اثر تھا بلکہ حسن و جمال کی آراستگی کے لیے نئیے نئے
اور رنگ رنگ کے لباس گلرخون کے زیب بدن تھے - اور مھوشون
کی پیاری ادائین طرح طرح کے وضع اور عجب عجب انداز کی تراش خراش کو
بڑی دلربائیون کے ساتھہ ظاہر کرتی تھین - فرخ کی مان نے وقت پہچاننے
کے لیے آسمان کی طرف نگاہ اوٹھاتے وقت موسم کے تمام آثار پر ایک
سرسری نظر ڈالی - اور ذرا ابرون کو کج کر کے کہا "اے ہے! کس غضب
کی ہوا چل رہی ہے طبیعت پریشان ہوئی جاتی ہے" اتنے مین حسینی
خانم نے پکار کے کہا "حضور ایک بجکے تین منٹ آئے ہین"
فرخ کی مان - (چلاکے) "اے حسینی خانم - ذرا باہر سے پوچھہ تو آؤ کہ آج کل
ریل کے بجے آتی ہے"
اُمراؤ بیگم "کوئی دو مہینے ہوئے ہمارے بھائی جان دو بجے وہان آئے تھے"
مہدی بیگم - (ہنس کر) مین کہتی ہون انہین کب عقل آئے گی - تمہارے
بھائی الہ آباد سے آئے تھے - فرخ اللہ رکھے کشمیر سے آئین گے - کہان
پورب کہان پچھم"
اُمراؤ بیگم - (منہ پھلا کر) اب بیوقوف بنانے کو جا ہین بنا لو مگر ایک ہی
ریل پر دونون طرف کے آدمی آتے ہین - ہمارے خالو ابا اُن دنون لاہور
سے آئے تھے وہ بھی اسی وقت آئے تھے"
مہدی کی مان "ہان اُمراؤ بیگم سچ کہتی ہین - غازی آباد تک دونون
ریلین آتی ہین اور وہان سے دونون طرف کے آدمی ایک ہی ریل سے
دلی آتے ہین"
حسینی خانم - (دروازے کے پاس سے چلا کر) "اے بیوی مین نے
محمد بخش سے پوچھا کہتے ہین ایک بجے ریل یہان داخل ہو جاتی ہے"
مہدی بیگم "اللہ کرے فرخ اسٹیشن پر ہون"
فرخ کی مان "اے ہے - کچھہ یاد ہی نہ رہا - مہدی آج آنے کو کہہ گئے تھے
تو کسیکو اسٹیشن پر جانا چاہیے تھا - اب کیا کرون؟"

مہدی کی ماں "گاڑی گئی ہو گی۔ مہدی خود سائیس سے کہہ گیا ہو گا۔
اتنے میں باہر سے محمد بخش نے پکار کے کہا" اے حسینی خانم۔ بیگم صاحب سے اطلاع کر دو کہ صاحبزادے آ گئے۔ اور میری طرف سے حضور میں عرض کرو کہ اس خوشخبری کے بدلے انعام لونگا"

یہ آواز ہر ایک کے کان میں پہونچی۔ اور ناگہانی جوش مسرت نے سب کو دم بخود کر دیا۔ فرخ کی ماں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو ٹپک پڑے اور ایک جوش و خروش کے ساتھ بولی" اے میرے پاک پروردگار تیرا ہزار ہزار شکر۔ اے حسینی خانم دوڑ کے دیکھو تو میرا فرخ کیسا ہے۔ ابھی اندر نہیں آیا۔ ہائے بیٹھ کہاں رہا؟"

مہدی بیگم "میں تو کہتی تھی۔ اللہ نے بڑی آرزو پوری کی"

حسینی خانم۔ (باہر کو جاتی ہوئی) "خدا نے بڑا رحم کیا۔ جیسے سب کی جان میں جان آ گئی۔ آنسو کھیے پانوں میں پانی پڑا۔ خدا صاحبزادے کی ملبیا سو برس کی عمر کرے۔ گھر بھر کی رونق او نہیں کے دم سے ہے (دروازے کے پاس پہونچکر) خدا جیتا رکھے (چلا کر) اے بیوی صاحبزادے آ گئے"

اتنا سُننا تھا کہ سب کی نظر دروازے کیطرف اوٹھ گئی فرخ نظر پڑی تھے آہستہ آہستہ آتا ہوا نظر پڑا۔ اچکن پہنے تھا اور سر پہ میرٹھ کے کام کی ٹوپی تھی۔ ماں بے تحاشا اوٹھ کھڑی ہوئی۔ فرخ جھک کے آداب بجالایا اور دوڑ کے لپٹ گیا۔ تھوڑی دیر محل میں کچھ عجیب سناٹا رہا۔ جس سے خوشی غم بے اختیاری جوش یہ سب مختلف باتیں نمایاں تھیں۔ ماں بیٹے آنسو بہا بہا کے خوب ملے۔

ماں "بیٹا! تمہیں اپنی بیکس ماں پر بھی ترس آیا؟"

فرخ "اماں جان۔ اصل تو یوں ہے کہ میں بڑا نالایق ہوں"

ماں۔ نہیں بیٹا نہیں۔ میری قسمت ہی بُری تھی"

فرخ کے پہونچتے ہی محل میں پہروہی اگلی سی چہل پہل ظاہر ہونے لگی مدتوں کے حسرت نصیب چہروں سے یک بیک مقصد وری اور مسرت کے

آثار ظاہر ہوگئے۔ اُداس صورتین دیکھتے ہی شگفتہ معلوم ہونے لگین
دُنیا مین دیکھا جائے تو اُمید عجب چیز ہے اُمید ہمین بعض اوقات
اپنی دلبستگیون پر ایسا فریفتہ بنالیتی ہے کہ ہم ایک موہوم کامیابی پر
مسرت کا پورا جوش ظاہر کر دیتے ہین۔ ایک پیچیدہ معاملہ جس مین بظاہر
ابھی سیکڑون دقتین باقی ہین اور ہنوز کامیابی کا گمان بھی نہین
کیا جاسکتا مگر اُمید کی عینک ایسا دکھاتی ہے جیسے اوس معاملہ کے
حسب دلخواہ تکمیل کو پہونچ جانے مین کچھ کسر ہی نہین ہے۔ فرخ کے
دہلی مین آجانے سے مُردہ اُمیدین ایسی جی اوٹھین کہ کسی کو اوسکی
شادی مین ذرا بھی شبہہ نہ تہا۔ یہ سب جانتے تھے کہ فرخ کسی کافرادا
کو دل دے چکا ہے۔ کسی کی نگاہ ناز کا نشانہ اور کسی کی تیغ ابرو کا
شہید ہے۔ اپنی معشوقۂ دلربا کے سوا کسی اور عورت کی صورت بھی
نہین دیکھنا چاہتا ہے۔ مگر اوسکی شادی کی دہوم دہام کا سمان
محل بہر مین ہر ایک کی آنکھون کے سامنے پہرنے لگا اوسکی مان
کے دل مین گذشتہ رنج والم کے دفع ہوتے ہی جو آرزوئین پیدا
ہوئین وہ یہی تہین کہ فرخ کی شادی مین یہ کچھ سامان کرون گی
اور اس دھوم دہام سے برات لے جاؤنگی۔ فلان فلان مہمانون کو
بُلاؤن گی اور اوسکی پیاری دولہن سے اسطرح پیش آؤنگی۔ فرخ کے
آنے کی ایسی خوشی تہی کہ تمام عزیز واقربا اوسکے دیکھنے کو آئے۔ دونو
چچا آکر بڑی دلسوزی سے ملے۔ اوسکی پہوپہی آئین اور بڑی کامیابی
کے ساتھ اپنے آیندہ داماد کو چہاتی سے لگایا۔ قاعدے کی بات
ہے کہ ایک ناگہانی مسرت اور مایوسی کے بعد یکایک اُمیدون
کے مضبوط ہو جانے سے کم درجے کی باعث تشویش باتون کا
خیال بھی نہین رہتا۔ فرخ ایک زمانہ تک کی آوارہ گردی اور صحرانوردی
اور شب وروز کی فکرون کے باعث انتہا سے زیادہ دُبلا اور ناتوان
ہوگیا مگر اوسکا آجانا ہی ایک ایسا خوشی کا امر سمجہا گیا کہ کسی نے اوسکے

ناتوان ہوجانے کا خیال بہی نہین کیا جبن کسی نے اتنا پوچہا بھی کہ آپ بہت دُبلے ہوگئے ہین"۔ تو معمولی رسم و رواج کے طور پر سب مہمان دو روز تک فرخ کے ہان رہے۔

فرخ کی پہوپہی بہی موجود تہین۔ اور فرخ کے آجانے کی خوشی کا نیا نیا جوش تہا۔ غرض اسکی کوئی وجہ نہ تہی کہ شادی کے متعلق گفتگو نہ ہو اور کوئی تاریخ قرار نہ پاجاے۔

فرخ کے ایسے پریشان خیال نوجوان کی شادی قرار پاجانا بظاہر اسباب نہایت دشوار امر تہا اُسپر ہرگز اس بات کا اعتبار نہین ہوسکتا تہا کہ اپنی بی بی سے کس طرح پیش آئے گا اور اُسکو اپنی وطن کی جانب کس قدر توجہ ہوگی۔ وہ خود اس وقت تک شادی سے اس قدر متنفر تہا کہ کیا مجال کوئی اوسکے سامنے شادی کا لفظ بہی زبان سے نکالے وہ تو کسی اور ہی کی زلف پیچان کا اسیر تہا گو اوسکی لاپروائی حکمت عملی کے ساتہہ سمدھیانے والون سے پوشیدہ رکہی گئی تہی مگر آخر کہان تک؟ یہ سب کچہہ تہا لیکن فرخ کے چلے جانے نے کچہہ ایسا اثر ڈال دیا تہا کہ اوس کی ساس کو ہر طرح یہی منظور تہا کہ جسقدر جلد ہوسکے اپنی بیٹی کا نکاح پڑھوا دے اسکی وجہ یہ تہی کہ اول تو وہ فرخ کی لیاقت اور سنجیدگی کی معترف تہی اور دوسرے اوسکی نگاہ مین خاندان بہر لایق لڑکون سے خالی تہا یہی باعث تہا کہ فرخ کی ماں کو اپنے بیٹے کی شادی کیلیے کوئی تاریخ مقرر کرلینے مین کامیابی ہوئی۔ دہلی مین پہونچنے کے دوسرے روز فرخ کوٹہی مین تہا۔ ظاہر مین تو اپنے اکثر احباب سے باتین کرتا تہا مگر باطن مین اسکی کوئی تدبیر سوچتا تہا کہ اونسے نجات پاکر تنہائی کا لطف اوٹہائے رفتہ رفتہ سب لوگ اوٹہہ گئے۔ آ[illegible] بیچ مین تو فرخ بیٹہا ہوا تہا [illegible] اسکے داہنی طرف تین کرسیان چہوڑ کے مہدی بیٹہا تہا اور بائین [illegible] پاس ہی مشتاق تہا۔

مہدی "کیسے دل تو نہین گہبراتا ہے؟ چونکہ مین سب باتون کا وعدہ کرکے آپکو یہان لایا ہون اسلیے مجہو اسکی نہایت ہی فکر رہتی ہے کہ آپ کے خلاف

پر بھی کوئی بات نہ ہو۔"

فرخ "نہایت ۔۔ اس وقت تک کوئی ایسی بات نہیں ہوئی مگر ہان اس وقت البتہ ۔۔ کو ۔۔ دیتک بیٹھنا ناگوار گزرنے لگا تھا۔"

مہدی "۔۔ تو ۔۔ ہے کہ آپ کے ایسے مذاق کے انسان کو زیادہ ہوجہ ۔۔ الجھن ہو ۔۔ کسی ہمدرد ۔۔ سے زیادہ دلچسپی کی کوئی چیز دنیا مین نہین ہے"

فرخ "مگر جب ہمدرد ہو تو۔"

مہدی "ہان یہ مشکل ہے عقلا نے اسی وجہ سے شادی انسان کو بڑا ضروری فرض قرار دیا ہے۔ ایک باعفت بی بی سے بڑھ کے کوئی ہمدرد نہین نصیب ہو سکتا۔"

فرخ (حیرت سے دیکھکر) "یہ آپکی غلطی ہے۔ ہر انسان کو بی بی کی صحبت مین دلچسپی نہین ہوسکتی۔" مہدی اُٹھکے فرخ کے پاس والی کرسی پر جا بیٹھا اور غور سے اوسکی طرف دیکھکر کہنے لگا "میری دانست مین تو پاکدامن اور شریف عورت ایسی چیز ہے کہ وہ ہر انسان کا دل بہلا سکتی ہے۔"

فرخ "شاید مگر جو کسیکے دام محبت مین مبتلا ہو اسکو تو غیر عورت کی صحبت مین دبر ہی ہوگی"

مہدی "شریف عورتون کا دستور ہے کہ ایسے اوکار مین بھی اپنے شوہر کی ۔۔ کرتی ہین اور اسکی دلبستگی مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھتین"

مشتاق "کیا بات فرمائی ہے آپ نے! واقعی پاکدامن بی بی سے بڑھکر کوئی ۔۔ نہین ہوتا۔"

مہدی "اسی وجہ سے مین نے اِرادہ کیا تھا کہ شادی کر لیجیے۔"

فرخ "نہین یہ تو مجھ سے نہ ہوگا۔"

مہدی "نہین آپ اس شادی سے انکار نہ کیجیے۔ مین یقین دلاتا ہون کہ آپ کے خلاف طبع کوئی بات نہ ہوگی۔"

فرخ "مہدی۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اپنی پیاری معشوقہ کو چھوڑ کے کسی اور کے ساتھ شادی کر لون اپنے ساتھ ایک اور بھولی باعفت لڑکی کی زندگی کو بھی خراب کر دون؟"

مہدی "اُسکی زندگی خراب نہ ہوگی۔ بلکہ آپ کی زندگی بھی اچھی ہو جائے گی

آپ اپنے مبارک اور برگزیدہ دین کی پابندی مین ہمیشہ عمدگی اور خوبی ہی پائین گے" فرخ چپ ہوگیا۔

چودھوان باب

ابتدای شب کا وقت ہے۔ ستارے ایک ایک کرکے سب نکل آئے ہین طیور کا قریب شام والا ہنگامہ بالکل موقوف ہو چکا ہے۔ یہ وقت کچھہ عجب سکون و آرام کا ہوتا ہے۔ محنت فرزدوری کرنیوالے اسی وقت آرام سے بیٹھتے ہین۔ خوش نصیب عشاق اسیوقت کوی یار مین پہوچنے مین جو مسافر ابھی راہ ہی مین ہوتے ہین وہ بہی اس وقت زیادہ قدم بڑھا بڑھا کے چلنے لگتے ہین کہ یہ ٹہر کے لطف اٹھانیکا وقت ہاتھہ سے نہ جاتا رہے آوارہ گرد بہی اسوقت ستانے کے لیے کہین دم بہر بیٹھ جاتے ہین فرخ کی پہوپہی ایک بڑی گھبراہٹ کے ساتھہ نہایت پر تکلف روشنی مین ادہر اُدہر دیکھتی بہرتی ہے۔ وہ ہر چیز کا انتظام کر رہی ہے۔ ایک ایک چیز کو غور سے دیکھتی ہے۔ چہرہ سے مسرت کے آثار نمایان ہین۔ ہر ہر شخص کو مختلف قسم کے حکم دے رہی ہے "یہان فرش کیون نہین بچھا؟ یہ چاندنی میلی ہے۔ اور چاندنی لاؤ۔ اسے تو گہراؤ نہین پہلے دری کی شکنین نکالو۔ عباسی جاؤ وہ قالین اور گاؤتکیہ تو لاؤ۔ دیکھو وہ لمپ گل ہوا جاتا ہے۔ وہ تو کسیکو خیال ہی نہین رہتا۔ نصیبن تم باہر جا کے پوچھہ آؤ کھانا سب تیار ہو گیا؟ ابھی تک کسی بات کا انتظام پورا نہین ہوا۔ ان ہی اہوانے تو اسے پریشان کر رکھا ہے۔ گلاس ایک سرے سے گل ہوی جاتے ہین۔ خدا ہی ہے جو کہین دہتیا جائے ہان ہان خوب یاد آیا عباسی جاؤ تو اگالدان لاکے لگا دو گلوریان بن گئین؟ ایک گلوری مجھے تو دینا"

نصیبن "ای حضور کھانا سب تیار ہے اور وہ آگئی ہین وقار بیگم۔ ابھی ابھی دروازے پر فنس اُتری ہے" اتنے مین وقار بیگم آکے ملین اور کہنے لگین مبارک فرخ کی پہوپہی۔ ہان بہن تمہین بہی مبارک۔ خدا نے بڑی آرزو سے یہ دن نصیب کیا ہے

وقار بیگم "ای بہن یہ کہو خدا نے سن لی۔ اسدن کسکو امید تہی؟ مگر بہن بڑی جلدی کی

فرخ کی پھوپھی۔ "کیا کہوں بہن۔ خدا جانے دلمیں کیا کیا ارمان تھے بس یہی ایک کام تھا۔ اپنے دل کے حوصلے اور کسدن کے لیے اوٹھار کہتی؟ مگر کچھہ بن نہ پڑا فرخ کے مزاج سے تم واقف ہی ہو۔ ایک دفعہ کتنی بڑی کوفت اوٹھا چکی ہوں اس خوشی کی کچھہ بھی اُمید تھی؟ اپنی شہزادی کے لیے بہن مین کسی کام مین کمی نہ کرتی۔ یہ کام بہلا اتنی جلدی کا تھا؟"

وقار بیگم۔ "خدا جانے تمنے کیا سمجھہ کے اتنی جلدی کردی۔ اے ان کاموں کا سامان برسوں مین تو ہوتا نہیں ہے۔"

فرخ کی پھوپھی۔ "بہن ایک تو فرخ کی طبیعت کا رنگ دیکھہ کے مجھی بن پڑی دوسرے اب زمانہ ایسا آنکے لگا ہے کہ اگلے سامانوں کو لوگ نام رکھتے ہین۔ خود فرخ نے ضد کی کہ کوئی سامان نہ کیا جاے سکو مین کیا کرتی؟ یہ نگوڑی انگریزی پڑھہ پڑھکر لوگ اور مولوی بنے جاتے ہین۔ یہ نکردو وہ نکرو۔ یا ہر ہو۔ فضول خرچی نہ کرو۔"

وقار بیگم۔ "اکبر انگریزی پڑہنے جاتا ہے گھر بھر کا ناک مین دم کر رکھا ہے اور نت نئی باتین کرتا ہے۔ مگر بہن ہے یہ ٹھیک یونہی۔ ہمارے ہان شادی بیاہ مین لاکھوں روپیہ ایک گھڑی بھر مین پھونک دیا جاتا ہے۔ اس شادی بیاہ کے پیچھے ہزاروں امیر تباہ ہو گئے۔ وہ تو ہم لوگوں مین موئی رسم ہی ایسی پڑ گئی ہے۔ ہماری پڑوس مین ایک رئیس رہتے ہین نواب محمد اشرف خان بہادر بڑے مالدار تھے اللہ کا دیا سب کچھہ تھا کوئی ایک سال ہو نیکو آیا اونہوں نے اپنے بیٹے کی شادی کی بڑی دہوم دہام سے برات لے گئے تھے۔ ساری دولت اُسمین اُڑا دی اور انتہا سے زیادہ قرضدار ہو گئے مہاجن نے کچھہ دنوں تو صبر کیا آخر کب تک؟ نالش کر کے ڈگری کرالی۔ رہا سہا مکان اور علاقہ جو کچھہ تھا قرق ہو گیا۔ اب کوڑی کوڑی کو محتاج ہین۔ بہن اب ایک تو خالی رئیس یونہیں تباہ ہو رہے ہین دوسرے یہ شادی بیاہ کی رسمین اور فضول خرچیاں اور برباد کیے ڈالتی ہین۔ اب تو مین بھی کہونگی کہ خوب سوچ سمجھکر روپیہ اوٹھانا چاہیے۔ اور چار دن مین پیسے پیسے کو ترسنے لگے تو کس کام کی بات رہی؟ تم نے خوب کیا کہ فرخ کے کہنے پر عمل کیا۔ اب جو روپیہ بچ رہیگا وہ تمہارے ہی تو کام آئے گا نہین یہ بھی سب شہزادی کے

نیک لگے گا۔ پھر اس مین افسوس کا ہے کا؟"

فرخ کی پھوپھی "یہ سب کچھ ہے مگر دل کے حوصلے نہین مانتے"

وقار بیگم "قربان جائیے اُن حوصلون کے جو لنگوٹی بند ہوا دین"

فرخ کی پھوپھی "خیر اب تو تمہاری مرضی کے موافق ہوا۔ فرخ کی خوشی ہی اس مین تھی کہ کوئی رسم نہ ادا کیجائے فقط شرعی طور پر نکاح ہو"

وقار بیگم "حقیقت مین وہ بڑا عقلمند لڑکا ہے اللہ کرے شہزادی بھی اُس سے اچھی طرح نبھے"

فرخ کی پھوپھی "ہان بہن بس اب آرزو ہے تو اسی بات کی"

یہ باتین کھڑے کھڑے ہو رہی تھین آخر فرخ کی پھوپھی نے وقار بیگم کا ہاتھ پکڑا اور جا کے فرش کے پاس بیٹھ گئین جو مہمان دن کو نہین آئے تھے آتے جاتے تھے۔ بڑی بڑی عالی خاندان بیگمین آ کے قرینے سے بیٹھتی گئین۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ دولھا آ گئے مردانے مین نہایت نفیس صحبت تھی معزز رؤسا و عمائد شہر جمع تھے ایک مہذب صحبت تھی جسکو فرخ کی ضد نے ناچ رنگ سے بچا رکھا تھا فرخ اپنے ساتھ والون کے ایک مختصر اور مہذب گروہ کے ساتھ آیا اور شرمانی صورت بنائے ہوئے مسند پر بیٹھ گیا۔ فرخ کا چہرہ اسوقت ایسا تھا کہ زیادہ غور کیجیے تو فکر کے آثار معلوم ہوتے تھے ظاہری حیثیت سے وہ اپنے تئین مسرور ثابت کر رہا تھا مگر کوئی ناگہانی اثر گھڑی گھڑی چہرے سے بشاشت کو دفع کر کے متفکر بنا دیتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ چلتے وقت مہدی نے بہت کچھ سمجھا بجھا دیا تھا۔ وہ اس شادی سے راضی ہی نہ تھا۔ ابتدا مین تو بالکل منکر رہا رفتہ رفتہ مہدی کی گفتگوؤن کا اتنا اثر پڑا کہ تھوڑی دیر کے لیے راضی ہو جاتا تھا مگر گھڑی دو گھڑی کے بعد جب معشوقۂ ہوشربا کا خیال آ جاتا بالکل انکار کر دیتا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ وہ شادی پر راضی ہو گیا۔ مہدی نے اوسکو سمجھا دیا تھا کہ سسرال پہونچکر اپنے تئین فکرمند نہ ثابت کرنا۔ اسی سبب سے فرخ کوشش کرتا تھا کہ کسی پر اوسکی فکر نہ ظاہر ہو لیکن جب وحشت مندرونی زور کرتی تو بے اختیار ہو جاتا تھا اور خواہ مخواہ صورت متفکر ہو جاتی تھی۔

فرخ دولہا بنا ہوا بیٹھا تہا اور اوسکی ظاہری وضع بڑی اعلی کامیابی کی خبر دے رہی تہی۔ مگر دل عجیب عجیب طرحکی حسرتون سے بہرا ہوا تہا۔ وہ دل مین کہہ رہا تہا ہاے! یہ وہ دن ہے جسکی آرزو مین عموماً لوگون کی ابتدائی زندگی گذرا کرتی ہے لیکن میرے حق مین یہ دن بڑی حسرتون کا سامان ہے۔ ہاے! جسے دُنیا خوش قسمتی کہتی ہے۔ وہ میرے لیے بدنصیبی ہے۔ اس شادی کا کیا نتیجہ ہوگا؟ بہت بُرا۔ آیندہ اپنی زندگی کی خرابی کے افسوس کے ساتھ مجھے ایک کمسن معصومہ کی زندگی خراب ہونیکا بہی افسوس ہوگا ابتک مین اپنے اوپر ظالم تہا مگر اب ایک بہولی لڑکی پر بہی ظلم کرونگا اس دن کے بعد سے مین خدا کے ہان بڑا ظالم اور گنہگار خیال کیا جاؤنگا

اس خیال کا فرخ کے دل پر اس قدر اثر پڑا کہ قریب تہا کہ وہ محفل سے اوٹھ کے چلا جاے اور واقعی ایک دیندار شخص کو خدا کے آگے ظالم ثابت ہونے سے زیادہ کسی بات کا خوف نہین ہوسکتا۔ مگر فرخ نے اپنے تئین سنبہالا اور بیٹھکر پہر دل سے باتین کرنے لگا "یہ کتنی بڑی بے حمیتی کی بات ہے کہ یہ دل جو میرے سینے مین ہو جبکسی کا ہو اوس کے علاوہ کسی اور کو دیدون؟ این بہلا مجھ سے یہ ہوگا؟ کیونکر یہ دل دیا جائیگا کیا یہ لڑکی جو میرے ساتھ منسوب ہو یہ دل لے لیگی؟ اسمین اتنی طاقت ہو؟ نہین ہرگز نہین۔ اُس پریوش کے سوا جسکی یاد ہروقت میرے دلمین رہا کرتی ہے اور کسی مین اتنی طاقت نہین۔ اور میرے اختیار مین کب ہے مین توڑ دے ہی نہین سکتا پھر مجھے کیا غم ہو؟ میری پاک دامن معشوقہ کے سوا اور کوئی اس بے چین دلکو نہین لے سکتا"

فرخ انہین خیالات مین تہا کہ مہدی اوسکے پاس آکے بیٹھ گیا اور چپکے چپکے باتین کرکے اوس کا دل بہلانے لگا۔ مہدی سمجھتا تہا کہ اسوقت اگر فرخ کے خیالات کسی اور طرف نہ متوجہ کیے جائینگے تو بہت مشکل پڑ جائیگی اور وہ اپنے اختیار سے باہر ہو جائیگا اور واقعی مہدی کی ہمت نے بڑا کام کیا ورنہ فرخ سے ہرگز امید نہ تہی کہ اس سہولت سے بیٹھا رہتا

یہ محفل ایک نہایت ہی سادی اور بے تکلف صحبت تھی۔ اگرچہ اسمین وہی
لوگ جمع تھے جو ہماری دیسی صحبتون مین اصراف اور فضول کہانیونکو پڑھائے
جاتے ہین مگر فرخ کی مبارک ضد اور مہاری کی کوشش اور فرخ کی
بیوی کی صلاحیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ یہان گانا تھا نہ ناچ تھا اور نہ انتہا سے
بڑھے ہوے تکلفات تھے۔ یہ صحبت اُن صحبتون کا نمونہ تھی جو ترقی کرنے
والی قوم کے ابتدائی عروج کے وقت اوس قوم مین ہوا کرتی ہین۔ یہ
شادی اُن لوگون کے نزدیک نہایت ہی حیرت انگیز ہوگی جو ہندوستان
کے اور ملکون کے رہنے والے ہین۔ نہایت ہی متعجب ہونگے کہ جب
فرخ دل سے نہین راضی ہے تو اوسکے اعزا کیون مجبور کرکے شادی کرا
دیتے ہین۔ نکاح ایک ایسی چیز ہے جسپر قریب قریب انسان کی تمام و
کمال زندگی کا مدار ہوا کرتا ہے۔ انسان کی وہ زندگی جسمین انسان
خودمختار رہا کرتا ہے پوری نکاح ہی مین گزرتی ہے مگر یہ شادی
بالکل فرخ کے خلاف مرضی ہو رہی ہے ہندوستان کے لوگون کو یہ
ایک معمولی بات معلوم ہوگی کیونکہ تقریباً پورا ملک ایسی ہی شادیون کا
عادی ہو رہا ہے۔ ہمارے لڑکون سے اونکے نکاح کے بارے مین
بہت کم راے لیجاتی ہے۔ ہمارے ملک کی لڑکیان عموماً اُن نوجوانون
کے حوالے کردی جاتی ہین جو اونکی صورت سیرت مزاج۔ چال چلن
کسی بات سے واقف نہین ہوتے یہی سبب ہے کہ ہندوستان کے ہزارون
گھرانے تباہ ہوگئے۔ ہزارون سہاگنین ایسی بیٹھی ہین جنکی حالت رانڈونسے
بدتر ہے ہزارون نوجوانون نے بی بیونکو اپنی مرضی کے موافق نہ پا کے
عیاشی اختیار کرلی۔ اسکا اثر ایسا خراب پڑا کہ عورتین الگ بکثرت بے
عصمت ہوگئین اور مرد الگ آوارہ ہوگئے۔ ہماری نسل کو اس سے وہ
عظیم الشان نقصان پہونچا کہ غالباً ساری دُنیا اوس سے محفوظ ہوگی۔ اول
تو میان بی بی کے اختلاف سے لڑکے ہی ملک مین کم پیدا ہوتے ہین اور
جو پیدا ہوتے ہین اُنکو عیاشی کی بے انتہا صحبتین بلجایا کرتی ہین۔ ہندوستانکی یہ حالت

ایسی ہے کہ چاہیے کتنا بڑا سخت دل آدمی ہو اسکو ترس آجائیگا۔ تھوڑے ہی خاندان ہونگے جو رسم و رواج کے طور پر اپنی عصمت کو بچائے ہوے ہون یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے ملک کی عصمت بھی جہان ہے وہ اور ملکون سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے مگر وہ فقط رسم و رواج کے طور پر ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ بڑی مضبوطی اور استقلال سے نباہی جاتی ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ ملکی رسمین نہایت ہی پابندی کے ساتھ قائم رکہی جاتی ہین۔ فرخ کی شادی کا جو نتیجہ ہو۔ مگر عموماً ملک کو اس قسم کی شادیون سے بہت بڑا صدمہ پہونچ رہا ہے انصافاً پوچھا جائے تو ایسے نکاح ہی تمام ملکی خرابیونکے اصل اصول ہین۔

پندرہوان باب

"جلدی سامان کرو۔ برات آئی ہی سمجھنا چاہیے" یہ ایک جملہ تھا جو بار بار فرخ کی مان کی محلسرا مین سُنا جاتا تھا۔ ہر طرف عیش و عشرت کا سامان تھا ہر چہرہ فرحت و انبساط کے جوش سے شگفتہ تھا۔ منتظم عورتین بڑی آن بان سے ادہر اُدہر انتظام کرتی پہرتی تہین بات بات پر ماما اصیلین کسی کام کو دوڑائی جاتی تہین دوڑنے دہوپنے والیان ہانپ رہین تہین مگر جوش مسرت نے چہرونکی تازگی کو اوسی طرح باقی رکہا تہا۔ پُر تکلف فرش بچھایا گیا۔ نمگیرہ بڑی خوشنمائی سے کھنچا ہوا تہا۔ شہر کی معزز اور عالیخاندان عورتین بڑے ٹھاٹھ سے مہمان بنی بیٹھی تہین۔ وہ حالت تھی جو دُنیا مین بالکل غم سے خالی سمجھی جاتی ہے۔

مہدی بیگم "اب برات آیا ہی چاہتی ہوگی"

اُمراؤ بیگم "خدا جانے فرخ کے دلہین یہ کیا آگئی کہ باجہ واجہ سب یکقلم موقوف کر دیا۔ مجھے تو بے باجے کی برات بالکل نہین اچھی معلوم ہوتی"

حسینی بیگم "اے ہان! یہ بھی کوئی برات مین برات ہے کہ نہ باجہ ہے نہ کچہ سامان ہے فقط دولہا میان ٹٹرون ٹون نئی بیوی کو بیاہنے لیے چلے آتے ہین؟"

مہدی بیگم "وا بہن یہ نہ کہو- اب آجکل یہ باتین ہمارے ہان رواج پا گئی ہین- اگلے دنون مسلمانون کی یہ شان تھی کہ دُنیا کی سب فضول باتون کو سلام کرکے اپنی سیدہی سادہی طرح زندگی بسر کرین- مین بھی پہلے یہی سمجھتی تھی- اونھون نے زبردستی کرکے مجھے اُردو پڑھنا سکھا دیا- اور اُردو کی بہت سی کتابین بھی لادین میرا دل لگ گیا اور تاریخ کی کتابین دیکھنے لگی- جب سے وہ کتابین دیکھی ہین مجھے تو ان باتون سے نفرت ہوگئی- ایک تو خدا رسول کے خلاف- دوسرے اپنے آبا و اجداد کی عادت کے خلاف- تیسرے خرچ بہت پڑتا ہے گھرانے کے گھرانے صاف ہوگئے- ان نگوڑی دہوم دہام کی شادیون نے تو لے کے مسلمانون کو دُنیا و عقبیٰ دونون جگہ سے کہو دیا"

حسینی بیگم "واہ! آخر روپیہ پیسہ ہے کس دن کے لیے؟ کوئی ساتھ لیجاتا ہی؟ تم ایسی عورتین پیدا ہوجائین تو تمام رئیسون کا نام ہی ڈوب جاے شادی بیاہ مین روپیہ نہ اُٹھائین تو کیا جوڑ جوڑ کے رکھین؟"

امراؤ بیگم "انکے میان نے تو انھین پڑھا لکھا کے مولوی بنا دیا- اب بھلا یہ کہان درست ہے کہ عورتین پڑھائی لکھائی جائین؟"

مہدی کی مان "اے کیون کیا عورتونکو پڑھانا لکھانا درست نہین ہے؟ واہ! یہ ہمنے اُلٹی بات سُنی! پڑھنا لکھنا بھی کوئی ایسی چیز ہے جو کسی کو جائز نہ ہو"

اُمراؤ بیگم "عورتونکو پڑہانا لکھانا درست ہوتا تو بڑے بڑے رئیسون کی لڑکیان پڑہائی نہ جاتین- شہر مین اتنی رئیس زادیان ہین اُن مین سے شاید ہی کوئی پڑہی لکھی ہو اور جو کچھ شُدبُد ہوگئی ہے (مہدی بیگم کی طرف دیکھکر) بہن بُرا نہ ماننا ان کی طرح اونکو سب نام رکہتے ہین"

مہدی بیگم "مین بُرا کیون ماننے لگی مگر میرے نزدیک تو پڑہنا لکھنا کوئی عیب کی بات نہین ہے"

امراؤ بیگم "تم جو پڑہی ہو اس سبب سے؟ کیون؟"

مہدی کی ماں۔ "نہین پڑہنا لکھنا کوئی عیب کی بات نہین۔ انسان کی چار آنکھین ہو جاتی ہین۔ یہ بھی مسلمانونکی بداقبالی ہے کہ عورتین بالکل جاہل بنی ہوئی ہین"

مہدی کی ماں۔ "اگلے زمانے مین سب عورتین پڑھی لکھی ہوتی تھین اب انہین کیا معلوم عرب کی عورتین مین جانتی ہون سب پڑہی تہین۔ عرب لوگون کے جہاد کا حال مین نے دیکہا ہی۔ اُنکی عورتین لڑائی اور فصاحت وبلاغت بلکہ سب کامون مین مردونسے بڑھ بڑھکر کام کرتی تہین۔ شعر ایسے ایسے کہتی تہین کہ آدمی کو حیرت ہو جاسے۔ مگر آجکل یہ نگوڑی رسم ہے کہ عورتون کا پڑہانا لکہانا گناہ سمجہا جاتا ہے۔ یہ بہی کوئی بات ہے؟"

اُمراؤ بیگم۔ "مجھے تو کسی طرح یقین نہ آئے گا۔"

مہدی بیگم۔ "اے بہن آخر سمجھو تو سہی۔ پڑہنے لکھنے سے عقل آتی ہے۔ بڑی دُور دُور کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ تہذیب آتی ہے۔ نیک و بد مین انسان کو تمیز ہو جاتی ہے۔ ان باتون کو کوئی بہی بُرا کہے گا۔ دیکھو ہمارے لڑکے بچپن مین کیسے خراب ہو جاتے ہین۔ جب تک پڑہنے کو بیٹھین بیٹھین دو کوڑی کے ہو جاتے ہین۔ جاہل عورتون کی رات دن صحبت رہتی ہے پہر اُنسے سواے جہالت کی باتون کے اور کیا سیکہین گے۔"

حسینی بیگم۔ "اچھا پڑہنا عورتون کا درست صحیح مگر یہ کونسی بات ہے کہ شادی بیاہ مین خرچ نہ کرو۔ بالکل خسّت اختیار کرلو۔ پڑہنے لکھنے کا یہی نتیجہ ہے تو اوسے بہی سلام ہے۔"

اُمراؤ بیگم۔ "ہان بہن ہماری تمہاری بس ایک راے ہے۔ آجکل خدا جانے نگوڑی کون کتابین پڑہائی جاتی ہین کہ روز بروز نئی باتین نکلتی ہین۔ عورتونکو تاکید ہی کہ پڑہا کرو۔ شادی بیاہ مین جہانتک ہوسکے ہاتھ کو روکو اور تو اور بیوا ونکو آرام سے بیٹھنا دشوار ہوگیا جسے سُنتی ہون یہی کہتا ہے کہ بیوہ عورتین دوسری جگہ شادی کرلیا کرین۔ اب مین تمسے پوچھتی ہون کہ کوئی آبرودار عورت ایسا کریگی؟ آخر اگلے زمانے مین بہی پڑھے لکھے ہوتے تھے

کہ نگوڑی انگریزی ہی مین پڑھے لکھے نکل پڑے ہین؟"
مہدی بیگم "بہن انصاف سے پوچھو تو سب باتین سچ ہین۔ ہندوستان مین اگلے زمانے کے عالم جانتے بوجھتے سب تھے مگر کسی سے کہتے سنتے نہ تھے۔ اور آجکل کے لوگ چاہتے ہین کہ جو بری باتین رواج پا گئی ہین انکو چھوڑا دین اور ضرورت ہی ایسی ہے۔ اُن دنون مین مرد مین کماتے کھاتے تھے کچھ فکر نہ تھی اب ہر طرف سے تباہی آن پڑی۔ جو اس تباہی کے زمانے مین بھی اُن باتون کو نہ چھوڑ ینگے تو بالکل مٹ جائینگے۔ ایک تو یون ہی پیٹ کی مار پڑ رہی ہوئی ہے اسپر شادی بیاہ مین گھر کی جمع بیچ بیچکر اور قرض لیکر یہ فضول خرچیان کی جائینگی تو اور بھی قسمت پھوٹ جائیگی۔"
اتنے مین فرخ کی مان اُدہر سے نکلین اور مہدی بیگم کی طرف دیکھکر پوچھا "اری یہ کیا باتین کر رہی ہو؟"
مہدی بیگم "کچھ نہین یون ہی ادہر اُدہر کی باتین کر رہی ہون۔ آئیے تشریف لائیے۔ دم بھر کو ستا لیجیے۔ اے دوڑ دوڑ تے آپ تھک گئی ہونگی؟"
فرخ کی مان "یہ میرے بیٹھنے کا دن ہے؟"
مہدی بیگم "خدا مبارک کرے" دروازے سے آدمی نے پکار کے کہا "حسینی خانم برات آتی ہے۔ یہ سُننا تھا کہ سب بیگمین نہایت خوش ہو گئین۔ اور جلدی جلدی انتظام ہونے لگا منتظم عورتون کا ادہر اودہر آنا جانا یک بیک معمول سے زیادہ بڑھ گیا۔ مامائین یا تو ذرا سرعت سے چل چلکر کام کر رہی تھین یا دوڑنے لگین۔ کچھ عالی خاندان عورتین تو سنبھل سنبھلکے بیٹھ گئین اور اکثر اٹھہ کھڑی ہوئین کہ دولھن کے اوتارنے مین شریک ہون۔ اسوقت محلسرا کی سب عورتون کی صورتون سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی بے انتہا خوشی کو دبا دبا کے ضبط کر رہی ہین مگر اُسکے آثار خواہ مخواہ ظاہر ہی ہو جاتے ہین۔ فرخ کی مان اپنی مقصد وری پر دل ہی دلمین کھلی جاتی تھین اُنکی صورت اسوقت دیکھنے کے قابل تھی کہ کس شوق سے اُسنے برات کے آنے کی خبر سُنی اور کس بیتابی سے اپنے تئین فرخ کی دولھن کے اوتارنیکے قابل بنایا۔

برات کیا تھی فرخ اور چند مہذب آدمیون اور دولہن کی نفس کا نام رکھہ لیا تھا
نہ تکلف کے سامان تھے نہ تماشائیون کا ہجوم تھا۔ نہ باجے والے تھے نہ
جھنڈی بردار۔ یہ بہی ہماری سرتاپا آرزو اور تمناؤن سے بہری عبرتو کی
اُمیدوارانہ اصطلاح تھی کہ اس مختصر جماعت کا نام برات رکھہ دیا۔ غرض
فرخ اپنی گاڑی سے اوترا کیونکہ وہ گاڑی ہی پر تہا۔ مہدی اور فرخ کے تمام آشنا
اور عزیز دوست و اقارب جو ہمراہ تھے گاڑیون سے اُتر اُتر کر کوٹھی مین جا کے
بیٹھے۔ سب لوگ باتون مین مشغول ہوئے۔ مہدی اس جماعت مین ایک
ایسا شخص تہا جسکی اکثر اُمید بن فرخ کی اصلاح پر منحصر تہین۔

مہدی دلمین کہتے لگا "خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج مین اپنی
کوششون اور جانفشانیون کا نتیجہ دیکھہ رہا ہون۔ فرخ کے خیالات
بہت بدل جائینگے خدا نے چاہا اسکا وہ جوش بہی کم ہوجایگا مگر ایک بات ہے
فرخ کے بالکل خلاف شادی کی گئی ہے کہین وہی نتیجہ نہ ہو جو عموماً اس
ملک کی شادیون کا ہوا کرتا ہے۔ میان بیوی مین موافقت نہ ہوئی تو کہین
ٹھکانا نہ لگے گا اس امر کی طرف سے مجھے بہت کھٹکا ہے۔ خدا ہی ہے۔
ایسا نہ ہو کہ فرخ کے مزاج کے آزمانے پر مین ایک معصوم اور نازنین لڑکی
کی دُنیا خراب کرنے کا الزام پاؤن۔ مہدی گو بظاہر لوگون کی طرف متوجہ
تہا مگر دلمین خیالات گزر رہے تھے۔ ان خیالات نے یہان تک ترقی کی
کہ اوسکے چہرے سے کچھ حسرت کے سے آثار نمودار ہونے لگے اوہر
محلسرا مین دولہن اُتاری گئی۔ اُترتے ہی بڑی الد آئین سے تمام بیگمون
نے اپنے حلقے مین کر لیا۔ دولہن کو فرخ کی مان تو اپنی بیوگی کے باعث
نہ اوتار سکی مہدی بیگم نے گود مین اُٹھا کے مسند پر لا کر بٹھا دیا۔

مبارک سلامت کا غل ہوا سبہون نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق رونمائی
دی اور دولہن کے بہولے بہالے پیارے مکھڑے کی جھلکیان دیکہین۔ جو خانگی
رسمین عام طور پر ہوا کرتی تہین ادا کی گئین۔ ان امورات سے فراغت کر کے
سب عزیز بیگمین دولہن کے آس پاس بیٹھ گئین اور آپس مین باتین ہونے لگین

حسینی بیگم۔" خدا کو یہ دن دکہانا منظور تہا نہین تو کہان فرخ اور کہان یہ دن؟ اسکی کچہ اُمید تہی؟ فقط اُسکی کبریائی کا صدقہ ہے"

فرخ کی مان۔" ای ہان کسے اُمید تہی"

اُمراؤ بیگم۔" اب تو خدا ساری اُمیدین برلایا یہ ذکر جانے ہی دیجیے"

فرخ کی مان۔" ہان خدا تم سبکو مبارک کرے۔ ای مہدی بیگم ذرا ہٹ کی بیٹہو دولہن کو گرمی معلوم ہوتی ہو گی۔

مہدی بیگم۔" (اپنی جگہ سے کہسکتے ہوی) اللہ کرے انکے بچے کہلائیے"

حسینی خانم۔" (دولہن کو جہلتے جہلتے پنکہا روک کر) آمین آمین۔ خدا کرے نوین مہینے بیٹا ہو"

خوشی کا زمانہ بہت مختصر ہوا کرتا ہے مبارک گہڑی بات کی بات مین گذر جاتی ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر غم کا اثر خوشی کے اثر سے زیادہ پڑتا ہے غم کی حالت مین زمانہ کا ہر چہوٹے سے چہوٹا حصہ انسان کو ایک صدمہ دیکر گذرتا ہے اور اپنی یاد دلاتا جاتا ہے اور خوشی مین برخلاف اسکے زمانے کے حصون پر نظر ہی نہین پڑتی یا تو وہ اپنی خوشی کی یادگاری نہین چہوڑتے یا انسانکی طبیعت فطرۃً خوشی کی یادگارونکو بہلا دینے والی پیدا کی گئی ہے۔ خوشی کے زمانے کے اجزا اپنی یادگارین تو چہوڑتے ہین مگر ہمکو نہین یاد رہتین۔ بہرحال رنج و راحت مین یہ غم کا دوبالا کرنیوالا فرق ہے کاش زیادہ نہین تو ہم اپنی خوشیون سے اتنا ہی حظ اوٹہا سکتے جتنا اپنے رنجون سے صدمہ اٹہاتے ہین۔ غرض باتون باتون مین یہ خوشی کا دن تمام ہوا اور وہ رات آن پہونچی جسکی لوگونکو بڑی تمنا ہوا کرتی ہے یہ رات دیر مین آیا کرتی ہے اور دنیا والونکو بڑے انتظار کے بعد نصیب ہوا کرتی ہے۔ شاید یہ دن زیادہ تر اسوجہ سے گذر گیا کہ فرخ کو کچہ انتظار نہ تہا بلکہ دلمین خوف تہا کہ دیکہیے رات کو کیا گذرتی ہے۔ ہمارے ناظرین کو یہ بالکل نہ معلوم ہوگا کہ دولہن کے دلمین اسوقت کیا خیالات گذرتے تہے ناظرین یا تو اسقدر جانتے ہین کہ شہزادی ایک بہولی لڑکی تہی۔ اُسکے چہرے کچہ کچہ آثار کسی موقع پر دیکہہ پڑے ہین اُسکے خیالات جو کچہ دریافت ہو سکتے ہین وہ

اونہین آثار سے اسوقت تو وہ اپنا مُنہ ہی گہونگہٹ مین چہپائے ہوئی ہے۔ ورنہ چہرہ ہی دیکہکر ہم کوئی نتیجہ نکال لیتے۔ آخر فرخ محلسرا مین بُلایا گیا۔ جہدی نے گویا ڈہکیل ڈہکیل کے بہیجا۔ خانہ اُنکی وہ نوعمر عورتین جو فرخ کی ہمسن تہین اُسکو دیر کمرے مین لے گئین۔ کمرے مین فرخ کے داخل ہونے سے پہلے دو عورتین جو شہزادیکا دل بہلانیکے لیے وہان بیٹہی تہین دوسرے دروازے سے نکل گئین اور دولہن کو تنہا چہوڑ گئین۔ فرخ نے کمرے کے دروازے پر پہونچ کے دل مین کہا "اچہا آؤ اس معصوم لڑکی کی صورت تو دیکہہ لون جسے قدرت نے میرے ساتہہ زندگی خراب کرنیکے لیے بہیجا ہے۔ یہ کہہ کے چلمن اوٹہائی اور کمرے مین داخل ہوا فرخ نے کمرے مین جاکے دیکہا ایک سراپا حجاب دوشیزہ لڑکی ہر طرف سے اپنے بدنکو دوپٹہ سے چہپائے مسہری پر ایک بہولے پن کی ادا سے لیٹی ہوئی ہے فرخ نے اودہر اودہر نظر ڈالی سوا اُس فرش کے جو زمین پر بچہا ہوا تہا تخت یا پلنگ کی قسم سے بیٹہنے کے قابل کوئی چیز نہ تہی اُسکو جرأت نہ پڑی کہ دولہن کی مسہری پر جاکے بیٹہے زمین ہی پر بیٹہ گیا۔ فرخ بہت دیر تک اپنے مقام پر بیٹہے بیٹہے کچہ عجیب بیتابی کی نگاہ سے دولہن کو دیکہا کیا تنہائی کا مقام تہا دوسرے یہ موقع کچہ ایسا تہا کہ فرخ کو خدا جانے کیا باتین یاد آگئین۔ دلمین کہنے لگا "ہای! اس بہولی ناسمجہ لڑکی کی مان نے اس سے کتنی بڑی عداوت کی اسکی قسمت مجہہ سے بہی زیادہ خراب ہے مین اگر نہین تو خیال جانان ہی سے دل بہلاتا ہون مگر یہ غریب اس سہارے سے بہی محروم ہے ہای! میری پیاری معشوقہ حسن دلمین تیری یاد ہے اُسکے پہلو مین دوسری عورت بٹہائی جائے مجہکو دہلی آنے کی ضرورت ہی کیا تہی کیون چلا آیا اگر نہ آتا تو جہدی کیا کرلیتا؟ وہ جو عشق مین ازخود رفتہ ہوئے اُنکے ساتہہ زمانے نے ہمیشہ یہ کیا کہ زنجیرون مین قید کیے گئے مگر مجہے یہ عجیب طرح کی قید نصیب ہوئی ہے بہلا ایسی شادی میان بیوی مین موافقت پیدا کر سکتی ہے؟ فرخ کا سلسلۂ خیال کسی طرح موقوف ہونیکو نہین آتا تہا یہ ہوئی کہ دولہن کی بہی شرمائی وضع مین آنکہہ لگ گئی تہی عالم خیال ایسا دلفریب مقام ہے کہ کچہ معلوم نہین ہوتا اور زمانہ گزرتا چلا

جاتا ہی۔ تھوڑی دیر مین فرخ نے دیکھا کہ شمع کی صورت اوتر چلی "این! ابھی سے! شاید میرے دلکی حسرت نصیبی کے اثر سے اسکے چہرہ پر زردی چھا گئی مگر نہین دیکھو کیسے بھی بول رہے ہین"۔ چلمن ہٹا کے دیکھا تو صبح صادق طلوع ہو چکی تھی۔ خالی شمع ہی نہین تارونکی مایوسانہ صورت کچھ شمع سے بھی بڑھی ہوئی تھی آسمان حسرت نصیبونکا چہرہ ہو رہا تھا۔ ہوای سرد کے جھونکے دلونکو اور بیتاب کیے دیتے تھے۔ فرخ دلمین کہنے لگا " این! بالکل صبح ہو گئی! اب دیکھیے کیا ہوتا ہی؟ شاید ناالفاقی ظاہر ہونیکی گھڑی شروع ہوا چاہتی ہے۔ بڑی بدنامی ہو گی۔ آو اس بھولی لڑکی کے مزاج کا کچھ اندازہ کرون۔ بن پڑے تو سمجھا بجھا کے اسے اپنا ہمدرد بنا لینا چاہیے اگر یہ موافق ہو گئی تو بڑی خوبصورتی سے ساری دقتین اُٹھ جائینگی بس اب کوئی ترکیب ہی تو ہی"۔ یہ کہکر مسہری پر جاکے بیٹھ گیا۔

(فرخ نے دولھن کا مُنہ کھول کے دیکھا ہاتھ لگانا تھا کہ دولھن کی آنکھ کھل گئی۔ اُسنے ایک پیاری ادا سے اپنے مُنہ کو فوراً چھپا لیا۔ مگر جب تک دُولھن اپنے مُنہ کو چھپائے چھپائے فرخ نے دیکھ ہی لیا۔ چہرہ کی ایک ہی جھلک دیکھنا تھا کہ فرخ کے خیالات پلٹ گئے۔ دم بخود ہو کے رہگیا اور کہنے لگا این! یہ کیا ماجرا ہے؟ یہی میری پھوپھی کی بیٹی ہے؟ یہ صورت تو مجھے از خود رفتہ کیے دیتی ہے! اس صورت مین کیا بات ہے کہ دل بے اختیار ہو گیا ہے! چہرہ کس قدر مشابہ ہے! وہی تو نہین ـــــــ"

تمام شد حصہ دوم